"فاطمہ! تم جنتی عورتوں کی سردار ہو!" (فرمان نبوی ﷺ)

سیرۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حافظ ناصر محمود

Marfat.com

فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس نے اسے اذیت پہنچائی تو یقیناً اس نے مجھے اذیت دی۔ (فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

فاطمة بضعة منى فمن آذاها فقد آذانی

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

سیدۃ نساء العالمین

نایاب تاریخی تصاویر کے ساتھ

حافظ ناصر محمود

بک کارنر شوروم
بالمقابل اقبال لائبریری
بک سٹریٹ جہلم پاکستان
فون نمبر 0544-614977
فون نمبر 0544-621953
موبائل 0323-5777931
موبائل 0321-5440882
ویب سائٹ www.bookcorner.com.pk ای میل info@bookcorner.com.pk

Marfat.com

سیرۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	سیرتِ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا
مصنف	:	حافظ ناصر محمود
اہتمام	:	شاہد حمید
تزئین وتبرکات	:	گگن شاہد۔ امر شاہد
پروف ریڈنگ	:	فاطمہ بنت صادق
سرورق	:	ابو امامہ
مطبع	:	زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور

اِلتماس: اللہ ربُّ العزت کے فضل وکرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتاب کی تصنیف، پروف ریڈنگ، پکچرز ایڈیٹنگ، طباعت، تصحیح اور جلد بندی میں انتہائی احتیاط کی گئی ہے۔ تاہم غلطی کا احتمال بہرحال باقی رہتا ہے۔ بشر ہونے کے ناطے اگر سہواً غلطی رہ گئی ہو یا صفحات دُرست نہ ہوں تو ناشر، پروف ریڈرز اور طابع ہر قسم کے سہو پر اللہ غفور الرحیم سے عفو وکرم کے خواست گار ہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ کتاب میں اگر کہیں بھی غلطی یا خامی نظر آئے تو ازراہِ کرم مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں درُستگی عمل میں لائی جاسکے۔ ادارہ ''بک کارنر جہلم'' کے متعلقین اپنے کرم فرماؤں کے تعاون کیلئے بے حد شکر گزار ہیں۔ (ناشر)

ناشران

بُک کارنر شوروم

بالمقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ، جہلم پاکستان

رابطہ: 0544-621953, 614977 - 0323-5777931

WWW.BOOKCORNER.COM.PK

Marfat.com

بیت الحزن

اس مقام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد تنہائی اختیار کر کے اس جگہ قیام پذیر ہوگئی تھیں۔ اس لئے اسے بیت الحزن کہا جاتا ہے۔ یہ جگہ مدینہ منورہ میں ہے۔

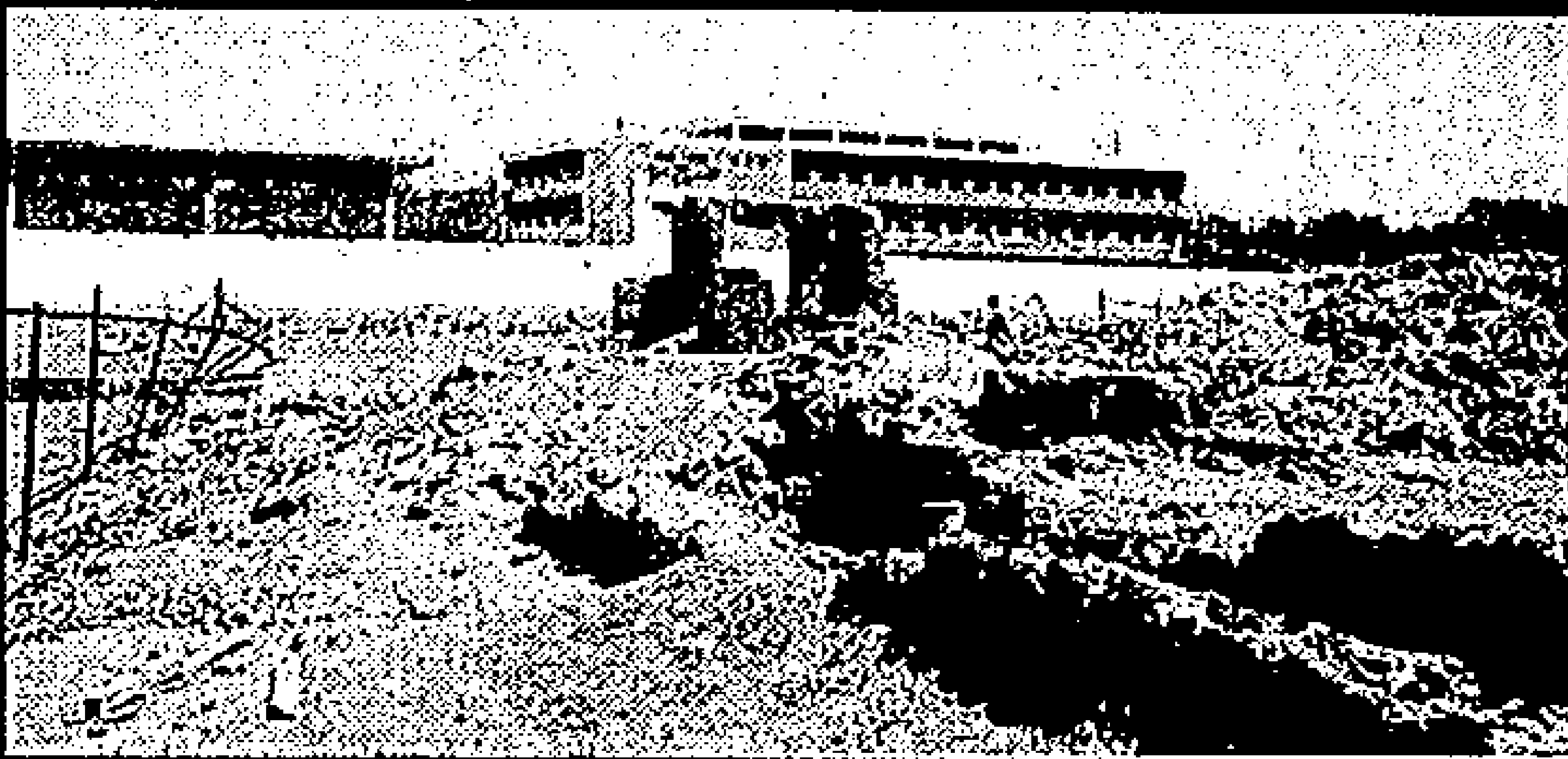

Marfat.com

فاطمۃ الزہرا

کی قبر مبارک

مسمار کیے جانے سے قبل جنت البقیع میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی آخری آرامگاہ کا منظر

ت البقیع میں مدفن سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک

Marfat.com

297.9921
ق 28 س

انتساب

عظیم شخصیات

کی معطر معطر زندگی کے روشن روشن واقعات

پڑھنے والوں کے نام

حافظ ناصر محمود

Marfat.com

فہرس

امام الانبیاء ﷺ کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت	(سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا)	6
گلہائے عقیدت بحضور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا	(ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ)	7
عورت	(جاوید چوہدری)	11
پیش لفظ	(حافظ ناصر محمود)	16
ابتدائیہ	(پروفیسر کرامت حسین بخاری)	18
حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا......تعارف		21
اسم گرامی		22
پیدائش		24
بچپن مبارک		26
حلیہ مبارک		32
تربیت		34
حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے والدین		40
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے والد ماجد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ		41

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح کا خطبہ	43
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا	53
ماں کا شجرہ نصب	57
عام الحزن	63
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی اور بہنیں	66
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی	67
حضرت قاسم رضی اللہ عنہ	67
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ	68
حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ	69
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بہنیں	72
حضرت زینب رضی اللہ عنہا	72
حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا	75
حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا	77
○ شادی اور خانہ آبادی	80
نکاح کا خطبہ	85
جہیز	86
شادی کے وقت عمریں	87
ولیمہ	88
رُخصتی	90
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب	95

Marfat.com

شجاعت علی رضی اللہ عنہ	100
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد	102
شہادت	103
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد	104
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ	104
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	125
حضرت زینب رضی اللہ عنہ	128
حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہ	132
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خانہ داری	134
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ازدواجی زندگی	136
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر سوکن لانے کی تحریم	141
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا فقر و غنیٰ	143
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا علم	150
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اتباعِ رسول ﷺ	152
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا شرم وحیا	154
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باہمی محبت	156
○ ماؤں سے محبت	162
○ صلۂ رحمی	164
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا زہد وتقویٰ	166
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی راست بازی	173

Marfat.com

○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عبادت گزاری	176
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا صبر	180
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور قرآن	182
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور احادیث	188
تسبیحِ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا	203
○ فریضہ حج	205
○ وصال سے پہلے غسل	207
○ وصیت	209
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات	214
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبرِ مبارک	216
○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دُعائیں	218
نمازِ فجر کے بعد کی دُعائیں	219
نمازِ ظہر کے بعد کی دُعائیں	230
نمازِ عصر کے بعد کی دُعائیں	235
نمازِ مغرب کے بعد کی دُعائیں	241
نمازِ عشاء کے بعد کی دُعائیں	246

Marfat.com

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت

از قلم

فاطمۃ الزہراء

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدَ ﷺ	اَلَّا یَشُمَّ مُدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا

جس نے ایک مرتبہ بھی خاک پائے احمد مجتبیٰ سونگھ لی — تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَآئِبُ لَوْ اَنَّهَا	صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ عُدْنَ لَیَالِیَا

(حضور ﷺ کی جدائی میں) وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں — یہ مصیبتیں "دنوں" پر ٹوٹتیں تو دن "راتوں" میں تبدیل ہو جاتے

اِغْبَرَّ آفَاقُ السَّمَآءِ وَکُوِّرَتْ	شَمْسُ النَّهَارِ وَاَظْلَمَ الْاَزْمَانُ

آسمان کی پہنائیاں غبار آلود ہو گئیں اور لپیٹ دیا گیا — دن کا سورج اور تاریک ہو گیا سارا زمانہ

وَالْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِیِّ کَئِیْبَةٌ	اَسَفًا عَلَیْهِ کَثِیْرَةُ الْاَحْزَانِ

اور زمین نبی کریم ﷺ کے بعد مبتلائے درد ہے — سراپا ان کے غم میں ڈوبی ہوئی ہے

فَلْیَبْکِهٖ شَرْقُ الْبِلَادِ وَغَرْبُهَا	یَافَخْرَ مَنْ طَلَعَتْ لَهُ النَّیِّرَانِ

اب آنسو بہائے مشرق بھی اور مغرب بھی انکی جدائی پر — فخر تو صرف ان کیلئے ہے جن پر روشنیاں چمکیں

یَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَكِ صِنْوَةً	صَلّٰی عَلَیْكَ مُنَزِّلُ الْقُرْاٰنِ

اے آخری رسول ﷺ آپ برکت وسعادت کی جوئے فیض ہیں — آپ ﷺ پر تو قرآن نازل کرنیوالے نے بھی درود وسلام بھیجا ہے

Marfat.com

در معنی ایں کہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا اسوۂ کاملہ ایست برائے نساء اسلام

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

مریمؑ از یک نسبتِ عیسیٰؑ عزیز — از سہ نسبت حضرتِ زہراؓ عزیز
نورِ چشمِ رحمۃ للعالمینﷺ — آں امامِ اوّلین و آخریں
آں کہ جاں در پیکرِ گیتی دمید — روزگارِ تازہ آئیں آفرید
بانوئے آں تاجدارِ ھَلْ اَتیٰ — مرتضیٰ مشکل کشا شیرِ خدا
پادشاہ و کلبہ ایوانِ او — یک حسام و یک زرہ سامانِ او
مادرِ آں مرکزِ پرکارِ عشق — مادرِ آں کارواں سالارِ عشق
آں یکے شمعِ شبستانِ حرم — حافظِ جمعیتِ خیر الاممﷺ
تا نشیند آتشِ پیکار و کیں — پشتِ پا زد بر سرِ تاج و نگیں
واں دگر مولائے ابرارِ جہاں — قوّتِ بازوئے احرارِ جہاں
در نوائے زندگی سوز از حسینؓ — اہلِ حق حرّیت آموز از حسینؓ
سیرتِ فرزندہا از امّہات — جوہرِ صدق و صفا از امّہات

Marfat.com

مزرعِ تسلیم را حاصل بتولؓ
مادراں را اسوۂ کامل بتولؓ

بہرِ محتاجے دلش آں گونہ سوخت
با یہودے چادرِ خود را فروخت

نوری و ہم آتشی فرمانبرش
گم رضایش در رضائے شوہرش

آں ادب پروردۂ صبر و رضا
آسیا گردان و لب قرآں سرا

گریہ ہائے او ز بالیں بے نیاز
گوہر افشاندے بدامانِ نماز

اشکِ او برچید جبریل از زمیں
ہمچو شبنم ریخت بر عرشِ بریں

رشتۂ آئینِ حق زنجیرِ پاست
پاسِ فرمانِ جنابِ مصطفیٰ ﷺ است

ورنہ گردِ تربتش گردیدمے
سجدہ ہا بر خاکِ او پاشیدمے

ترجمہ و تشریح:

❁ حضرت مریم علیہا السلام تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے (مادرانہ) نسبت کی بناء پر عزیز ہیں جبکہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایسی تین نسبتوں سے عزیز ہیں۔ پہلی نسبت یہ کہ آپ حضرت رحمۃ للعالمین ﷺ کی نورِ نظر تھیں، جو پہلوں اور پچھلوں کے امام تھے۔ ان کی وجہ سے دُنیا کے جسم میں جان پھونکی گئی اور ایک ایسا زمانہ معرضِ وجود میں آیا جس کے قاعدے، قانون اور آئین بالکل نئے تھے۔ دوسری نسبت یہ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ھل اتی کے تاج دار کی حرم تھیں۔ یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو اللہ کے شیر تھے اور مشکلیں آسان کر دیتے تھے، وہ بادشاہ تھے، لیکن ایک تنگ و تاریک حجرہ ان کا گویا محل تھا۔ ایک تلوار اور ایک زرہ ان کا کل سروسامان تھا۔

Marfat.com

❁ تیسری نسبت یہ کہ آپ ان دو جلیل القدر بزرگوں کی والدہ تھی جن میں سے ایک عشق حق کی پرکار کے مرکز بنے اور دوسرے کو عشق حق کی قافلہ سالاری ملی۔ پہلے حضرت حسن رضی اللہ عنہ تھے جو حرم پاک کی شمع تھے۔ انہوں نے بہترین امت یعنی ملتِ اسلامیہ کی جمعیت محفوظ رکھی، اس لئے حکمرانی کو ٹھکرا دیا کہ آپس میں جنگ وعداوت کی جو آگ بھڑک اُٹھی تھی، وہ بجھ جائے۔ یہاں اس خانہ جنگی کی طرف اشارہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں شام کی طرف سے شروع ہوئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے اور آپ کو خانہ جنگی روکنے کی اور کوئی صورت نظر نہ آئی تو خلافت چھوڑ دی۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق پوری ہوگئی یعنی میرا یہ فرزند اُمت کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔ دوسرے حضرت حسین رضی اللہ عنہ جو دُنیا بھر کے نیکوں کے آقا اور احرار کے لئے قوت بازو تھے۔

❁ زندگی کے نغمے میں صرف حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے سوز پیدا ہوا اور اہل حق نے اِنہیں سے آزادی کا سبق لیا۔ بیٹوں کی سیرتیں ماؤں کی آغوش میں تیار ہوتی ہیں۔ انسانی فطرت میں سچائی اور پاکیزگی کے جو جوہر ہیں، وہ ماؤں ہی کی تربیت سے چمکتے ہیں۔ تسلیم کی کھیتی کا حاصل حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں اور آپ مسلمان ماؤں کیلئے اسوۂ کامل بن گئیں، یعنی ایسا نمونہ جس میں ماؤں کی زندگی کے ہر پہلو کے لئے بہتر سے بہتر مثال موجود ہے۔ ایک محتاج کی خاطر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دل کچھ اس طرح جلا (انہیں بے حد دکھ پہنچا) اتنی متاثر ہوئیں کہ اس کی امداد کے لئے اپنی چادر ایک یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالی۔ نوری اور ناری فرشتے اور جن پری آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرمانبردار تھے۔ شوہر کی فرمانبرداری کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اپنی مرضی شوہر کی مرضی میں گم کردی تھی (سراپا تسلیم و رضا تھیں)۔

❁ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صبر و رضا کی ادب گاہ میں تربیت پائی تھی اور صبر و رضا کی

Marfat.com

کیفیت یہ تھی کہ چکی پیستی جاتیں اور کلام اللہ کی تلاوت کرتی جاتیں۔ آپ کے آنسو تکیے پر کبھی نہ گرے۔ نماز کے لئے کھڑی ہوتیں تو آنکھوں سے آنسو موتیوں کی طرح گرنے لگتے۔ جبرئیل علیہ السلام ان آنسوؤں کو زمین سے اٹھالے جاتے اور شبنم کی طرح عرشِ بریں پر ڈال دیتے۔ اللہ تعالیٰ کے قانون کی ڈوری نے میرے پاؤں باندھ رکھے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کا پاس مجھے روک رہا ہے، ورنہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کا طواف کرتا اور اس مقام پر سجدہ ریز ہوتا۔

ترجمہ وتشریح

پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی

اُن عظیم ہستیوں میں سے ایک جنہوں نے ہمیشہ شیطان کو مایوس کیا

صبر میں اوّل شکر میں اوّل اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی

ہر آزمائش میں اللہ سوہنے کی ہر رضا میں راضی

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا

......منفرد خاتون کا منفرد تذکرہ......

مصنف ''حافظ ناصر محمود'' کی برسوں کی محنت

بالآخر منظر عام پر آگئی ہے

ناشران

بک کارنر شوروم بالمقابل اقبال لائبریری بک سٹریٹ جہلم پاکستان

Marfat.com

عورت

پوپ نے چھوٹے پادری کا امتحان لینے کیلئے اسے حضرت مریم (علیہا السلام) کی تعریف کا حکم دیا، پادری پوپ کے سامنے کھڑا ہوا، گاؤن کی پیٹی کھول کر دوبارہ باندھی، سینے پر صلیب کا نشان بنایا اور پھر آنکھیں بند کر کے مخاطب ہوا۔ ''فادر! عیسیٰ (علیہ السلام) کی ماں ہونے کے بعد مریم (علیہا السلام) کو کسی دوسری تعریف کی ضرورت نہیں۔''

ایک مدت بعد جب ڈاکٹر علی شریعتی سے اس سے ملتا جلتا سوال پوچھا گیا تو مفکر ایران نے مسکرا کر کہا: ''حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقام نے ایک مدت تک مجھے پریشان رکھا، میں نے سوچا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ہیں لیکن پھر سوچا نہیں آپ کا اس کے علاوہ بھی ایک مقام ہے، سوچا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں لیکن پھر سوچا نہیں آپ کا اس کے علاوہ بھی ایک مقام ہے، سوچا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حسین رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں لیکن پھر سوچا نہیں آپ کا اس کے علاوہ بھی ایک مقام ہے، سوچا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاتونِ جنت ہیں لیکن پھر سوچا نہیں آپ کا اس کے علاوہ بھی ایک مقام ہے، قصہ مختصر صاحبو! میں سوچتا چلا گیا، سوچتا چلا گیا، جب تھک گیا تو بات یہیں پر آ کر ختم ہوئی ''فاطمہ از فاطمہ''

Marfat.com

اکثر ایسا ہوتا، جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے نکلنے لگتے تو وہ اپنے ننھے ہاتھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُنگلی پکڑ کر ساتھ چلنے کی ضد فرماتیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفقت سے سر پر ہاتھ پھیر کر فرماتے: ''بیٹا یہ خواہش کیوں؟'' تو وہ بھری آنکھوں سے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر کہتیں: ''بابا جان مجھے خطرہ ہے کہیں اکیلا جان کر کفار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نقصان نہ پہنچا دیں۔'' یہ بھی ہوتا تھا جب پائے مبارک میں کافروں کے بچھائے کانٹے چبھ جاتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناخن مبارک سے کھینچتے اور نوکیلے سرے ٹوٹ کر گوشت ہی میں رہ جاتے، تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جوتا اُتار کر اپنی ننھی اُنگلیوں سے پائے مبارک کے کانٹے چنتی جاتیں اور سسکیاں بھرتی جاتیں، اور یہ بھی ہوتا تھا، جب کفر کے غرور میں مبتلا مکی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر آلودگی پھینک دیتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ہاتھوں سے صاف کرتیں، گرم پانی سے سر مبارک دھوتیں اور روتی جاتیں اور یہ بھی ہوتا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے شہر کی نفرت سمیٹ کر گھر واپس آتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دستار مبارک کھول کر بالوں میں تیل لگاتیں، کنگھی کرتیں اور اپنی بھیگی ہوئی آواز میں کہتیں: ''بابا جان! فکر نہ کریں، ہمارا ربّ ہمارے ساتھ ہے۔''

باپ بیٹی میں اُنسیت بھی تو بہت تھی، آپ کی رُخصتی کے بعد بھی کوئی ایسا دِن نہیں گزرا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کا دیدار نہ کیا ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوشش کر کے اس راستے سے گزرتے جس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھر تھا، جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طبیعت ناساز ہوتی تو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے چین ہو جاتے تھے اور آپ تھیں بھی تو انوکھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں قدم رکھتے ہی سارے گھر کا کام سنبھال لیا، گھر میں جھاڑو دیتی تھیں، کنوئیں سے پانی لاتی تھیں، جانوروں کو چارہ ڈالتی تھیں، آٹا پیستی تھیں، برتن دھوتی تھیں، کپڑے سیتی تھیں، کھجوریں صاف

Marfat.com

کرتی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہتھیار تیز کرتی تھیں، جب بہت غربت تھی تو اس وقت بھی حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو اس شان سے بنا سنوار کر گھر سے باہر بھیجتیں کہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہ دونوں مدینہ کے سب سے بڑے رئیس کے بچے ہیں۔

میں جب مقامِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں سوچتا ہوں تو مجھے حیات اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا وہ واقعہ یاد آ جاتا ہے، جب شاعر مشرق نے اپنے اُستاد میر حسن کا نام شمس العلماء کے خطاب کیلئے پیش کیا، کمیٹی کے ارکان نے پوچھا ان کی تصنیف کیا ہے؟ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طرف اِشارہ کر کے کہا: ''میں ہوں اُن کی تصنیف۔'' آپ اس واقعے کی روشنی میں مقامِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جستجو کریں تو آپ کو کربلا کے میدان میں کھڑے حسین رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقام کا تعین کرتے نظر آئیں گے، جن کے دس دِن آج تک چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں ''ہاں میں ہوں فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تصنیف۔''

یہ اعزاز بھی صرف فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے کہ بڑے سے بڑا گناہگار، فاسق اور فاجر بھی دو نفل پڑھ کر ''خاتون جنت'' سے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بارگاہِ خداوندی میں سفارش کی درخواست کرے تو اُس کی دُعا قبول ہو جاتی ہے۔

محترم قارئین! آج 8 مارچ ہے، حقوقِ نسواں کا عالمی دِن، مجھے یقین ہے آج بھی گزشتہ برسوں کی طرح پاکستان کے تمام بڑے چھوٹے شہروں میں غیر ملکی خوشبویات سے معطر، الٹرا ماڈرن خواتین آزادئ نسواں کے سیمینار کریں گی، جن میں ہر مقررہ ''مردوں'' کے اِس معاشرے پر خوب کیچڑ اُچھالے گی۔ عورت کے حقوق، عورت کی آزادی اور عورت کی برابری کیلئے نعرے لگائے جائیں گے۔ پاکستانی عورت کی مظلومیت ثابت کرنے کیلئے امریکہ، یورپ، آسٹریلیا اور مشرق

Marfat.com

بعید کی رپورٹوں کے حوالے دیئے جائیں گے، زچگیوں کے دوران مرنے والی خواتین، خاوندوں سے پٹنے والی عورتوں اور گھروں سے بھاگنے والی لڑکیوں کی داستانیں سنائی جائیں گی، اِس ملک جو غربت کے 127 ویں نمبر پر ہے جس کے 6 کروڑ 36 لاکھ 66 ہزار لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں، کی عورت کا تقابل ''مس یورپ'' سے کیا جائے گا لیکن ان بھرے بھرائے ہالوں میں کوئی ایک خاتون بھی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذِکر نہیں کرے گی، جو بچی تھیں تو نسل انسانی کے سب سے بڑے اِنسان کے زخم دھوتی تھیں، جو لڑکی تھیں تو اپنے دَور کے سب سے بڑے شجاع کو زرہ بکتر پہناتی تھیں اور جو خاتون تھیں تو تاریخ کے سب سے بڑے شہید کی پرورش کرتی تھیں، اور جس نے زندگی سے، وقت سے، معاشرے سے عمر بھر کچھ نہیں لیا، اسے صرف دیا ہی دیا۔

سچ ہے ''مردوں کی برتری'' کے معاشرے میں آج عورت کو وہ مقام حاصل نہیں جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ تک کے اَدوار میں حاصل تھا لیکن اس کے باوجود یہ بھی سچ کہ اس کو جو پروٹوکول یہاں دیا جاتا ہے وہ شاید یورپ کی عورت کو ایک ہزار سال بعد بھی نصیب نہ ہو۔ آج بھی لوگ پرائی عورت کو دیکھ کر نظریں نیچی کر لیتے ہیں، بسوں میں ان کیلئے نشست خالی کر دیتے ہیں، ان کی موجودگی میں سگریٹ نہیں پیتے، ان سے عزت و احترام سے مخاطب ہوتے ہیں، آج بھی لوگ گھر میں بیٹی پیدا ہونے پر شراب چھوڑ دیتے ہیں، جوا اور بری صحبت ترک کر دیتے ہیں، آج بھی لفظ ''بھائی'' سن کر لوگوں کی آنکھیں جھک جاتی ہیں۔ آج بھی لوگ عورت سے زیادتی پر باہر آ جاتے ہیں، آج بھی لوگ ایک زنانہ چیخ پر اپنے ہم جنس کو پیٹتے دیر نہیں لگاتے، آج بھی لوگ بیوی کو طلاق دینے اور ماں، بہن اور بیٹی سے تلخ کلامی کرنے والے مرد کو پاس نہیں بیٹھنے دیتے، آج بھی

Marfat.com

گھروں میں بوڑھی ماؤں، دادیوں اور نانیوں کو ''نیوکلیس'' کی حیثیت حاصل ہے، ہاں آج بھی اس ''قدامت پسند'' معاشرے میں عورت اتنی محفوظ ہے جتنی یورپ کے جنگلی معاشروں میں کبھی نہیں تھی۔

پھر سوچنے کی بات یہ ہے، یہ عورتیں کون ہیں جو اسلام آباد میں بیٹھ کر ان ''فاطماؤں'' کیلئے اِس یورپ جیسی آزادی طلب کر رہی ہیں، جہاں عورت، عورت نہیں انڈسٹری ہے، جہاں مرد وراثت میں حصہ داری، ٹیکس اور اخراجات کے ڈر سے پوری زندگی کی ''صحبت'' کے بعد بھی عورت کو بیوی کا درجہ نہیں دیتے، جہاں ایک ہی عورت کے تین بچوں کے رنگ اور ناک نقشے آپس میں نہیں ملتے، جہاں عورت بیٹی، بہن، بیوی اور ماں نہیں صرف ''پارٹنر'' ہے۔

جب فیروز خان نون نے کسی مسئلے پر انگریز سرکار کو چنگیز خان جیسے حملے کی دھمکی دی تو نہرو نے مجلس احرار کے ایک جلسے میں کہا تھا: ''افسوس! چنگیز خان کا ذِکر کرنے والے بھول گئے، ان کی تاریخ میں ایک عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) بھی تھا۔''

ہاں آج جب یہ چند ناسمجھ خواتین اس مغرب جیسی آزادی طلب کرتی ہیں جس میں اب طلاق، جنس اور ناجائز بچوں کے سوا کچھ نہیں تو میں سوچتا ہوں، افسوس میڈونا اور الزبتھ ٹیلر جیسی زندگی کی خواہشمند عورتیں یہ بھول گئیں، ان کی تاریخ میں ایک فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھی اصلی اور سچی عورت۔

جاوید چوہدری
ہاؤس نمبر ۴۹۱، سٹریٹ ۱۷
شہزاد ٹاؤن
اِسلام آباد

Marfat.com

پیش لفظ

آج سائنس نے اتنی ترقی کرلی ہے کہ ایک ہفتہ پہلے بننے والی چیز پرانی پرانی سی محسوس ہوتی ہے کیونکہ ہفتے بعد اس چیز میں جدّت پیدا کردی جاتی ہے۔ آج دُنیا کی ہر چیز پہلے سے بہتر بن رہی ہے لیکن انسان پہلے سے بہتر نہیں بن رہا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان بنانے والی فیکٹری مردہ ہوچکی ہے۔ پہلے اسی فیکٹری سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، طارق بن زیاد، صلاح الدین ایوبی پیدا ہوا کرتے تھے۔ آج جدھر دیکھو میر جعفر اور میر صادق پیدا ہو رہے ہیں۔

آج مسلمانوں کے اس دورِ انحطاط میں آدھا سبب ''عورت'' ہے، وہم پرستی، جاہلانہ رسومات، غم و شادی کے موقع پر ہندوانہ رسم و رواج اور جاہلیت کے دوسرے آثار صرف اس لئے ہمارے گھروں میں زندہ ہیں کہ آج مسلمان عورتوں کے دِلوں میں تعلیماتِ اسلامی کی رُوح مردہ ہوگئی ہے۔ شاید اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے سامنے ایک مسلمان عورت کی زندگی کا کوئی مکمل عملی نمونہ میسر نہیں۔ اس خلا کو دیکھتے ہوئے آج ہم اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے سامنے اس خاتون کی سیرت پیش کرتے ہیں جو نہ صرف اہل دُنیا بلکہ اہل جنت کی عورتوں کی بھی سردار ہیں ان کا

Marfat.com

اسم مبارک ہے سیدہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا۔ ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کے لئے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی پوری زندگی، بچپن، جوانی، شادی، رخصتی، شوہر، سسرال، ساس، اولاد، غربت، خانہ داری غرض زندگی کا ہر پہلو قابل تقلید اور مثالی نمونہ ہے لہذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری عورتیں اُمت مسلمہ کے ایک بازو کا کردار ادا کریں تو ہمیں چاہئے کہ انہیں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی زندگی سے متعارف کرایا جائے۔

حافظ ناصر محمود

مجاہد آباد جہلم

Marfat.com

ابتدائیہ

اقوامِ متحدہ کے چارٹر میں بنیادی انسانی حقوق، فرد کے وقار اور اس کی قدر و قیمت اور مرد و عورت کے یکساں حقوق سے بہت پہلے اسلام نے ایک عالمگیر اعلامئے کے ذریعے انسانوں کے درمیاں کسی بھی قسم کے امتیاز کو ر ولقد کرمنا بنی آدم کہہ کرنا قابل قبول ٹھہرایا بلکہ ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف کا نعرہ بلند کر کے عورت کے ساتھ صدیوں کے بدترین سلوک کی بیڑیاں ہی کاٹ دیں۔ اسلام کا سخت ترین دُشمن بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ دُنیا کے تمام مذاہب میں سب سے پہلے اِسلام نے عورت کی حیثیت اور حقوق کا تعین کیا اور ان کو مذہب، معاشرت، سیاست اور زندگی کے ہر شعبہ میں مردوں کے دوش بدوش لا کھڑا کر دیا۔ پھر تاریخ عالم نے دیکھا کہ قرآن نے للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن کہہ کر ان حقوق کی توثیق ہی کر دی۔ اِسلام نے عورت کی عزت و عظمت اور قدر و منزلت کے دعوے ہی نہیں کیے بلکہ علم و عمل تدبرو سیاست، تہذیب و تمدن غرضیکہ زندگی کے ہر شعبے میں اُسے وہ آزادی اور جوشِ عمل عطا کیا کہ وہاں مردوں کی صف سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ، عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مجموعہ صفات و حسنات دُنیا کے سامنے آئے وہاں

Marfat.com

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جیسی خواتین کو زہد و تقویٰ، نیکی و پارسائی اور علم و عمل کے قابلِ تقلید نمونے بنا کر اقوامِ عالم کے سامنے فخر سے پیش کیا۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی زندگی کے متعلق حالات بہت زیادہ تفصیل سے تو نہیں ملتے لیکن سیرت کی کتابوں، تاریخ اور احادیث پاک سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شدید محبت، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شادی اور پھر اسی کے نتیجے میں بسر کی جانے والی مشقت بھری زندگی جس میں وہ دِن بھر کام کرنے کے علاوہ چکی بھی پیستیں اور پانی بھر کر لاتیں اور حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہم کی پیدائش اور اُن کی تربیت جیسے واقعات ملتے ہیں جو نہ صرف مسلمانانِ عالم بلکہ ہر سلیم الفطرت مرد اور عورت کیلئے تقلید کا نمونہ اور عمل کا درس ہیں۔

ہمارے پیارے لال حافظ ناصر محمود صاحب نے جس جگر سوزی اور دردمندی سے جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ کتاب لکھی ہے میں اِس پر نہ صرف اِنہیں خراجِ تحسین اور ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں وہاں مجھے اِس بات پر بھی انتہائی مسرت ہے کہ میں ایک بہترین علمی کاوش کا ''پیش لفظ'' تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ حافظ صاحب محترم سے ذاتی تعارف تو کئی برسوں سے ہے بلکہ مجھے ان کا قلمی تعاون ہی حاصل ہے اور بک کارنر جہلم نے ان کی کئی کتب شائع کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس لئے ہمارے دِل میں ان کے علم و فضل کا بہت احترام ہے۔ دینی علوم و فنون پر ان کی دسترس بہت اچھی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کو لکھنے کا بھی عمدہ سلیقہ ہے۔ ان کی تحریر نہایت سلیس، سادہ اور عام فہم ہے۔ ان کے قلم سے نکلی ہوئی ہر بات دِل پر اثر کرتی ہے۔ زیرِنظر

Marfat.com

کتاب کے بارے میں صرف اِس قدر عرض کروں گا کہ یہ ایک بہترین کتاب ہے جو اَب آپ کے ہاتھوں میں ہے، آپ خود اندازہ کرلیں گے کہ حافظ صاحب محترم نے کس جانفشانی اور محنت سے اس کو لکھا ہے۔ تاریخ اور روایت پر ان کی کتنی گہری نظر ہے۔ تحریر کی پختگی اور بصیرت آپ کے قلب ونظر پر ضرور اثر کرے گی۔ اِس دُعا کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں کہ اللہ رَبُّ العزت ہم سب کو نیک عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم!

پروفیسر کرامت حسین بخاری

Marfat.com

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

تعارف

Marfat.com

اِسم گرامی

آپ کا اسم گرامی فاطمہ ہے۔ فاطمہ فطم سے ہے جس کے معنی روکنے کے ہیں، دودھ چھوڑنے والے بچے کو فطیم کہتے ہیں۔ گویا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا لوگوں کو دوزخ کی آگ سے روکنے والی ہیں۔ آپ کی کنیت مبارک ''ام محمد'' تھی اور آپ کے القابات میں ''بتول، زہرا، راضیہ، سیدۃ النساء العالمین، سیدۃ النساء اہل الجنۃ، زاکیہ، طاہرہ اور مطہرہ شامل ہیں۔

شجرہ مبارک:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اپنے والدِ گرامی کی طرف سے سلسلۂ نسب یہ ہے:

فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن سالک بن نفر بن مدرکہ بن الیاس بن معد بن عدنان۔

والدہ ماجدہ کی طرف سے: فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی

۱۲۲۳۸۷۵۲

Marfat.com

امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور امام حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''فاطمہ'' نام اس لئے رکھا ہے کہ

''اللہ تعالیٰ نے انہیں آگ سے الگ کر دیا ہے''۔

زہراء:

زہراء کے معنی کلی کے ہیں۔ آپ کی ذات کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق ایسا ہے جیسا کلی کا تعلق پھول سے ہوتا ہے اسی لئے آپ کو زہرۃ المصطفیٰ کہا جاتا ہے۔

بتولؑ:

آپ کا لقب بتول ہے۔ بتل کا معنی منقطع ہونا ہے۔ آپ کو بتول کہنے کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں مثلاً پہلی وجہ یہ کہ آپ نے تمام دنیا و مافیہا سے تعلق منقطع کر کے اپنے مولا کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ دوسری وجہ یہ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے نفسانی خواہشات سے دُور کر دیا تھا اور تیسری وجہ یہ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیگر خواتین کے مقابلے میں علم و فضل اور ظاہری و باطنی کمالات میں یکتا بنایا تھا۔

Marfat.com

پیدائش

محدث حاکم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بیان کی ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ "حضرت جبریل علیہ السلام ایک مرتبہ جنت کا ایک سیب میرے پاس لائے، میں نے اس کو کھایا اور اسی روز رات کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حمل قرار پایا" اس روایت سے اور اکثر دوسرے مؤرخین کے بیانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا عہدِ نبوت میں پیدا ہوئیں، چنانچہ مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبوت کے پہلے سال ۲۰ جمادی الاوّل کو پیدا ہوئیں اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک اکتالیس سال تھی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی۔

بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبوت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ۳۵ سال تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک تقریباً ۵۴ سال تھی اور اس وقت خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شریک تھے۔ خانہ کعبہ کی یہ تیسری تعمیر تھی واقعہ یہ تھا کہ خانہ کعبہ کی ابراہیمی عمارت پر چھت نہ تھی اور دیواریں چھوٹی چھوٹی تھیں، بارش ہوتی

Marfat.com

تو پانی خانہ کعبہ کے اندر بھر جاتا اور آمدورفت بند ہو جاتی، اب کی بار خانہ کعبہ میں دراڑ آ جانے کے باعث قریش نے دوبارہ تعمیر کا ارادہ کیا۔ اتفاق سے انہیں دنوں ایک تجارتی جہاز جدہ کی بندرگاہ پر پہنچ کر تباہ ہو گیا۔ قریش اس کی لکڑی اور لوہا اٹھا لائے اور خانہ کعبہ کو دوبارہ تعمیر کیا۔

(شیخ ابو عمر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکتالیسویں سال پیدا ہوئیں)۔ (استیعاب)

دیگر علماء خصوصاً ابنِ اسحاق کی رائے کے مطابق یہ قول درست نہیں کیونکہ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بقیہ اولاد اعلانِ نبوت سے پہلے پیدا ہوئی۔ ابنِ اسحاق کہتے ہیں کہ آپ اس وقت پیدا ہوئیں جب قریش کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے اور کعبہ آپ کی بعثت (اعلانِ نبوت) سے ساڑھے سات سال پہلے قریش نے تعمیر کیا۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ بعثت کے سال پیدا ہوئیں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابنِ اسحاق سے نقل کر کے اسے ثابت رکھا۔ اس میں یہ الفاظ کہ آپ کی ولادت بعثت سے ساڑھے سات سال پہلے ہوئی قابلِ توجہ ہیں، کیونکہ یہ روایت درست نہیں، اسلئے کہ قریش کا کعبہ تعمیر کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے پینتیسویں سال کا واقعہ ہے جبکہ آپ کی بعثت چالیس سال پورے ہونے پر ہوئی پس سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت اعلان رسالت سے تقریباً پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے۔ اسی طرح ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثینِ کرام کی رائے بھی یہی ہے اور بے شک وہ بیت اللہ کی تعمیر کے ہی ایام تھے۔

Marfat.com

بچپن مبارک

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حیاتِ مبارکہ کے دیگر ادوار کی طرح آپ کا بچپن مبارک بھی منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی والدہ محترمہ ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ مجھے کسی بچہ کو پرورش میں اس قدر سرور اور لطف حاصل نہیں ہوا جس قدر جناب فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی پرورش میں ہوا۔

آپ کے بچپن مبارک میں سن شعور کی جھلکیاں پورے طور پر نمایاں تھیں۔ اگرچہ آپ کی تمام حیاتِ مبارکہ رنج و آلام اور شدائد و مصائب اور حزن و ملال میں گزری ہے تاہم بچپن کی عمر میں ان دکھوں اور مصیبتوں کا رنگ بہت ہی گہرا نظر آتا ہے۔

آپ کے بچپن مبارک کے وقت آپ کے والد، والدہ اور اسلام پر کون سے حالات تھے اور آپ نے اپنا بچپن کن حالات میں گزارا اسے جاننے کیلئے ان حالات اور اس ماحول کا جاننا ضروری ہے آیئے ان حالات کی تھوڑی سی جھلک دیکھتے ہیں۔

ابتداء اسلام میں اسلام کی تبلیغ خفیہ طور پر ہوتی تھی جس سے مشرکینِ عرب گھبراتے اور بدکتے ضرور تھے لیکن مشتعل نہیں ہوتے تھے لیکن جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چار سال ہوئی تو اس وقت اسلام کی تبلیغ کا کام علی الاعلان

Marfat.com

شروع کر دیا گیا۔)

☆ آپ کے والد یعنی نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے سامنے سابقہ اُمتوں کی بربادی کا نقشہ پیش کیا۔ بتوں کی مذمت کی اور توحیدِ خداوندی کا اعلان فرمایا، قیامت کا تصور پیش کر کے عذابِ آخرت سے ڈرایا اور فرمایا کہ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبوت ورسالت عطا فرمائی ہے۔

مشرکینِ عرب نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلانِ نبوت سنا، اپنے بنائے ہوئے بتوں کی مذمت کا اعلان سنا اور ہزاروں خداؤں کو چھوڑ کر صرف ایک خدا کی عبادت کرنے کا حکم سنا تو ان کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ حضرت ابو طالب کے سوا تمام مشرکین عرب آپ کی مخالفت پر اُتر آئے اور ابھی تک جو مُٹھی بھر خوش قسمت لوگ مسلمان ہوئے تھے ان پر ظلم کے پہاڑ توڑنا شروع کر دیئے۔)

یہ بات یاد رہے کہ اسلام لانے والے لوگوں میں بعض لوگ تو ابھی تک غلام تھے اور باقی غریب اور کمزور۔

مشرکینِ عرب نے ان نئے مسلمانوں کی اس کمزوری سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور انہیں تاریخ کی شدید ترین جسمانی تکالیف پہنچائیں۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کے والدین کو ابوجہل لعین نے اس قدر سخت سزائیں دیں کہ تاریخ کے اوراق ان سے کانپ جاتے ہیں آپ کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو نیزہ مار کر شہید کر دیا گیا۔

☆ (حضرت بلال رضی اللہ عنہ، امیہ بن خلف کے غلام تھے جب آقا کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا علم ہوا تو اس نے آپ کو اذیتیں دینا شروع کر دیں عرب میں دوپہر کے وقت ریت آگ کی طرح تپ جاتی ہے امیہ بن خلف دوپہر کے وقت جلتی ہوئی ریت پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو لٹا دیتا اور سینے پر بھاری پتھر

Marfat.com

رکھ دیتا تا کہ آپ ہل جل نہ سکیں۔ کبھی آپ کو کوڑے مارنا شروع کر دیتا اور بعض اوقات کئی کئی روز تک حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اسلام لانے کی سزا کے طور پر بھوکا اور پیاسا رہنا پڑتا اور کبھی عرب کی فضاؤں نے یہ منظر بھی دیکھا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے آقا کے حکم پر لڑکوں نے آپ کے گلے میں رسی ڈالی ہوتی اور آپ کو مکہ کے گلی کوچوں میں گھسیٹتے پھرتے اور آپ کی خوب پٹائی کرتے لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اسلام سے محبت کا عالم یہ ہوتا کہ جوں جوں آپ پر ظلم وزیادتی ہوتی توں توں آپ کے منہ سے نکلنے والے نعرۂ توحید کی آواز زیادہ بلند ہوتی۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو انتہائی بُرے طریقے سے پیٹا گیا اور اس کے بعد آپ کی آنکھیں نکال دی گئیں خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر بیشمار مظالم ڈھائے گئے کہ جن کو سن کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریباً تین سال تک خفیہ دعوت وتبلیغ کا کام کیا حتیٰ کہ سورۂ حجر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو کھلم کھلا دعوت کا حکم دے دیا، فرمایا:

"پس اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کھول کر بیان کر دیجئے جو آپ کو حکم دیا جاتا ہے اور مشرکین سے کنارہ کر لیجئے"۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس حکم کے آنے کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرِ عام اسلام کی تبلیغ ودعوت کا سلسلہ شروع کر دیا۔

دعوت وتبلیغ کا اس انداز سے شروع ہونا تھا کہ کفارِ عرب نے تاریخ کے بدترین مظالم کا سلسلہ شروع کر دیا اور ایسے ایسے ظلم کئے جو کہ بیان سے باہر ہیں۔ یہ وہ ماحول تھا جس میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بچپن کا آغاز ہوا۔

(ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور قریش کے کچھ بدبخت لوگ قریب ہی ایک جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے جب انہوں نے

Marfat.com

دیکھا کہ دونوں جہانوں کے سردار ﷺ نماز میں مشغول ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ تم اس شخص کو دیکھ رہے ہو؟ سب نے کہا کہ ہاں دیکھ رہے ہیں پھر وہ شخص اپنے ان ساتھیوں سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا، تم میں کوئی ایسا ہے جو فلاں قبیلہ سے ذبح کردہ اونٹ کی اوجھ اُٹھا لائے اور پھر جب نبی مکرم ﷺ سجدہ میں جائیں تو دوسرے سجدہ سے اٹھنے سے پہلے پہلے وہ اوجھ ان کے کندھوں پر رکھ دے۔ اس کا اس شیطانی منصوبہ کا انکشاف کرنا تھا کہ ان میں سے ایک شخص جس کا نام عقبہ بن ابی معیط تھا اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا کہ یہ کام میں کروں گا۔ چنانچہ وہ بدبخت وہاں سے اٹھا اور مذکورہ قبیلے میں گیا جہاں اونٹ ذبح کیا گیا تھا اور اونٹ کی اوجھ لے آیا۔ اس دوران حضور ﷺ مسلسل نماز پڑھ رہے تھے۔ اب سارے بدبخت لوگ دیکھنے لگے کہ کب حضور ﷺ سجدے میں جاتے ہیں۔ اس دوران جونہی آپ ﷺ سجدہ کی حالت میں گئے اس بدبخت نے اوجھ اٹھائی اور حضور ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دی۔ حضور ﷺ اسی حال میں رہے اور آپ ﷺ بوجھ کی وجہ سے سجدہ سے سر اٹھا نہ سکتے تھے۔ کفارِ عرب سب آپ کی یہ حالت دیکھ کر ہنستے رہے اور خوش ہوتے رہے۔

ادھر کسی نے اس واقعہ کی خبر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کر دی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے یہ خبر سنی تو پریشان ہو گئیں اور جلدی جلدی اپنے والد محترم ﷺ کی جانب چل پڑیں۔ دیکھا کہ کسی شیطان صفت انسان نے اُونٹ کی اوجھ والد محترم ﷺ کے کندھوں پر رکھی ہوئی ہے اور آپ سجدے میں پڑے ہوئے ہیں ساتھ ہی کفارِ عرب ہنس رہے ہیں۔ آپ نے آتے ہی اونٹ کی اوجھ اپنے پیارے والدِ محترم کے کندھوں سے اُٹھا کر پھینک دی۔ اسی طرح مدارج النبوت میں آتا ہے کہ عرب کے کافر، حضور ﷺ پر کوڑا کرکٹ پھینکتے تھے۔ آپ کے دروازے پر خون ڈالتے،

Marfat.com

راستوں میں کانٹے بچھاتے اور آپ کے جسمِ اطہر پر پتھر پھینکتے تھے۔

یہ بدبخت ایسے شقی تھے کہ ان میں سے ایک نے سجدے کی حالت میں حضور اکرم ﷺ کی گردن کو اتنی شدت سے دبایا کہ قریب تھا کہ آپ کی چشمانِ مبارک باہر نکل پڑیں۔

اس طرح کے ڈھیر سارے مظالم ہیں جو نبی پاک ﷺ کی ذات اقدس پر ڈھائے گئے، اگر وہ سارے مظالم بیان کئے جائیں تو ان سے ایک کتاب لکھی جا سکتی ہے۔

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے والد کے ان تمام دکھوں پریشانیوں اور مصیبتوں میں برابر کی شریک رہیں آپ رضی اللہ عنہا اپنے والد محترم پر کفار کی جانب سے ڈھائے جانے والے مظالم کو اپنی آنکھوں سے دیکھتی تھیں اور ان مظالم سے آپ کے والد محترم دونوں جہانوں کے والی ﷺ کو جو تکالیف پہنچتی تھی آپ انہیں محسوس کرتی تھیں اور ان مظالم سے آپ کو بھی اتنی ہی تکلیف پہنچتی تھی۔ اپنے والدِ محترم کو تکلیف میں دیکھ کر جب آپ اپنی پیاری والدہ محترمہ کے پاس تشریف لاتیں تو پیاری ماں کی آنسوؤں سے ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر تڑپ کر رہ جاتیں۔ ماں آخر ماں ہوتی ہے آپ خود تو اداس ہوتیں لیکن اداس مسکراہٹ لبوں پر لا کر بچی کے دل کو بہلانے کی کوشش کرتیں بالآخر ماں کی گود میں چند لمحوں کیلئے بچی کے دل سے باپ کے دکھوں کا کچھ بوجھ ہلکا ہوتا لیکن یہ سکون محض عارضی ہوتا کیونکہ اگلے ہی لمحے آپ کو کفار مکہ کا بابا جان ﷺ کے ساتھ سلوک یاد آجاتا اور آپ پھر سے غمگین ہو جاتیں۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پیارے والد محترم پر کفار کی زیادتیاں بڑھتی گئیں پھر ایک ایسا دور شروع ہوا جسے تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اور جس کے تصور سے ہی رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک تقریباً سات یا آٹھ سال تھی اس واقعہ کو مختصراً اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ کفار کے مظالم سے تنگ آ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو ملک حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم فرمایا، مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق حبشہ کی طرف ہجرت کر گئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فیصلے پر کفارِ عرب مشتعل ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مزید مصائب میں مبتلا کرنے کیلئے دارالندوہ میں ایک اجتماع کیا گیا۔ اس اجتماع نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مکمل بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس عہدنامہ کو ایک تحریری شکل دی گئی اور اس کے بعد بدبخت ابوجہل کے سپرد کر دیا گیا۔ عوام الناس کو اس فیصلے کی اطلاع دینے کیلئے اس کی ایک نقل خانہ کعبہ میں لٹکا دی گئی یہ واقعہ 616ء کا ہے۔

جب اس واقعہ کی خبر حضرت ابوطالب کو ہوئی تو آپ بہت پریشان ہوئے کیونکہ کافروں نے اپنی مادی قوت اور اکثریت کے زعم پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خاندان اور تمام مسلمانوں کو بھوک پیاس کے ذریعے ختم کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔ چنانچہ اس مقاطعہ کو دیکھ کر حضرت ابو طالب اپنے سارے خاندان بمعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہاڑ کی ایک گھاٹی میں رہنے لگے جسے شعبِ ابو طالب کہتے ہیں۔

شعب ابو طالب میں دل ہلا دینے والے مناظر دیکھے گئے۔ اشیائے خوردنی نہ ملنے کی وجہ سے اکثر اوقات جنگلی بوٹیاں اور درختوں کے پتے کھا کھا کر زندگی کے دن کٹتے۔ ان محصورین میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ ان حالات میں آٹھ نو سال کی معصوم بچی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا کیا حال ہوا ہوگا۔ شعبِ ابوطالب کے تفصیلی حالات آگے آئیں گے۔

Marfat.com

حلیہ مبارک

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حلیہ مبارک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس و پُرنُور شکل وصورت سے بہت ملتا جلتا تھا۔ آپ کا اندازِ گفتگو، نشست و برخاست، رفتار و گفتار اور چال ڈھال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ تھی ایک روایت میں ہے:

"آپ کے اگلے چار دانت مبارک کشادہ تھے"

(مجمع الفضائل جلد 3 صفحہ 21)

جناب اُمِ المؤمنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"کانت فاطمه اشبه الناس شبها وجها بالنبی صلی الله علیه وآلہٖ وسلم"

ترجمہ: "فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھیں"۔

(اخرجہ ابن عساکر)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"میں نے جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ قیام وقعود میں بات کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی کو مشابہ نہیں دیکھا۔ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لاتیں

Marfat.com

تو آنحضرت ﷺ اپنے مقام سے اُٹھ کھڑے ہوتے اور بیٹی کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور جب حضور نبی کریم ﷺ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ اپنی جگہ پر کھڑی ہو جاتیں" (جامع ترمذی، سنن ابوداؤد شریف، سنن نسائی شریف، ابوحاتم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، خادمِ رسول ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسبت سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا:

"ان کا چہرہ مثل ماہِ شب چہاردہم تھا یا مانندِ آفتاب جب وہ بادلوں سے نکلے اور تاریکی اس کی تابانیوں سے چھٹ جائے۔ چہرے کا نُور و ضیاء رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ تھا"۔

آپ کے بال مبارک حضور ﷺ کے بالوں کی طرح سب سے زیادہ کالے تھے (مستدرک)

عطا ابن رباح کا کہنا ہے کہ جب سیدہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا آٹا گوندھتی تھیں تو موئے مبارک برتن کے کناروں سے لگتے تھے۔

Marfat.com

تربیت

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پرورش و تربیت کا زمانہ مصائب و آلام کا بدترین دور تھا، عہدِ نبوت میں اسلام کی تبلیغ شروع ہونے پر مشرکینِ قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جس قدر اذیتیں دیں ان سے کون واقف نہیں۔ ان مصائب اور اذیتوں سے بالواسطہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی واسطہ پڑتا تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر تین یا چار سال تھی جب ابولہب نے ان کی بہنوں حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو اپنے بیٹوں سے طلاق دلوادِی (یہ صرف نکاح تھا رُخصتی نہیں ہوئی تھی)۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اس واقعہ سے بہت رنجیدہ رہتی تھیں۔ اِنہیں ایام میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے والدین حضرت یاسر رضی اللہ عنہ اور حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا پر جو کہ مسلمان ہو چکے تھے مشرکین نے سخت ظلم و ستم کئے۔ حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کو سخت دھوپ اور گرم پہاڑی ہواؤں (لُو) میں کھڑا کر دیا جاتا اور سخت اذیت پہنچائی جاتی یہاں تک کہ گرم ہواؤں کی تپش نے ان کو جھلسا دیا اور وہ اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ مظلوم بیوہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو ابوجہل نے نیزے کے وار سے شہید کر دیا۔ روزانہ اس قسم کے مظالم کی خبریں بیتِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچتیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ان کی صاحبزادیوں کو اس

Marfat.com

سے سخت اذیت پہنچتی۔

انہیں دنوں ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک روز نبی کریم ﷺ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے، قریب ہی قریش کا اجتماع تھا جب آپ سجدہ میں گئے تو عقبہ بن معیط نے اونٹ کا اوجھ لا کر آپ کی گردن اور پشت پر رکھ دیا کہ آپ سر اٹھانے سے مجبور ہو گئے۔ قریش آپ کی یہ حالت دیکھ رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے۔ اسی دوران کسی نے بیت نبوت کے دروازے پر جا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس کی خبر دی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا واقعہ کی جگہ تشریف لائیں اور اوجھ کو آپ کی پشت سے علیحدہ کیا۔

☆یہ واقعہ بھی انہیں ایام کا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے چچا اور کفار قریش کے مظالم سے ترک وطن پر مجبور ہو گئے اور ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا بھی ان کے ساتھ حبشہ چلی گئیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور بہنوں حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس جدائی کا سخت صدمہ ہوا۔

ایک اہم واقعہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک تقریباً ۱۲ سال تھی اور نبی کریم ﷺ کے اعلانِ نبوت کا ساتواں سال تھا کہ شعبِ ابی طالب کا واقعہ پیش آیا تفصیل یہ ہے کہ:

نبوت کے ساتویں سال میں جب قریش نے دیکھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے دین اسلام کی قوت و عزت بڑھ گئی

Marfat.com

ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حبشہ کی طرف جارہے ہیں اور اسلام کی روشنی قبائل عرب میں پھیلتی جارہی ہے تو ان کے حسد وعداوت کی آگ بھڑک اٹھی اور وہ (نعوذ باللہ) حضور ﷺ کے قتل میں کمر بستہ ہو گئے لیکن چونکہ آپ ﷺ ابوطالب کی حمایت اور کفالت میں تھے اس لئے ان کیلئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ آپ ﷺ کی طرف دستِ ستم دراز کریں وہ ابوطالب کے پاس آئے اور ان سے کہنے لگے کہ:

''اے ابوطالب آپ اپنے بھتیجے محمد (ﷺ) کو ہمارے سپرد کردیں یا ہم سے جنگ کیلئے آمادہ ہو جائیں یا پھر ان سے کہیں کہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا نہ کہیں''۔

ان لوگوں کے جانے کے بعد چچا حضرت ابوطالب نے حضور ﷺ کو بلایا اور آپ نے کہا کہ ''آپ ﷺ کی قوم آئی تھی اور ایسا کچھ کہہ رہی تھی اب آپ ﷺ اپنی جان کو بخشئے کیونکہ ہم اور آپ ﷺ ان سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے'' اس پر نبی رحمت ﷺ نے فرمایا ''اے میرے چچا کیا آپ نے یہ خیال کیا ہے کہ میں آپ کی حمایت کے بھروسہ پر ایسا کر رہا ہوں، ایسا نہیں ہے، بلکہ میرا حامی میرا رب تعالیٰ ہے اور میں اس کے حکم سے اس وقت تک ایسا کرتا رہوں گا جب تک کہ یہ کام آخر تک نہ پہنچے۔ میں اس کام سے نہ ہاتھ روک سکتا ہوں اور نہ اپنے پاؤں پر بیٹھ سکتا ہوں اگر آپ میری تقویت فرما سکیں اور میری موافقت کر سکیں تو یہ آپ کی سعادت اور نیک بختی ہے ورنہ نصرتِ الٰہی اور تائید کبریا میرے لئے کافی ہے'' سرکار دو عالم ﷺ یہ فرما کر ان کی مجلس سے کھڑے ہو گئے۔ ابوطالب کو حضور ﷺ کی ان باتوں سے یک گونہ تقویت و ہمت پیدا ہوئی اور کہنے لگے۔ ''آپ ﷺ اپنا کام کیے جائیں۔ ربِ کعبہ کی قسم

Marfat.com

جب تک میں زندہ ہوں آپ ﷺ کو کوئی پابند نہیں کر سکے گا اور کوئی آپ ﷺ کے دستِ مبارک کو باز نہ رکھ سکے گا"۔

چنانچہ ابوطالب نے قریشِ مکہ کی بات ماننے سے انکار کر دیا اس کے بعد ابوطالب نے بنو ہاشم کو جمع کیا۔ عبدالمطلب کی اولاد نے بھی ان کے ساتھ اتفاق کیا۔ نسلی وخاندانی عصبیت کے لحاظ سے سب کے سب (اگرچہ کچھ ان میں سے کافر تھے) جاہلیت کی عادت کی وجہ سے اپنی گھاٹی میں حضور ﷺ کے ساتھ داخل ہو گئے مگر ابولہب داخل نہ ہوا اگرچہ یہ بنو ہاشم میں سے تھا۔ تمام قریش نے اپنے درمیان یہ عہد باندھا کہ "ہم میں سے کوئی بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رکھے گا۔ نہ ان سے ازدواجی تعلقات قائم کریں گے اور نہ ان سے تجارتی معاملات کریں گے، ان سے میل جول رکھیں گے اور نہ ہی ان سے کبھی صلح کریں گے نہ اپنے دلوں میں ان کی طرف سے کسی قسم کی نرمی اور رحم دلی کو جگہ دیں گے، نہ ان کے ساتھ اٹھیں بیٹھیں گے اور نہ کسی قسم کی گفت وشنید کریں گے اور مکمل مقاطعہ کریں گے اور وہ اس سرزمین سے کسی قسم کا فائدہ نہ اٹھا سکیں گے"۔

ان لوگوں نے بازار والوں سے بھی عہد لیا کہ "کوئی چیز ان کے ہاتھ فروخت نہ کی جائے گی"۔

کبھی ایسا ہوتا کہ حج کے زمانے میں گردونواح سے آنے والے لوگ اگر ان کے ہاتھ کچھ فروخت کرتے تو وہ انہیں بھی روکتے تھے اور وہ سامان زیادہ قیمت دے کر خرید لیا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں انہوں نے ایک عہد نامہ لکھا اور یکم محرم ۷ نبوی چاندرات کو معرضِ تحریر میں لاکر ہر قبیلہ کے نمائندے نے دستخط کئے یا انگوٹھا لگایا اور پھر اسے درِ کعبہ آویزاں کر دیا کہ:

"ان لوگوں کے ساتھ صلح نہیں ہو سکتی مگر محمد (ﷺ) کے قتل پر"

Marfat.com

کہتے ہیں بغیض ابن عامر نے یہ معاہدہ تحریر کیا تھا اس کے دونوں ہاتھ شل ہو گئے تھے۔

تین سال اسی حالت میں گزر گئے ان سالوں میں محصورین شعب ابی طالب پر کیا کیا مصائب و تکالیف گزریں، ان کو احاطۂ تحریر میں لانا مشکل ہے۔ مگر ہم چند ایک روایات ضرور لکھیں گے تا کہ وہ لوگ جو تبلیغِ دین کرتے ہوئے مصائب و تکالیف کا سامنا کرتے ہیں وہ جان جائیں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے چاہنے والوں نے راہِ تبلیغ میں کن کن تکالیف اور مصائب کا سامنا کیا۔

☆ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے بچے جب بھوک سے بے تاب ہو کر روتے تھے تو مشرکین ان کی آوازیں سن سن کر خوش ہوتے تھے۔

☆ عورتوں کی چھاتیوں کے دودھ خشک ہو گئے۔

☆ کئی کئی دن تک محصورین درختوں اور جھاڑیوں کی پتیاں ابال ابال کر اپنا پیٹ بھرتے رہے۔

☆ اگر کبھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا دوسرے غیر ہاشمی جاں نثار چوری چھپے جان جوکھوں میں ڈال کر کوئی چیز شعب ابی طالب میں پہنچاتے تو اس کی مقدار اتنی قلیل ہوتی کہ چند دن بھی ساتھ نہ دیتی۔

☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رات کو انہیں سوکھے ہوئے چمڑے کا ایک ٹکڑا کہیں سے مل گیا، انہوں نے اسے پانی سے دھویا پھر آگ پر بھونا اور کوٹ کر پانی میں گھولا اور ستو کی طرح پیا۔

☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اگرچہ نہ ہاشمی تھے نہ مُطلبی لیکن انہوں نے برضا و رغبت اس مصیبت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا۔

Marfat.com

غرض بنو ہاشم اور بنو مطلب مسلسل تین برس تک شعب ابی طالب میں زہرہ گداز اور حوصلہ فرسا مصائب و آلام کا شکار رہے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے بھی مصیبت کا یہ زمانہ اپنے عظیم المرتبت والدین اور دوسرے اعزہ و اقربا کے ساتھ محصوری میں گزارا اور تمام سختیاں بڑے صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مدینہ آمد

۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کو جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تھے، مکہ مکرمہ بھیجا تا کہ وہ اہل بیت اطہار کو ساتھ لے آئیں، ساتھ میں ۵۰۰ درہم اور دو اُونٹ بھی دیئے تا کہ سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بن زمعہ، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ ایمن رضی اللہ عنہا کو لے آئیں، چنانچہ یہ ان سب کو لے کر آئے اور حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اپنے والد محترم کے اہل و عیال کے ہمراہ مدینہ منورہ آگئے۔

Marfat.com

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا
کے والدین

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے والدِ ماجد
حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے والد ماجد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس دین اسلام کے آخری نبی ہیں، جو خداوند تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کیلئے پیغمبروں کے ذریعہ نازل فرمایا تھا، دین حنیف کے مشہور پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نامور بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اجداد میں سے تھے اور اس اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سلسلۂ نسب دنیا کے مشہور پیغمبروں سے مل جاتا ہے۔ آپ انبیاء سابقین کے دین کی تکمیل پر مامور ہو کر دنیا میں تشریف لائے تھے اور دینِ الٰہی کو مکمل کر کے نبوت و رسالت کے سلسلہ کو خدا کے حکم سے آپ نے ختم کر دیا تھا، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اب کوئی نبی دنیا میں خدا کی طرف سے مامور ہو کر نہیں آئے گا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۱۲ ربیع الاوّل عام الفیل بروزِ دوشنبہ ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش سے دو ماہ قبل آپ کے والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ آپ نے یتیمی کی حالت میں

Marfat.com

تربیت پائی۔ چھ سال کی عمر میں آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے انتقال کیا اور ام ایمن لونڈی اور آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کی پرورش کی، دو برس بعد دادا نے بھی وفات پائی اور چچا ابوطالب نے آپ کی تربیت کی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ ابتداء ہی سے یتیمی کی زندگی بسر کر رہے تھے اور کسی ایک عزیز کا آغوشِ تربیت آپ کو بچپن کے پورے زمانے میں میسر نہ ہوا تھا۔ اسلئے حجاز (عرب) کے شرفاء کے دستور کے مطابق آپ کی تربیت تو اچھی ہوئی۔ لیکن تعلیم حاصل کرنے کا موقع آپ کو نہیں ملا اور اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ خداوند تعالیٰ چونکہ آپ کو نبی بنانے والا تھا۔ اس لئے آپ کو رسمی تعلیم کی ضرورت نہ تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ سال کی عمر میں اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ ملک شام کا پہلا سفر کیا۔ اس تجارتی سفر میں بصریٰ کے مقام پر ایک یہودی اور بقول بعض نصرانی عالم نے آپ کو دیکھ کر آپ کے چچا ابوطالب سے کہا کہ یہ تمہارا بھتیجا دنیا کا نامور انسان ہوگا تم اس کی حفاظت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنا۔ پچیس سال کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا تجارتی سفر کیا۔ اس سفر میں آپ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا مشہور تاجرہ کا مال لے کر شام گئے تھے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ آپ کے ساتھ تھا ایک مسیحی راہب نے اس سفر میں آپ کو دیکھا اور کہا کہ یہ شخص دنیا کا ایک بڑا انسان ہوگا۔ دوسرے سفر سے واپس آنے کے دو ماہ بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔ اس وقت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پچیس سال کی تھی۔ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مہر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار سو درہم اور بیس اونٹ ادا کئے اور نکاح کے بعد آپ کے چچا نے ایک اونٹ ذبح کر کے ولیمہ کیا اور سردارانِ مکہ اور اشرافِ قریش کی دعوت کی۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح کا خطبہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح مبارک کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ مقررہ تاریخ پر قبیلہ مضر کے روؤساء، مکہ کے شرفاء اور امراء اکٹھے ہوئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ان کے چچا عمرو بن اسد وکیل بنے، ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے وکالت کا فریضہ انجام دیا۔ ابو طالب نے اس وقت ایک فصیح و بلیغ خطبہ نکاح ارشاد فرمایا۔ ذیل میں ہم اس خطبہ کا اردو ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

ترجمہ: ''سب تعریفیں اللہ جل شانہ' کیلئے ہیں جس نے ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی کھیتی سے، معد کی نسل سے اور مضر کے اصل سے پیدا فرمایا۔ نیز ہمیں اپنے گھر کا پاسبان اور اپنے حرم کا منتظم مقرر کیا۔ ہمیں ایک ایسا گھر دیا جس کا حج کیا جاتا ہے اور ایسا حرم بخشا جہاں امن میسر آتا ہے نیز ہمیں لوگوں کا حکمران مقرر فرمایا۔

حمد کے بعد میرا یہ بھتیجا جس کا نام محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اس کا دنیا کے جس بڑے سے بڑے آدمی کے ساتھ موازنہ کیا جائے گا اس کا پلڑا بھاری ہوگا۔ اگر یہ مالدار نہیں تو کیا ہوا مال تو ایک ڈھلنے والا سایہ ہے اور بدل جانے والی چیز ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کی قرابت کو تم خوب جانتے ہو۔ اس نے خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کا رشتہ طلب کیا ہے اور ساڑھے بارہ اوقیہ سونا مہر مقرر کیا ہے اور بخدا مستقبل میں اس کی شان بہت

Marfat.com

بلند ہوگی اس کی قدر و منزلت بہت جلیل ہوگی"۔

ابو طالب کے اس خطبے کے بعد ورقہ بن نوفل کھڑے ہوئے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی تھے اور جوابی خطبہ دیا۔ اس خطبے کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے۔

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے ہمیں ان عزتوں اور انعامات سے نوازا جس کا آپ نے ذکر فرمایا ہے اور ہمیں وہ فضیلتیں بخشیں جن کو آپ نے گِنا ہے۔

پس ہم سارے عرب کے سردار اور راہبر ہیں اور تم بھی ان صفات سے متصف ہو۔ قبیلہ کا کوئی فرد ان کا انکار نہیں کرتا اور کوئی شخص تمہاری فضیلت کو رد نہیں کرتا۔ ہم اپنا تعلق تم سے استوار کرنے میں بڑا اشتیاق رکھتے ہیں۔ اے خاندانِ قریش کے سردار گواہ رہو۔ میں نے خدیجہ رضی اللہ عنہا دختر خویلد کا نکاح محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کر دیا ہے"۔

ابو طالب گویا ہوئے کہ میں چاہتا ہوں کہ اس کارِ خیر میں اے ورقہ، خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا بھی شریک ہوں چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا عمرو بولے:

"اے قبائلِ قریش! گواہ رہنا میں نے خدیجہ رضی اللہ عنہ بنت خویلد کا نکاح، محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کر دیا ہے اور اس پر قریش کے سردار گواہ مقرر ہوئے ہیں"۔

یہاں ایک تاریخی حقیقت کا ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ اس سے بعض غلط فہمیوں سے بچا جا سکے۔

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح کا واقعہ کتب و تاریخ کے حوالہ سے ہم بیان کر چکے ہیں وہاں یہ بات بھی وضاحت سے بتائی گئی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا عمرو بن اسد نے ان کی طرف سے وکالت کا فریضہ انجام دیا۔ کیونکہ ان کے والد محترم خویلد، حربِ فجار سے پہلے وفات پا چکے تھے۔ اس صحیح روایت کی امام طبری نے متعدد صحیح سندیں تحریر کی ہیں۔

۱۔ بواسطہ محمد بن جبیر بن مطعم

۲۔ بواسطہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

۳۔ بواسطہ ابن عباس رضی اللہ عنہ

> روایت ہے کہ ''حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا عمرو بن اسد نے ان کا نکاح، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد حربِ فجار میں پہلے ہی وفات پا چکے تھے''۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت تھی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غیر معمولی محبت و عقیدت تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب تک حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا زندہ رہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا۔ اگرچہ اس زمانہ میں متعدد عورتوں سے نکاح کرنا شرفاء میں رائج تھا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر معمولی محبت کا اندازہ اس سے بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی عورتوں سے نکاح کیے تو ہمیشہ انکے سامنے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا یہاں تک کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کا ذکر بار بار سن کر یہ کہہ دیا کہ آپ ایک بوڑھی عورت کا ذکر بار بار کیوں فرمایا کرتے ہیں؟

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی محبت کا اندازہ اس بات سے بھی ہو سکتا

Marfat.com

ہے کہ نکاح کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنا تمام مال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبضہ میں دے دیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو جس طرح اور جہاں چاہے خرچ کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ قحط کے ایام میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مال سے قحط زدہ لوگوں کی غیر معمولی مدد کی اور مکہ میں عام طور پر یہ کہا جانے لگا کہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مال نے بہت سے عربوں کی جانیں بچالیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح سے پہلے اور نکاح کے بعد مکہ میں جس طرح اپنی زندگی بسر کی تھی اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارے مکہ میں ہر دل عزیز نیک نام اور صادق وامین مشہور کر دیا تھا اور مکہ کے باہمی تنازعات میں اکثر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم بنایا جاتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کو قبول کیا جاتا تھا اس زمانے میں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایام جوانی کو مکہ میں شروع کیا۔ حجاز کے جوانوں کی حالت نہایت خراب تھی۔ جُوا کھیلنا، شراب پینا، عورتوں سے ناجائز تعلقات پیدا کرنا اور اپنے آپ کو دوسرے انسانوں سے بالاتر سمجھنا ان کا شیوہ تھا اور عام آبادی مختلف عقائد وخیالات رکھتی تھی۔ عرب کے سب سے بڑے اور شریف قبیلہ قریش کے لوگ اکثر بُت پرستی میں مبتلا تھے۔ چند مسیحیت کی طرف مائل تھے اور بہت سے ایسے تھے جو دین و مذہب کے نام سے قطعاً آشنا نہ تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام لوگوں کی حالتوں کو دیکھا اور سب کو قادر مطلق اور خالقِ کُل سے غافل پایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مروجہ عقائد وخیالات اور عام اعمال وافعال میں سے کسی کو پسند نہیں کیا اور غور وخوض کے بعد قرار دیا کہ ذاتِ باری پر غور وخوض کیا جائے اور اسی کی یاد کو شغل زندگی قرار دیا جائے۔ چنانچہ عمر کی پختگی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبادتِ الٰہی شروع کی اور یکسوئی حاصل کرنے کیلئے غارحرا کے گوشۂ عافیت کو اختیار کرلیا۔ غارِ حرا مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی کھوہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کھوہ میں رات دن عبادت میں مشغول رہتے اور کئی کئی روز کا

Marfat.com

سامانِ خوراک گھر سے ساتھ لے جاتے تھے عرصہ دراز تک آپ اسی طرح عبادت میں مصروف رہے۔ ایک دن حسبِ معمول عبادت کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک فرشتہ آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ ''پڑھو!'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سینے سے لگا کر خوب بھینچا کہ آپ پسینہ پسینہ ہو گئے اور پھر آپ کو چھوڑ کر کہا کہ ''پڑھو!'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''میں پڑھنے والا نہیں ہوں'' مختصر یہ کہ تین مرتبہ یہی صورت پیش آئی اور اس کے بعد فرشتے نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ آیات پڑھائیں: ﴿ترجمہ﴾ (اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) اپنے رب کے نام سے (آغاز کرتے ہوئے) پڑھئے جس نے (ہر چیز کو) پیدا فرمایا۔ اس نے انسان کو (رحم مادر میں) جونک کی طرح معلق وجود سے پیدا کیا۔ پڑھئے اور آپ کا ربّ بڑا ہی کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے (لکھنے پڑھنے کا) علم سکھایا۔ جس نے انسان کو (اس کے علاوہ بھی) وہ (کچھ) سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا تھا'' (سورۃ العلق، آیت 1 تا 5)

یہ پہلی وحیٔ الٰہی عزوجل تھی یا قرآنِ مجید کا پہلا حصہ تھا جو خدا عزوجل کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا تھا چونکہ یہ واقعہ اچانک اور غیر معمولی صورت میں پیش آیا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس کا غیر معمولی اثر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوف اور اضطراب کی حالت میں غار سے باہر نکلے تیزی سے مکہ کی جانب روانہ ہوئے اور گھر پہنچ کر اس کا ذکر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے کیا، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے صورت واقعہ بیان کی اور انہوں نے کہا ''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جو فرشتہ آیا ہے وہ وہی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا'' حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے اطمینان ہو گیا اور سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر ایمان لائیں۔ وحی نازل ہونے اور خدا عزوجل کی جانب سے دین الٰہی کی تبلیغ و اشاعت کا حکم ملنے پر

Marfat.com

حضور ﷺ نے مکہ میں اسلام کی تبلیغ شروع کی۔ اول یہ کام خفیہ طور پر کیا گیا اور پھر خدا کی ہدایت سے اعلانیہ اسلام کی تبلیغ کی جانے لگی، تین سال کی خفیہ تبلیغ میں صرف چالیس آدمی دین الٰہی میں داخل ہوئے تھے۔ اعلانیہ تبلیغ ہونے پر اگرچہ اس تعداد میں اضافہ ہوا لیکن مسلمانوں پر مصائب کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ مکہ کے منکر و مشرک مسلمانوں کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور بت پرستی کی مذمت نے مکہ میں عام اضطراب پیدا کر دیا۔ مکہ کے بت پرستوں نے ایک خدا کے ماننے والوں پر اس قدر ظلم و ستم کئے اور اتنی تکالیف ان کو پہنچائیں کہ ان میں مزید مظالم برداشت کرنے کی ہمت نہ رہی، انہیں ایام میں قریش کے دو جلیل القدر سردار یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے اور مسلمانوں کو ان سے کافی سہارا مل گیا۔ کچھ دنوں تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے خوف سے مشرک خاموش رہے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ حضور ﷺ اور مسلمانوں کی جماعت اپنی پوری قوت سے کام کر رہی ہے اور مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے تو انہوں نے پھر ظلم و ستم پر کمر باندھ لی اور مسلمانوں کو سخت تکلیفیں پہنچانے لگے۔

نبوت کے پانچویں سال میں مشرکین مکہ کے ناقابلِ برداشت مظالم کو دیکھ کر حضور ﷺ نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ چلے جائیں، مسلمانوں نے اس مشورہ کو قبول کر لیا اور دس مرد اور پانچ عورتوں نے حضرت جعفر بن ابی طالب کی رہنمائی میں حبشہ کی طرف کوچ کیا۔ حبشہ کا بادشاہ نجاشی انہیں جعفر بن ابی طالب کی تحریک و تبلیغ سے حلقۂ اسلام میں داخل ہوا۔ نبوت کے ساتویں سال میں مشرکینِ قریش نے مسلمانوں کی تعداد کو روز بروز بڑھتا دیکھ کر حضور ﷺ کو قتل کر دینے کا ارادہ کیا اور اس ارادہ کو عمل میں لانے کیلئے مقاطعہ کی تحریک شروع کی یعنی مشرکینِ مکہ نے حضور ﷺ کے خاندان بنو ہاشم سے اپنے

Marfat.com

ہر قسم کے تعلقات کو منقطع کر لیا یہاں تک کہ ان کے ہاتھ اشیاء کی خرید و فروخت تک بند کر دی اور یہ مطالبہ کیا کہ جب تک بنو ہاشم محمد ﷺ کو ہمارے حوالے نہ کر دیں گے اس وقت تک ہم ان سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں گے۔ حضور ﷺ نے اس تحریک کو دیکھ کر مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ حبشہ چلے جائیں چنانچہ ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ گئے اور حضور ﷺ نے بنو ہاشم کو جمع کر کے ابوطالب کی گھاٹی میں جو مکہ کے باہر تھی قیام اختیار کیا۔ بنو ہاشم جن میں مسلمان بھی تھے اور کافر بھی تین سال تک ابوطالب کی گھاٹی میں رہے اور اس قدر تکالیف برداشت کیں جو حد و شمار سے باہر تھیں کئی کئی وقت ان کو کھانا نصیب نہ ہوتا تھا اور جب وہ بھوک سے عاجز ہو جاتے تھے تو درختوں کے پتے کھا کر کچھ سکون حاصل کر لیتے تھے۔ بنو ہاشم تین سال تک ابوطالب کی گھاٹی میں رہے اس کے بعد قریش کے چند رحمدل لوگوں نے مقاطعہ کے معاہدہ کو پارہ پارہ کر دیا اور بنو ہاشم مکہ میں واپس آ گئے (ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس معاہدے کو دیمک نے چاٹ لیا)۔ نبوت کے دسویں سال میں اول حضور ﷺ کے چچا ابوطالب نے انتقال کیا اور چند روز بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی ان حادثوں سے حضور ﷺ کو سخت صدمہ پہنچا۔

نبوت کے گیارھویں سال میں حضور ﷺ نے ایامِ حج میں باہر کے حجاج کے سامنے اسلام پیش کیا بہت سے لوگ آپ کے مواعظ سے متاثر ہوئے اور واپس جا کر انہوں نے اپنے اپنے شہروں میں اس کا ذکر کیا اس سال مدینہ کے چھ آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے اور انہوں نے مدینہ میں حضور ﷺ کی نبوت کا اعلان کر کے اسلام کی تبلیغ شروع کر دی دوسرے سال مدینہ کے چھ اور آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے اور اسلام کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے بزرگ صحابی حضرت

Marfat.com

مصعب رضی اللہ عنہ نے مدینے میں اسلام کی تبلیغ شروع کی اور بہت جلد مدینہ کے ہزاروں آدمیوں کو حلقۂ اسلام میں شامل کرلیا۔

نبوت کے تیرھویں سال میں جبکہ مشرکینِ مکہ کے مظالم ناقابل برداشت ہوگئے اور مدینہ میں آفتاب اسلام خوب روشن ہوگیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو مدینہ چلے جانے کی اجازت دے دی اور جب مکہ کے تقریباً تمام مسلمان ہجرت کر کے مدینہ پہنچ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مکہ کو چھوڑ دیا اور مدینہ پہنچ کر مدینہ کو اپنا وطن بنالیا اور اسی ہجرت سے سنِ ہجری کی بنیاد پڑی۔

ہجرت کے پہلے سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعمیر کیا اور اس کے قریب اپنے اور مہاجرین کیلئے مکانات بنائے اور اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ اور اطراف کے یہود وغیرہ سے معاہدات کئے اور اسلام کی تبلیغ پوری قوت سے شروع کی۔

ادھر مشرکینِ مکہ نے جب یہ دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحریک مدینہ میں کامیاب ہورہی ہے اور مسلمانوں کی تعداد سُرعت سے بڑھ رہی ہے تو انہوں نے اس خیال سے کہ مسلمان طاقتور ہوکر کہیں ہم سے ان مظالم کا بدلہ نہ لیں جو ہم نے ان پر کئے ہیں، مسلمانوں پر حملے کا ارادہ کرلیا اور اپنی پوری قوت سے مدینے پر حملے کی تیاریاں کرنے لگے۔ مختصر یہ کہ 2 ہجری سے مشرکین مکہ اور مسلمانوں کے درمیان لڑائیوں کا آغاز ہوگیا جس کا سلسلہ 8 ہجری تک جاری رہا۔ 8 ہجری میں مسلمانوں نے مکہ فتح کرلیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں ایک فاتح کی حیثیت سے داخل ہوکر خانہ کعبہ کو بتوں کی آلائش سے پاک وصاف کیا اور پھر چند اشخاص کے سوا مکہ کے تمام آدمیوں کو عام معافی دے دی گئی۔ فتح مکہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کو فتح کیا اور پھر بیرونی دنیا میں اسلام کی تبلیغ شروع کی اور شاہان وقت کو

Marfat.com

دعوتی خطوط روانہ کئے۔ انہیں ایام میں یہود سے لڑائیاں ہوئیں اور ان کو مدینے سے نکال دیا گیا پھر ان کی آخری پناہ گاہ خیبر پر حملہ کیا گیا اور اس کو فتح کر لیا گیا۔ اسی سال میں اطراف و جوانب کے قبائلِ عرب کے نمائندے بڑی تعداد میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر کے واپس چلے گئے۔

10 ہجری میں حضور ﷺ نے آخری حج ادا کیا اور اسی حج میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾

ترجمہ: ''(مسلمانوں) آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا''

13 ذی الحجہ 10 ہجری کو حضور ﷺ حج سے فراغت حاصل کر کے مدینہ میں واپس تشریف لائے اور محرم 11 ہجری میں شام پر فوج کشی کا ارادہ کر کے لشکر کی تیاری شروع کر دی۔ اس لشکر میں مہاجرین وانصار کی بڑی تعداد شریک تھی۔ جب لشکر مرتب ہو گیا تو اپنے غلام یعنی حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اس کا افسر مقرر کیا اور بلقاء کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا۔ یہ لشکر ابھی مدینہ سے باہر نکلا ہی تھا اور مقامِ جرف میں جو مدینہ کے باہر تھا پڑاؤ ڈالا ہی تھا کہ حضور ﷺ کے سر مبارک میں 28 صفر 10 ہجری کو درد شروع ہوا اور پھر یہ درد شدید بخار کی صورت میں منتقل ہو گیا۔ حضور ﷺ تیرہ دن تک اس بخار میں مبتلا رہے اور ۱۲ ربیع الاول 11 ہجری کو اس دنیا سے ظاہری پردہ فرمایا۔

حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں گیارہ نکاح فرمائے تھے جن میں سے 2 ازواجِ مطہرات آپ ﷺ کی زندگی میں وفات پا گئیں۔ 9 ازواجِ مطہرات آپ ﷺ کے وِصال کے بعد عرصہ تک زندہ رہیں۔ ان 11 ازواجِ مطہرات میں سے صرف ایک زوجہ سے آپ کی اولاد زندہ رہی یعنی حضرت خدیجۃ

Marfat.com

الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔ پہلی زوجہ سے چھ بچے ہوئے جن کی تفصیل حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے حالات میں لکھی جائے گی اور صرف ایک بیٹا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا لونڈی سے پیدا ہوئے تھے جنہوں نے بچپن میں انتقال کیا۔ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا لونڈی تھیں جن کو شاہِ حبشہ نے تحفہ کے طور پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنے حرم میں داخل فرمالیا تھا۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ
حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

یہ وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں......

جنہوں نے اشاعتِ اسلام کے صلہ میں ملنے والی تمام مصیبتوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پورے صبر وسکون سے برداشت کیا۔

یہ وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں......

جنہوں نے نبیوں کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر حکم کی ہمیشہ تعمیل کی۔

یہ وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں......

جنہیں فنافی الرسول کا مقام حاصل ہے۔

یہ وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں......

جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پچیس سال کی رفاقت نصیب ہوئی اور انہوں

Marfat.com

نے اس تمام عرصہ میں ایک لمحہ بھی اپنے محبوب خاوند کو ناراض نہ کیا۔

یہ وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں......

جو محبوبِ رب العالمین ﷺ پر ڈھائے جانے والے مظالم کو دیکھ دیکھ کر آٹھوں پہر آنسو بہایا کرتی تھیں۔

یہ وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں......

جن کیلئے حضرت جبرائیلِ امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا سلام اور بشارتیں لے کر آتے تھے۔

بخاری، مسلم، مسند احمد اور سیرتِ ابن ہشام میں آتا ہے کہ:

"حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حضرت جبرائیلِ امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تشریف لا رہی ہیں ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن یا کھانے پینے کی کوئی چیز ہے جب یہ آپ ﷺ کے پاس پہنچ جائیں تو انہیں ان کے پروردگار کا اور میرا سلام پہنچا دیں اور یہ بشارت بھی دے دیں کہ جنت میں اُن کیلئے موتی کا ایک محل مخصوص ہے جس میں نہ تو کوئی شور و غل ہے اور نہ ہی رنج و غم"۔

یہ وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں......

جو نبی کریم ﷺ پر سب سے پہلے اس وقت ایمان لائیں جس وقت نہ کسی مرد نے اسلام قبول کیا تھا اور نہ کسی عورت نے۔

Marfat.com

یہ وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں......

جو اپنی بیٹی سیّدہ حضرت بی بی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بعد تمام عورتوں کی سردار ہیں۔

یہ وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں......

جن کے احسانات کے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شکر گزار ہیں۔

یہ وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں......

جن کی نشانیاں دیکھ کر اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو نکل آتے ہیں۔

یہ وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں......

جن کی یاد آنے پر اُمت کے والی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تڑپ جاتے ہیں۔

یہ وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں......

جن کی مثل دنیا میں کوئی دوسری عورت نہ پہلے کبھی پیدا ہوئی اور نہ آئندہ کبھی پیدا ہوگی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی بیوی پر اتنی غیرت نہیں کھائی جتنی غیرت میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر کھاتی تھی حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں اس لئے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا ذکر کثرت سے کیا کرتے تھے اور اکثر بکری ذبح فرما کر اس کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر

Marfat.com

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجا کرتے تھے اور جب کبھی میں یہ عرض کرتی کہ دنیا میں گویا کوئی عورت سوائے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہے ہی نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے وہ ایسی ہی تھیں۔ وہ دنیا و آخرت دونوں میں میری ساتھی ہیں اور انہیں سے میری اولاد ہے۔

یہ وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں......

جن کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں جہانوں میں میری ساتھی ہیں اور ان سے میری اولاد چلی ہے۔

یہ وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں......

جن پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رشک کیا کرتی تھیں۔

یہ وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں......

جن کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت سے کیا کرتے تھے۔

یہ وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں......

جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں سب سے پہلے نماز ادا کی۔

یہ وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں......

جن کا لقب زمانہ جاہلیت میں بھی طاہرہ تھا۔

Marfat.com

یہ وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں......

جو حضرت بی بی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جیسی بیٹی کی ماں ہیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو اپنے گوناگوں فضائل و مناقب کی بناء پر تاریخِ اسلام میں نہایت بلند مرتبہ حاصل ہے۔ سب سے پہلے جن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح فرمایا وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا وہ پہلی خاتون ہیں جن پر اسلام کی حقیقت سب سے پہلے روشن ہوئی اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی جب تک وہ حیات رہیں۔ ان کی موجودگی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی عورت سے نکاح نہ فرمایا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے والد کا نسب نامہ یہ ہے:

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد بن العزی بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا نسب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب سے قصی میں مل جاتا ہے۔

ماں کا شجرہ نسب یہ ہے:

فاطمہ بنت زائدہ بن اصم بن ہدم بن رواحہ بن حجر بن معیص بن عامر بن لوی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام ہند ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے والد بہت بڑے تاجر تھے۔ وہ اپنی خوش معاملگی اور دیانت کی وجہ سے سارے عرب اور قریش کے دوسرے قبائل میں بھی بڑی عزت اور احترام کی

Marfat.com

نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا عام الفیل سے پندرہ سال قبل پیدا ہوئیں۔ بچپن ہی سے سلیم الفطرت تھیں۔ وہ پہلے ابو ہالہ بن نباس بن زرارہ کی زوجیت میں تھیں اور اس سے ان کے دو فرزند ہوئے۔ ایک ہالہ اور دوسرے ہند اس کے بعد انہوں نے عتیق بن عایذ مخزومی سے نکاح کیا۔ اس سے ان کی ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ہند تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے اسلام بھی قبول کیا۔

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کیا۔ اس وقت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف چالیس برس کی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر پچیس سال کی تھی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا عاقلہ، فاضلہ اور فرزانہ عورت تھیں، زمانۂ جاہلیت میں ان کو طاہرہ کہتے تھے، عالی نسب اور بڑی مالدار تھیں، ابو ہالہ اور عتیق کے بعد بہت سے اشرافِ قریش خواستگاری رکھتے تھے کہ وہ ان سے نکاح کر لیں، مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے خود اپنے آپ کو پیش کیا۔

دراصل حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ نے آپ کو سفرِ تجارت کے دوران جو واقعات پیش آئے وہ بتائے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایمانداری اور خوش اخلاقی سے بہت متاثر ہوئیں چنانچہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنی ایک کنیز بھیجی تا کہ معلوم کیا جا سکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکاح کی طرف مائل ہیں یا نہیں۔

اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کیا چیز آپ کو نکاح کیلئے مانع ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں دنیاوی ساز و سامان نہیں رکھتا''

Marfat.com

اس عورت نے کہا:

''اگر کوئی ایسی عورت ہو جو صاحبِ جمال ہو اور صاحبِ مال بھی ہو اور حسب نسب میں سب سے اشرف ہو اور نکاح کے اخراجات وغیرہ کی کفیل ہو تو کیا آپ ﷺ قبول فرمائیں گے؟''

فرمایا: ''ایسی عورت کہاں ہے؟''

اس عورت نے عرض کیا:

''ایسی عورت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں جو آپ ﷺ کو بہت چاہتی ہیں''۔

اگر آپ ﷺ اجازت فرمائیں تو انہیں راضی کروں۔

آپ ﷺ نے فرمایا ''کوئی مضائقہ نہیں''۔

اس کے بعد وہ عورت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور بتایا کہ آپ ﷺ نکاح کیلئے راضی ہیں۔ یہ سن کر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بہت خوش ہوئیں اور اظہارِ مسرت کیا۔

حضرت ابوطالب نے ایک بلیغ خطبہ پڑھا۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ جب ابوطالب نے خطبہ مکمل کیا تو ورقہ بن نوفل جو کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی تھے۔ انہوں نے بھی خطبہ پڑھا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ سونا تھا اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہے۔

نکاح کے بعد حضور ﷺ اکثر گھر سے باہر رہنے لگے، کئی کئی روز مکہ کے پہاڑوں میں جا کر عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے۔ اسی طرح حضور ﷺ غار حرا میں معتکف تھے کہ ربِ ذوالجلال کے حکم سے حضرت جبرائیلِ امین علیہ السلام

Marfat.com

آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے۔ وہیں پر آپ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔

اس حیرت انگیز واقعہ سے آپ ﷺ کی طبیعت بے حد متاثر ہوئی اور آپ ﷺ نے مکہ کی طرف مراجعت فرمائی۔ اس وقت یہ عالم تھا کہ خوف کے مارے عجیب حال تھا آپ ﷺ گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

مجھے کمبل اوڑھاؤ۔ مجھے کمبل اوڑھاؤ۔

انہوں نے آپ ﷺ کے جسم انور پر کمبل ڈالا۔ اور چہرۂ انور پر سرد پانی کے چھینٹے مارے تاکہ خوف دُور ہو۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے سارا حال بیان کیا اور فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں خطرے میں نہ پڑ جاؤں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ ﷺ غم نہ کھایئے اور مطمئن رہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے ساتھ بھلائی فرمائے گا۔ کیونکہ آپ ﷺ صلہ رحمی فرماتے ہیں، عیال کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی فرماتے، بے کسوں اور مجبوروں کی دستگیری کرتے، محتاجوں اور غریبوں کے ساتھ بھلائی کرتے، لوگوں کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آتے، لوگوں کی سچائی میں ان کی مدد اور ان کی برائی سے حزر فرماتے ہیں۔ یتیموں کو پناہ دیتے، سچ بولتے اور امانتیں ادا فرماتے ہیں۔ لوگ آپ ﷺ کو صادق اور امین کہتے ہیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے سارا واقعہ اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کو بیان کیا۔ ورقہ بن نوفل نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟

حضور ﷺ نے اپنا تمام حال جو گزرا تھا وہ بیان فرمادیا۔ یہ سن کر ورقہ بن نوفل نے کہا:

Marfat.com

یہ وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا تھا، اے محمد ﷺ! آپ کو مبارک وخوشی ہو کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہ نبی ہیں کہ جس کی حضرت عیسیٰ روح اللہ نے بشارت دی تھی کہ

''میرے بعد ایک رسول مبعوث ہوگا جس کا نام احمد (ﷺ) ہے'' اور قریب ہے کہ آپ ﷺ کی قوم کے سب لوگ آپ ﷺ کے ساتھ جہاد و قتال پر مامور ہوں، کاش میں اس دن تک زندہ رہتا اور جوان، قوی اور توانا ہوتا جب آپ ﷺ کی قوم آپ ﷺ کو اس جگہ سے نکالے گی۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

''کیا وہ مجھے یہاں سے نکال دیں گے؟''

ورقہ بن نوفل نے کہا۔ ہاں!

آپ ﷺ جو کچھ لے کر آئے ہیں اس کی مانند کوئی ایک لے کر کبھی نہیں آیا کہ اس کے باوجود اس سے دشمنی کی گئی اور انہیں ایذائیں پہنچائی گئیں۔

مطلب یہ کہ سنتِ الٰہی اس طرح جاری ہے کہ کافر لوگ ہمیشہ انبیا علیہم السلام کے دُشمن رہے ہیں اور کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس سے کافروں نے دشمنی نہ کی ہو، اگر میں نے آپ ﷺ کا زمانہ پایا تو میں آپ ﷺ کی پوری پوری مدد کروں گا، اس کے کچھ عرصہ بعد ورقہ بن نوفل نے وفات پائی اور دعوتِ اسلام کا زمانہ نہ پایا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو یقین کامل ہوگیا کہ حضور ﷺ منصبِ رسالت پر فائز ہو چکے ہیں، چنانچہ وہ بلا تامل حضور ﷺ پر ایمان لے آئیں، عورتوں میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہونے والی خاتون حضرت خدیجۃ

Marfat.com

الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کرنے کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پچیس سال تک زندہ رہیں، اس مدت میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہر قسم کے مصائب کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت اور جان نثاری کا حق ادا کیا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو اسلام کی وسعت پذیری سے بے حد مسرت حاصل ہوئی تھی اور وہ اپنے غیر مسلم عزیز واقارب کے طعن وتشنیع کی پرواہ کیے بغیر اپنے آپ کو تبلیغ حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست بازو ثابت کر رہی تھیں۔ انہوں نے اپنا تمام زر و مال اسلام پر نثار کر دیا اور اپنی ساری دولت یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کیلئے وقف کر دی، ادھر کفارِ قریش نومسلموں پر طرح طرح کے مظالم ڈھا رہے تھے۔ انہوں نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جان نثاروں کو ستانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کی ان حرکات سے پریشان ہوتے تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا عرض کرتیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رنجیدہ نہ ہوں بھلا کوئی ایسا رسول (علیہ السلام) بھی آج تک آیا ہے جس سے لوگوں نے تمسخر نہ کیا ہو، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے اس طرح کہنے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ملال طبع دُور ہو جاتا۔ آپ رضی اللہ عنہا ہم خیال اور غمگسار تھیں بلکہ ہر موقع اور ہر مصیبت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کیلئے تیار رہتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

''میں جب کفار سے کوئی بات سنتا اور مجھے ناگوار معلوم ہوتی تھی تو میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے کہتا وہ اس طرح میری ڈھارس بندھاتی تھیں کہ میرے دل کو تسکین ہو جاتی تھی اور کوئی رنج ایسا نہ تھا جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

کی باتوں سے آسان نہ ہو جاتا تھا''۔

ان تمام واقعات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کیسے نامساعد حالات میں سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی یہی ہمدردی اور جان نثاری تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی دوسرا نکاح نہ فرمایا، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جہاں بچوں کی پرورش خوش اسلوبی سے کر رہی تھیں وہاں امور خانہ داری کو بھی نہایت سلیقہ سے نباہ لیتی تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ کیفیت تھی کہ بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ فرمایا انہوں نے اس کی پرزور تائید کی اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی بے حد تعریف و تحسین فرمایا کرتے تھے۔

7 بعد بعثت میں مشرکین نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو شعبِ ابی طالب میں محصور کر لیا تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی اس ابتلاء میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ وہ پورے تین سال تک اس محصوری کے روح فرسا آلام و مصائب بڑے صبر اور حوصلے کے ساتھ جھیلتی رہیں۔

10 نبوی میں یہ ظالمانہ محاصرہ ختم ہوا لیکن اس کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا زیادہ عرصہ زندہ نہ رہیں۔ رمضان المبارک میں یا اس سے کچھ پہلے ان کی طبیعت ناساز ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علاج معالجہ میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ لیکن موت کا کوئی علاج نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے 11 رمضان المبارک 10 نبوی کو وفات پائی اور مکہ مکرمہ کے قبرستان حجون میں دفن ہوئیں۔ اس وقت انکی عمر 65 برس کی تھی۔

عام الحزن

عام الحزن کا مطلب ہے غم کا سال۔ عام الحزن کو کرنل ریٹائرڈ محمد انور

Marfat.com

مدنی صاحب نے اس انداز سے بیان کیا ہے:

تواریخ میں آتا ہے کہ ابو طالب کی وفات کے چند روز بعد حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بے پناہ محبت تھی۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تمام تکلیفوں اور مصیبتوں میں رفیق تھیں۔ سب سے پہلے وہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائیں۔ وہ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تسلی دیتی رہتی تھیں۔ ہر دُکھ ہر مصیبت اور ہر تکلیف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پورا پورا ساتھ دیتی تھیں۔ حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایسے رفیق ہمدرد تھے کہ ان کی وفات نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بے حد غمگین کر دیا اور ساتھ ہی قریش کی ایذا رسانیوں میں اضافہ ہونے لگا۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم راستہ میں جا رہے تھے کہ کسی شریر نے سر اقدس پر بہت سی کیچڑ اٹھا کر ڈال دی۔ سر انور اور ریش مبارک کے تمام بال آلودہ ہو گئے، جسم مبارک کے تمام کپڑے کیچڑ میں لت پت ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِسی حالت میں گھر تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادی حضرت بی بی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا پانی لے کر اٹھیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سر مبارک دھوتی جاتی تھیں اور زار و قطار روتی جا رہی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غمزدہ بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھ کر تسلی دیتے ہوئے فرمایا نہ رو میری بیٹی تیرے رونے سے باپ کا دل تڑپ جاتا ہے۔ میری بیٹی اللہ تعالیٰ تیرے باپ کی خود حفاظت فرمائے گا۔ میری بیٹی صبر کرو۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ والدِ گرامی کی تسلی آمیز گفتگو سے آپ کا دل اور بھی بھر آیا۔ آپ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں، اشکوں پر کیسے قابو پایا جاتا، دل کی دنیا میں دردوں کا طوفان اُٹھا ہوا تھا۔ ماں کی یاد آ رہی تھی، اس ماں کی جو آپ کے غم کو کم کرنے کی کوشش کرتی تھیں، جو ہر پریشانی کے وقت بیٹی کیلئے آغوشِ راحت کھول دیتی تھیں، جس کی گود میں حضرت بی بی

Marfat.com

فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سکون ملا کرتا تھا۔

پہلے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مظالم ٹوٹتے تھے تو ماں بیٹی مل کر آنسو بہایا کرتی تھیں اور رو دھو کر ایک دوسری کا غم کم کر لیا کرتی تھیں مگر اب آپ کس سے بات کرتیں، کون آپ کو تسلی دیتا، کون غم کا مداوا کرتا، والد ہی کا تو غم تھا۔ پھر والد کی تسلی سے دل کو چین کس طرح آتا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات سے بھرا ہوا گھر خالی ہو گیا تھا۔ ایک ماں کے ہونے سے سارا گھر بھرا بھرا لگتا تھا مگر اب تو ایسا تھا جیسے قبرستان بن گیا ہو۔ اداسی ہی اداسی اور خاموشی ہی خاموشی اور در و دیوار سے حسرت ٹپک رہی تھی۔

حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا حسرت و یاس کی تصویر بنی ہوئیں ماں کے ہاتھوں کی رکھی ہوئی چیزوں کو اُلٹ پلٹ کر دیکھتی رہتیں کہ اس طرح ہی دل کو کچھ قرار آ جائے مگر قرار کیا آتا دل اور بھی ڈوب ڈوب جاتا۔

آنکھوں کے چشمے اور زیادہ تیزی سے بہنے لگتے۔ دل میں لگے ہوئے جدائی کے زخموں کو ماں کی یادیں اور زیادہ گہرا کر دیتیں۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی جدائی کے صدمہ کو انتہائی شدت سے محسوس کیا۔ سوائے دینی امور کی انجام دہی کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر سے نکلنا ترک کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بیٹی کے ساتھ مل کر غم کے آنسو بہاتے رہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جناب ابو طالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غم نے نڈھال کر کے رکھ دیا تھا اور آپ نے ان محسنوں کی جدائی کے سال کا نام ہی عام الحزن یعنی غم کا سال رکھ دیا۔

Marfat.com

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا
کے بھائی اور بہنیں

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی

ا۔حضرت قاسم رضی اللہ عنہ

۲۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

۳۔حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ

ا۔حضرت قاسم رضی اللہ عنہ:

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ جو قبل اعلانِ اظہارِ نبوت پیدا ہوئے اور انہیں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ''ابوالقاسم'' مشہور ہوئی۔

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے پہلے فرزند تھے۔ یہ پاؤں چلنے کی عمر تک حیات رہے۔ بعض کہتے ہیں کہ سواری پر سوار ہونے کی عمر تک حیات رہے۔ بعض کہتے ہیں کہ دو سال کی عمر تک زندہ رہے اور بعض نے سترہ ماہ کہا ہے۔ اہلِ سیر لکھتے ہیں یہی درست ہے اور ان کی وفات بھی اعلانِ نبوت سے قبل ہوئی۔ صاحبِ مواہب نے فرمایا کہ مستدرک میں ایسی روایت ہے جو عہدِ اسلام

Marfat.com

میں وفات پانے پر دلالت کرتی ہے۔ یہ سب سے پہلے فرزند ہیں جنہوں نے اولاد شریف میں سب سے پہلے وفات پائی۔

۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ:

جب عاص بن وائل سہمی کو جو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا باپ تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے فوت ہونے کی خبر ملی اس سے پہلے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر سن چکا تھا۔ اس وقت اس نے کہا:

''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزندان رحلت کر گئے اور وہ ابتر (بے نسل) رہ گئے''۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں ظہورِ اسلام کے بعد عالمِ وجود میں تشریف لائے اور عہدِ طفولیت میں وفات پائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنہیں کوئی ابتر کہہ ہی نہیں سکتا کیونکہ دنیا اور آخرت کی بھلائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حد تک حاصل ہے جو احاطۂ وصف و بیان سے باہر ہے اور سارا جہاں آپ کی روحانی اولاد و فرزندوں سے بھر جائے گا اور وہ مشرق و مغرب ہر جگہ پھیلیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی۔

﴿اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾

ترجمہ: ''بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیر کثیر عطا کیا''۔

نبوت، معجزات، شفاعت، معرفت اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات با برکات کے تمام برکات و کمالات اور قیامت تک تمام کرامات سب اس لفظ کوثر میں داخل ہیں اور حوضِ کوثر جو جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا جائے گا اور جو اس کو

Marfat.com

پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا وہ بھی اسی خیر کا جزو ہے۔

۳۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ:

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری اولاد ہیں اور مدینہ طیبہ میں ماہ ذی الحجہ ۸ ہجری میں پیدا ہوئے۔

حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی دایہ تھیں۔ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ

"ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے فرزند پیدا ہوا ہے"۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور خبر پہنچائی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مژدہ کو پہنچانے پر انہیں غلامی سے آزاد کر دیا۔

اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "ابا ابراہیم" کی کنیت سے مخاطب کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش و مسرور ہوئے اور دو بھیڑوں کا عقیقہ فرمایا اور ان کے سر کو مونڈا گیا اور نام رکھا گیا۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بھی کم سنی ہی میں دنیا سے رخصت ہو گئے اور ان کی وفات کا ذکر کچھ اس طرح سے ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نزع کی حالت میں ہیں تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ہمراہ لے کر روانہ ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو آپ کے چشمِ مبارک سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا:

''اے ابراہیم رضی اللہ عنہ ہم تیری جدائی کے سبب غمگین ہیں۔ میری آنکھیں روتی ہیں اور دل جلتا ہے''۔

اور کوئی ایسی بات نہ فرمائی جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ سے ناراضگی ظاہر ہوتی ہو۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ستر (70) دن کے تھے کہ وفات پائی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی روتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو میت پر رونے سے منع فرمایا ہے۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے عوف کے فرزند رضی اللہ عنہ جس حالت کا تم نے مشاہدہ کیا ہے یہ میت پر رحمت وشفقت کا اظہار ہے جو کہ اس کی حالت دیکھنے سے پیدا ہوتی ہے اور میں نے جو ممانعت فرمائی ہے۔ وہ دو آوازوں کی بنا پر ہے۔ ایک وہ گانے جو لعو ولعب اور شیطانی جن میں ظاہر ہو اور وہ آواز جو مصیبت کے وقت ہو، منع کرتا ہوں منہ نوچنے، چہرہ پیٹنے، کپڑے پھاڑنے اور بین کرنے سے، لیکن آنکھوں سے پانی جاری ہونا، رحم وشفقت کی وجہ سے ہے اور جو رحم وشفقت نہیں کرتا، اس پر بھی رحم نہیں ہوگا۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن سورج کو گرہن لگا ہوا تھا اور ان کی وفات دسویں محرم یا دسویں ربیع الاوّل کو ہوئی تھی، لوگوں نے کہا کہ یہ گرہن ان کی وفات کی وجہ سے لگا ہے، چونکہ لوگ عام گمان رکھتے تھے کہ سورج اور چاند گرہن کا تعلق کسی عظیم موت یا حادثہ سے ہوتا ہے۔

Marfat.com

اس پر سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

''چاند اور سورج اللہ کی دو نشانیاں ہیں، ان کو کسی کے مرنے یا جینے سے گرہن نہیں لگتا''۔

یہ ایسی دو نشانیاں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے تاکہ وہ صدقہ اور خیرات کریں اور غلاموں کو آزاد کریں اور گناہوں سے توبہ کریں۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بہنیں

۱۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا

۲۔ حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا

۳۔ حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا

۱۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا:

حضرت زینب رضی اللہ عنہا اعلانِ نبوت سے دس سال قبل پیدا ہوئیں اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر تیس سال تھی۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا اسلام میں داخل ہوئیں اور ہجرت کی۔ ان کا نکاح ان کے خالہ کے بیٹے ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا گیا، ان کے والد الربیع اور ان کی والدہ ہند بنت خویلد، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کی بہن ہیں۔

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے قبل حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے

Marfat.com

ہجرت کی اور ان کو شرک میں مبتلا چھوڑ دیا اور ابوالعاص مکہ اور مدینہ کے درمیان اسلام لائے اور حضورِ اکرم ﷺ نے پہلے نکاح میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے سپرد فرمایا۔

10 ہجری میں حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ بدر کے قیدیوں میں داخل تھے۔ جب اہلِ مکہ نے اپنے قیدیوں کی آزادی کے لئے فدیہ بھیجا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو فدیہ میں وہ ہار بھیجا جو ان کے گلے میں لٹکا رہتا تھا۔ جسے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے عقد کے وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو جہیز میں دیا تھا۔ جب حضورِ اکرم ﷺ نے اس ہار کو ملاحظہ فرمایا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی صحبت کا زمانہ یاد آ گیا اور سخت رقت طاری ہوگئی اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ

"اگر تم قیدی کو رہا کر و تو تم فدیہ کا ہار زینب (رضی اللہ عنہا) کو لوٹا دو، تم چاہو تو ایسا کرلو"۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا:

ہاں! یا رسول اللہ ﷺ ہم ایسا ہی کریں گے، جس میں آپ ﷺ کی مرضی مبارک ہوگی اور حضور اکرم ﷺ نے ابوالعاص سے عہد لیا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضور اکرم ﷺ کی طرف بھیج دیں گے۔ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے اس کو مان لیا، اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری شخص کو مکہ مکرمہ بھیجا تا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو لے آئیں اور فرمایا کہ مکہ کے اندر نہ جانا بلکہ وادی ناصبح کے بطن میں ہی ٹھہرنا۔ یہ ایک موضع کا نام ہے جو مکہ کے باہر مسجد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہے۔ جہاں انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو تمہارے حوالے کر دیں تو

Marfat.com

ان کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ آ جانا۔

اس واقعہ کے اڑھائی سال بعد حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ ایک تجارت کی غرض سے مکہ سے باہر آئے اور ان کے ساتھ مکہ والوں کا مالِ تجارت تھا اس تجارتی قافلے کی واپسی کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس کی تلاش میں گئے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے قافلہ پر قابو پالیا تو چاہا کہ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے مال پر قبضہ کر کے انہیں قتل کر دیں۔ یہ خبر جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ملی تو انہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! کیا کسی مسلمان کو کسی عہد پر امان میں لینے کا حق نہیں؟''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں ! ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہ رہیے گا کہ میں نے ابوالعاص کو امان دے دی ہے۔

جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس صورتحال سے باخبر ہوئے تو انہوں نے ان کے مال سے دستِ تعرض کھینچ لیا اور ابوالعاص سے کہنے لگے کہ تم مسلمان ہو جاؤ تا کہ مشرکوں کا یہ تمام مال تمہارے لیے غنیمت ہو جائے ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں شرم کرتا ہوں کہ اپنے دین کو اس ناپاک مال سے پلید کروں، اس کے بعد وہ مکہ چلے گئے اور اس مال کو ان کے مالکوں کے سپرد کر دیا اور فرمایا، اے مکہ والو! آیا میں نے تمہیں تمہارا مال پہنچا دیا تم مجھے اس سے بری الذمہ قرار دیتے ہو؟

انہوں نے کہا ''ہاں !'' پھر ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''تم گواہ رہو کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ لا اللہ الا اللہ محمد رسول

Marfat.com

اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بعد ہجرت کر کے مدینہ آ گئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح کر کے ان کے سپرد فرمایا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس واقعہ کے بعد زیادہ عرصہ زندہ نہ رہیں اور 8 ہجری میں خالقِ حقیقی سے جاملیں، اس کی وجہ وہی تکلیف تھی جو ہجرت کے وقت انہیں اُونٹ سے گرنے کی وجہ سے پہنچی تھی۔ حضرت ایمن رضی اللہ عنہا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت کے مطابق غسل دیا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے ایک فرزند تھا جس کا نام علی رضی اللہ عنہ تھا اور ایک دختر تھی جس کا نام امامہ رضی اللہ عنہا تھا۔ علی بن العاص رضی اللہ عنہ بلوغ کے قریب دنیا سے رُخصت ہو گئے۔ یہ وہی علی رضی اللہ عنہ ہیں جو فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اونٹنی پر سوار تھے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود قبر میں اُتارا تھا۔

۲۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا:

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اعلانِ نبوت سے سات سال قبل پیدا ہوئیں، آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے تین سال بعد پیدا ہوئیں، آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری صاحبزادی تھیں، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ابن عم عتبہ بن ابولہب سے ہوا تھا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلانِ نبوت اور بعض روایات میں آتا ہے کہ سورۃ ''تبت یدا ابی لہب'' کے نزول کے بعد عتبہ نے اپنے باپ ابولہب کے حکم کے مطابق حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی اور ان کی ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ یہی عتبہ فتح مکہ کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔

Marfat.com

عتبہ کے طلاق دینے کے بعد حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں کر دیا، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ دو ہجرتیں فرمائیں، ایک مکہ سے حبشہ کی طرف اور ایک حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف۔

سرورِ دو جہاں ﷺ نے ان کی شان میں فرمایا:

''حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی بیوی کے ہمراہ ہجرت کی''۔

2 ہجری میں جب حضورِ اکرم ﷺ غزوۂ بدر کیلئے روانہ ہوئے تھے، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو سخت بیماری لاحق ہوگئی۔ آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی خبر گیری کیلئے مدینہ منورہ میں ہی ٹھہریں، اس کے عوض اللہ تعالیٰ انہیں جہاد میں شریک ہونے کا ثواب بھی دے گا اور مالِ غنیمت میں بھی حصہ دے گا، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں ہی ٹھہر گئے۔

رسولِ کریم ﷺ ابھی بدر سے واپس نہیں لوٹے تھے کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تکلیف بڑھ گئی اور انہوں نے اکیس سال کی عمر میں وفات پائی۔

عین اس وقت جب قبر پر مٹی ڈالی جا رہی تھی حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ فتح بدر کی خوشخبری لے کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ سرکار دو عالم ﷺ کو اپنی لختِ جگر کی وفات کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ کو بہت صدمہ پہنچا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور مدینہ منورہ پہنچ کر آپ ﷺ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر تشریف لے گئے۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا صرف ایک فرزند تھا، جس کا نام عبداللہ تھا، اسی بنا پر

Marfat.com

لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ابوعبداللہ کی کنیت سے پکارا کرتے تھے۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ صرف چار برس کے تھے، دو برس بعد ان کو حادثہ پیش آیا۔ ایک مرغ نے ان کی آنکھ میں چونچ ماری جس سے سارا چہرہ متورم ہوگیا اسی تکلیف سے انہوں نے جمادی الاوّل 4 ہجری میں وفات پائی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نمازِ جنازہ پڑھائی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قبر میں اتارا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا میں بے حد محبت تھی، ان کے تعلقات اتنے خوشگوار اور مثالی تھے کہ لوگوں میں ان کی نسبت یہ مقولہ ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔

ترجمہ: رقیہ (رضی اللہ عنہا) اور عثمان (رضی اللہ عنہ) سے بہتر میاں بیوی کسی انسان نے نہیں دیکھے۔

۳۔ حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا اعلانِ نبوت سے چھ سال قبل پیدا ہوئیں، حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے ایک سال چھوٹی اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ایک سال بڑی تھیں۔ حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا، حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تیسری صاحبزادی تھیں۔

اہلِ سیر کہتے ہیں کہ ان کا اپنا نام معلوم نہ ہوسکا، بعض لوگ کہتے ہیں آمنہ یا امیہ تھا، لیکن انہوں نے اپنی کنیت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا سے شہرت پائی۔

آپ رضی اللہ عنہا بھی ابولہب کے بیٹے عتیبہ بن لہب کی زوجیت میں تھیں سورۂ لہب نازل ہونے کے بعد ابولہب نے عتیبہ اور عتبہ اپنے دونوں بیٹوں کو بلایا اور

Marfat.com

حضور ﷺ کی دونوں صاحبزادیوں کو چھوڑنے کا حکم دیا۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا جو عتبہ کے نکاح میں تھیں، مگر رخصتی ابھی نہیں ہوئی تھی، عتبہ نے بعد میں اسلام قبول کر لیا، حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا عتیبہ کی زوجیت میں تھیں، یہ گستاخ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سخت بدکلامی کی، اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''اے اللہ عزوجل! اس ملعون پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کر دے۔''

اہلِ سیر کہتے ہیں کہ حضرت ابوطالب بھی اس وقت مجلس میں موجود تھے انہوں نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ کون سی چیز تمہیں حضور ﷺ کی دعا سے روکے گی، یہ ملعون تجارت کی غرض سے شام کی طرف جا رہا تھا، راستے میں اس نے جب ایک منزل پر پڑاؤ ڈالا جہاں درندے تھے تو ابولہب نے قافلہ والوں سے کہا:

آج رات تم سب میری مدد کرو، کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ کی دعا آج رات میرے بیٹے پر اثر نہ کرے، اس پر سب نے اپنے اپنے سامان کو اکٹھا کیا اور اس کو اوپر نیچے رکھ کر اس پر عتیبہ کے سونے کیلئے جگہ بنائی اور اس کے چاروں طرف گھیرا ڈال کر بیٹھ گئے۔

اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر نیند مسلط کر دی، ایک شیر آیا اس نے ایک ایک کر کے منہ کو سونگھا اور کسی سے اس شیر نے تعرض نہ کیا، پھر جست لگائی اور عتیبہ پر پنجہ مارا اور اس کے سینے کو پھاڑ دیا، ایک روایت میں آتا ہے کہ گردن کو دبوچ لیا۔

حضور اکرم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ہجرت کے تیسرے سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تزوج فرما دیا اور

Marfat.com

فرمایا۔

''یہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کھڑے مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ میں ان کو تمہارے عقد میں دے دوں''۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے ہجرت کے نویں سال وفات پائی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی قبر کے پاس بیٹھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور فرمایا:

''تم میں کوئی ایسا ہے جس نے آج رات اپنی بیوی سے ہم بستری نہ کی ہو''۔

اس پر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوں، فرمایا ان کی قبر میں اترو۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''اگر میرے پاس تیسری صاحبزادی ہوتی میں اسے بھی تمہارے نکاح میں دے دیتا''۔

اہلِ سیر کہتے ہیں کہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا عرصہ تک حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں رہیں لیکن ان سے کوئی فرزند نہ ہوا، بعض روایتوں میں ہے کہ دو فرزند پیدا ہوئے مگر وہ زندہ نہ رہے۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیوں سے کوئی فرزند نہ رہا، دوسری بیویوں سے اولاد پیدا ہوئی جو باقی زندہ رہی۔

Marfat.com

شادی اور خانہ آبادی

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ پہنچ کر سکون اور آرام کے ساتھ رہنے لگیں۔ 2 ہجری میں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور جنگِ بدر کے بعد مسلمانوں کی حالت قابل اطمینان ہوگئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی کر دینا مناسب سمجھا اس لئے کہ اب وہ بالغ ہو چکی تھیں۔ چونکہ اسلامی زندگی کی عمارت تقویٰ واحسان کی بنیادوں پر قائم تھی۔ اس لئے ریاکاری، نام ونمود، شہرت ودکھاوا، اسراف واتلاف، شان وشوکت کا یہاں نام ونشان تک نہیں تھا۔ ہر چیز اپنی فطرت پر قائم تھی۔ ہر شے اپنی جگہ پر موجود تھی۔ عہدِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلامی معاشرت کا ایک تابندہ ودرخشاں دور تھا۔ اس دور میں شادیاں اسلامی سادگی کا نمونہ تھیں۔ نہ زرق برق لباس تھے اور نہ گہنے اور زیورات تھے، نہ ہاتھی اور گھوڑے تھے اور نہ بینڈ اور باجے تھے، نہ شہنائیاں اور رقص وسرور کی محافل تھیں، نہ جہیز اور تلک تھا اور نہ جوڑا اور گھوڑا تھا، نہ بے جا نمائش تھی اور نہ بے جا آلائش۔ نہ بے پردہ بیگمات تھیں نہ بے حیا اور بے شرم مرد تھے۔ غرض سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی شہزادئ کونین رضی اللہ عنہا کی شادی

Marfat.com

اسلامی سادگی کا مکمل نمونہ تھی نکاح کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف پندرہ یا اٹھارہ سال تھی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عمر اکیس سال پانچ ماہ تھی۔

نکاح کی تاریخ میں مؤرخین کے درمیان اختلاف ہے بعض کا بیان ہے کہ نکاح ذی الحجہ 2 ہجری میں ہوا۔ بعض کہتے ہیں محرم 3 ہجری میں ہوا اور بعض نے صفر 2 ہجری میں بتایا ہے ایک روایت رجب 2 ہجری کی بھی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ غزوۂ بدر کے بعد شوال 3 ہجری میں نکاح ہوا۔ طبقات ابنِ سعد میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رُخصتی کے ساڑھے چار ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر پندرہ یا اٹھارہ سال تھی کہ رؤساءِ قریش اور اکابر مہاجرین کے پیغاماتِ نکاح آنے شروع ہوئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چونکہ سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں اور چھوٹی اولاد سے عموماً ماں باپ کو زیادہ محبت ہوا کرتی ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بہت زیادہ محبت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کا نکاح ایسے شخص سے کرنا چاہتے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظر میں محبوب بھی ہو اور عمر کے اعتبار سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناسب ہو۔

سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیغام دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اس بارے میں وحی کا انتظار کر رہا ہوں۔

اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پیام دیا ان کو بھی یہی جواب مرحمت فرمایا گیا۔ مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پیغامِ نکاح دیا تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ وہ عمر رسیدہ ہیں۔ چند دن بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسبت شیرِ خدا

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کردی۔ یہ نسبت کس طرح ہوئی۔ اس بارے میں مختلف روایات ہیں۔

(ا) جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیغامات کو منظور نہ فرمایا تو دونوں حضرات نے یہ خیال قائم کرلیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کریں گے اور آپ کی نظر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زوجیت کیلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بہتر اور کوئی شخص نہیں ہے لیکن ان کو تعجب اس بات پر تھا کہ اب تک حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش کیوں ہیں اور پیغاماتِ نکاح آنے پر بھی وہ خود کوئی تحریک کیوں نہیں کرتے۔ اس خیال نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جا کر ملیں اور ان سے نکاح کا پیغام دلوائیں۔ چنانچہ دونوں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان سے پوچھا کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے اپنا پیام کیوں نہیں دیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں عرصہ سے اس امر کا آرزومند ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو اپنی دامادی میں قبول فرمائیں اور دونوں جہان کی سعادت مجھ کو حاصل ہو لیکن افسوس ہے کہ تنگ دستی اور فقر و افلاس کے سبب میں اپنی اس خواہش کو اس وقت تک ظاہر نہیں کرسکا۔ حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم نے فرمایا، علی (رضی اللہ عنہ)! تم کو معلوم نہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں مال و دولت بے حقیقت چیزیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعمال کو دیکھتے ہیں اور پھر انسانی شرافت کو۔ ہمارا خیال ہے کہ تم اپنی درخواست پیش کرو گے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور اس کو قبول فرمائیں گے۔

حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کے اطمینان دلانے سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پیام دینے کا ارادہ کرلیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شرفِ دامادی

Marfat.com

کے حصول کی خواہش ظاہر کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توجہ سے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی درخواست کو سنا اور پھر گھر جا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کی مرضی دریافت کی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا شرم وحیا کے سبب جواب نہ دے سکیں اور خاموش بیٹھی رہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی خاموشی کو رضامندی پر محمول کیا اور واپس آ کر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا "تمہارے پاس مہر میں دینے کیلئے کیا ہے"۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "میرے پاس کیا رکھا ہے صرف ایک تلوار ایک زرہ اور ایک اونٹ ہے" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تلوار اور اونٹ تو کام کی چیزیں ہیں جہاد میں ہر وقت ان کی ضرورت ہوتی ہے اور زرہ بھی اگرچہ کام کی چیز ہے لیکن اس کے بغیر بھی کام چل جاتا ہے اس لیے تم زرہ کو فروخت کر دو" ایک اور روایت میں یوں آیا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھا کہ تمہارے پاس مہر میں دینے کیلئے کیا ہے تو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "کچھ نہیں!" یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اور وہ حطیہ زرہ کیا ہوئی" حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "وہ تو موجود ہے" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بس وہ کافی ہے تم اس کو فروخت کر ڈالو"۔

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ:

حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو ترغیب دلائی کہ "سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کیلئے آپ پیغام کیوں نہیں بھیجتے" حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میرے پاس کیا چیز ہے کہ میں عقد کروں" اس نیک بخت نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا وہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے تو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت اور کچھ فطری حیا کے باعث زبان سے کچھ نہ کہہ سکے اور سر جھکا کر خاموش بیٹھ رہے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ہی توجہ فرمائی اور پوچھا ''علی! آج خلافِ معمول چپ چاپ ہو، کیا فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے نکاح کی درخواست لے کر آئے ہو''؟

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''بے شک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی درخواست کو قبول فرمالیا۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ فروخت کرنے کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے پیش کی۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے چارسواسی درہم پر یہ زرہ خرید لی اور پھر ہدیۃً حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو واپس دے دی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یہ رقم لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر کی۔ اسی اثنا میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی دوبارہ حاصل کرلی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے زرہ کی قیمت فروخت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''دوتہائی خوشبو وغیرہ پر خرچ کرو اور ایک تہائی سامان شادی اور دیگر اشیائے خانہ داری پر خرچ کرو''

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ''جاؤ ابوبکر، عمر، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف اور دیگر مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کو مسجد نبوی میں بلا لاؤ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں موجود تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی آنے کی سی کیفیت طاری ہوئی۔ وہ کیفیت دُور ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام لائے تھے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا باہم نکاح کردیا جائے۔ جب بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جمع ہوگئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: ''اے گروہِ مہاجرین و

Marfat.com

انصار! مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ فاطمہ بنت محمد ﷺ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے کردوں۔ میں تمہارے سامنے اسی حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ پڑھا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ نکاح کے بعد حضور ﷺ نے چھوہارے تقسیم فرمائے۔

آخر میں حضور ﷺ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور حاضرین کے ساتھ یہ دعا کی۔

''خداوند تعالیٰ تمہاری پریشانی و پراگندگی دُور کر کے سکون مرحمت فرمائے اور ہم پر اپنی برکت نازل فرمائے اور تم سے پاک اولاد پیدا ہو۔''

نکاح کا خطبہ

ترجمہ: ''ہم شکر کرتے ہیں اس خداوند کریم کا جو اپنی نعمتوں کی وجہ سے ہر تعریف کا سزوار ہے اور اپنی قدرتوں کے باعث لائق عبادت ہے۔ اس کی سطوت و سلطنت ہر جگہ قائم ہے۔ زمینوں اور آسمانوں پر اس کا حکم جاری ہے۔ اس نے تمام مخلوقات کو اپنی قدرت سے پیدا فرمایا اور پھر اپنے احکام کیلئے ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ فرما دیا اور اپنے دین کے ذریعے انہیں سرفراز کیا اور اپنے نبی ﷺ کے ذریعہ ان کو عظمتیں عطا فرمائیں۔ بلاشک و ریب اس نے نکاح کو لازمی چیز قرار دیا اور اس نے خود فرمایا کہ وہ جس نے پیدا کیا انسانوں کو پانی سے اور قائم کیا ان کیلئے رشتہ سسرال کا۔ تیرا پروردگار قدرت والا ہے اور اس نے اپنا ہر کام قضا کے تحت کر دیا اور اس کی قضا

Marfat.com

قدرت کی پابند ہے۔ ہر قضا مقدر اور ہر قدر کیلئے دن مقرر ہے اور ہر وقت مقرر کیلئے کتاب یعنی لوحِ محفوظ ہے۔''

اسکے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلب فرمایا اور مٹھی بھر درہم دے کر حکم دیا کہ ان سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز خرید لاؤ۔ چنانچہ وہ ضروری سامان خرید لائے۔

جہیز

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جو جہیز دیا تھا اس کی تفصیل میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ عام روایت تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ چیزیں جہیز میں مرحمت فرمائی تھیں:

۱۔ چمڑے کا گدہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔
۲۔ ایک چادر جو کہ زیادہ لمبی نہ تھی۔
۳۔ بانوں کی ایک چارپائی
۴۔ چمڑے کی ایک چھاگل
۵۔ چمڑے کی ایک مشک اور مٹی کے دو گھڑے
۶۔ ایک چکی
۷۔ کتان کی دو نہالیاں یعنی چھوٹے تکیے
۸۔ دو نقرئی بازوبند

بعض مورخ کہتے ہیں کہ جہیز میں یہ چیزیں دی گئی تھیں۔

۱۔ چرمی فرش یعنی گدہ
۲۔ مصری کپڑے کا بچھانے کا فرش جس میں اون بھری ہوئی تھی۔

Marfat.com

۳۔ دو تکیے جن میں سے ایک میں اون اور دوسرے میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

۴۔ ایک ریشمی چادر

۵۔ مٹی کے دو گھڑے یا پانی کے برتن

۶۔ دو چادریں

۷۔ دو نقرئی بازو بند

۸۔ ایک بڑی چادر

۹۔ ایک چکی

۱۰۔ ایک مشک

۱۱۔ ایک پیالہ

۱۲۔ ایک پلنگ

۱۳۔ ایک جانماز

شادی کے وقت عمریں

شادی کے وقت ان مبارک ہستیوں کی مبارک عمریں کیا تھیں، اس بارے میں مختلف روایتیں آتی ہیں لیکن معتبر اور مستند قول یہی ہے کہ شادی کے وقت جناب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک پندرہ سال کچھ مہینے اور جناب علی رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اکیس سال کچھ ماہ تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح 2 ہجری میں ہوا۔ اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک پندرہ سال پانچ ماہ اور پندرہ دن تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اکیس سال پانچ ماہ تھی۔

Marfat.com

ولیمہ

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوگیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''شادی کیلئے ولیمہ بھی ضروری ہے''

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس ایک بھیڑ ہے جو کہ اس کارِخیر میں پیشِ خدمت ہے۔ اس طرح انصار کے ایک قبیلہ کو یہ سعادت حاصل ہوئی اور دعوتِ ولیمہ کا انتظام ہوا۔ ایک اور روایت میں اس طرح بیان ہوا ہے کہ جو درہم باقی رہ گئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے اور کہا کہ اس میں چھوہارے اور پنیر لے آو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بازار گیا۔ پانچ درہم میں گھی، چار درہم میں چھوہارے اور ایک درہم کا پنیر خریدا۔ یہ سب چیزیں لاکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان چیزوں کو ملاحظہ فرما کر دستر خوان طلب کیا اور ان کو ملا کر حیس بنایا اور حکم دیا کہ باہر جاؤ اور جس مسلمان سے ملاقات ہو اندر بلا لاؤ۔ چنانچہ میں باہر نکلا اور جو لوگ ملے ان کو اندر بلا کر کھانا کھلایا۔ جب یہ لوگ چلے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹی کا ایک پیالہ طلب فرمایا اور اس کو حیس سے بھر کر فرمایا:

یہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اور اس کے شوہر (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) کا ہے۔ اس کے بعد ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو دیا اور حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

جاؤ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا لاؤ۔ وہ اٹھیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ہمراہ لائیں اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چہرے سے پسینہ بہہ رہا تھا۔ قریب پہنچیں تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چہرے سے چادر ہٹائی۔ صاحبزادی کو سینے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا:

Marfat.com

''فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تمہارا شوہر بہت اچھا شوہر ہے۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

''علی (رضی اللہ عنہ)! رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی تمہیں مبارک ہو''۔

سیرت کی دیگر کتب کے ساتھ ساتھ طبقات ابن سعد میں اس مبارک ولیمہ کا ذکر کچھ اس طرح آیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ولیمہ کا ذکر چلا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک مینڈھا پیش کیا۔ دیگر انصار و مہاجرین بھی حسبِ استطاعت مختلف سامان لائے اور پھر ان سب چیزوں کا نہایت اہتمام سے کھانا تیار کیا گیا اور اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس دعوتِ مبارکہ میں شرکت فرمائی۔

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ اس دعوت میں جو کھانا تیار ہوا وہ بے حد لذیز تھا۔ کچھ روایات ایسی بھی ملتی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زرہ گروی رکھ کر کچھ درہم حاصل کئے تھے۔ بہرحال مستند بات یہی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زرہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار سو اسی درہم کی خرید کر آپ کو دوبارہ ہدیہ کے طور پر دے دی اور اس رقم سے خوشبو اور چھوہارے منگوانے کے بعد جو رقم بچی وہ اس ولیمہ میں شامل تھی۔ اگرچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اپنی طرف سے سامانِ خورد نوش جمع کرنا بھی درست اور ثابت ہے۔

ولیمہ کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی دیر تک بیٹی کے پاس بیٹھے رہے اور شفقت بھری گفتگو فرماتے رہے۔ آج آپ بے حد خوش تھے اور اس خوشی کی زیادہ وجہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی شریکِ حیات حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کے نکاح کے تمام فرائض پورے اہتمام کے ساتھ خود ادا فرمائے تھے اور کسی کام کو بھی کسی دوسرے پر نہیں

Marfat.com

چھوڑا تھا۔ پھر آپ بیٹی کے سر پر شفقت بھرا پیار دے کر مسجدِ نبوی ﷺ تشریف لے آئے۔ تمام امہات المومنین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی اس شادی مبارک کی بے حد خوشی تھی۔ رات کے وقت مدینہ منورہ کی بچیاں جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا کے پاس جمع ہو کر دف بجا بجا کر خوشیاں مناتی رہیں۔

رُخصتی

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد ساڑھے سات مہینے تک حضور ﷺ کے مکان میں رہیں۔ اس کے بعد انہوں نے حضور ﷺ سے علیحدہ رہنے کی درخواست کی اور اس سلسلہ میں عرض کیا کہ ''حضرت حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ سے ایک مکان ہم کو بھی دلوا دیجئے تاکہ ہم اس میں اطمینان سے رہ سکیں''۔ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ مدینہ کے ایک خوشحال اور دولت مند شخص تھے اور مدینہ میں ان کے بہت سے مکانات تھے۔ آپ کئی مکان مہاجرین اور حضور ﷺ کی نذر کر چکے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی درخواست سن کر حضور ﷺ نے فرمایا ''حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کئی مکان پہلے ہی نذر کر دیئے ہیں اب اس معاملہ میں ان سے کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھتا'' اتفاق سے اس واقعہ کی خبر کسی ذریعہ سے حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کو مل گئی اور انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! میرا تمام سامان حضور ہی کا ہے، میں بہت خوش ہوتا ہوں جب میری کوئی چیز حضور کے تصرف میں آتی ہے'' اس کے بعد حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک مکان حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا۔

بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے 2 ہجری کے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا اور سات یا ساڑھے سات ماہ بعد ان کو رُخصت کیا۔

Marfat.com

رُخصت کا واقعہ یہ ہے کہ نکاح کے چند ماہ بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بھائی عقیل بن ابی طالب نے ان سے کہا کہ "ہمارا خیال ہے کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی کو رخصت کرالو" حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا "میری آرزو بھی یہی ہے لیکن شرم کے سبب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض نہیں کرسکتا" یہ سن کر حضرت عقیل رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لیا اور کاشانۂ نبوت میں پہنچ کر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیوی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آزاد کردہ لونڈی حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا "اس معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات سے مشورہ ضروری ہے۔ چنانچہ ازواجِ مطہرات سے مشورہ کیا گیا اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کرنے کا وعدہ فرمالیا۔

چنانچہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رُخصت کا وعدہ کرلیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلاکر حکم دیا کہ اپنی رہائش کیلئے کوئی مکان لے لو۔ چنانچہ انہوں نے حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کا مکان کرایہ پر لے لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رُخصت کرکے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مکان پر بھیج دیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رخصت کرا کے جب اپنے مکان پر لائے، اس وقت ان کا اربابِ خانہ داری یا اثاث البیت صرف تین چیزیں تھیں ایک تو وہ زرہ جسے انہوں نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فروخت کر کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مہر وغیرہ کا انتظام کیا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ خریدنے کے بعد پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نذر کردی تھی۔ دوسری چیز، ایک عدد بھیڑ کی کھال تھی اور تیسری چیز ایک پرانی یمنی چادر۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان تمام چیزوں کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کردیا۔

بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رُخصت کے وقت

Marfat.com

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ صحابی کی بیوی حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا جو کہ بیوہ ہو چکی تھیں، نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ نئی دلہن کو ایک عورت کی ضرورت ہوا کرتی ہے، اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے پسند فرمائیں تو میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ چلی جاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا کی اس درخواست سے بہت خوش ہوئے اور ان کے حق میں دعائے خیر کی اور اجازت دے دی۔

رُخصتی کے بعد دوسرے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے، دروازہ پر پہنچ کر اجازت طلب کی اور اجازت کے مل جانے پہ گھر کے اندر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے سامنے بٹھایا، انہیں خاوند کے حقوق بتائے، شوہر کی اطاعت کا حکم دیا، خانہ داری کے متعلق ضروری نصیحتیں فرمائیں اور خدا سے ڈرتے رہنے کی ہدایت فرمائی اور اس کے بعد ایک برتن میں پانی منگوایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یا حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا پانی لے آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی میں اپنے دونوں ہاتھ ڈالے اور اوّل اس پانی سے تھوڑا سا لے کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سینہ پر اور بازوؤں پر چھڑکا اور پھر بقیہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جسم پر چھڑکا اور اس کے بعد فرمایا ”فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میں نے تمہارا نکاح اپنے خاندان کے اس شخص سے کیا ہے جو سب سے بہتر ہے“۔

ایک اور روایت میں یوں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد پر مٹی کے پیالے میں پانی لائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پانی سے تھوڑا سا زمین پر گرا دیا اور پھر کچھ پڑھ کر پانی پر دم کیا اور اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس پانی میں سے تھوڑا سا پی لو، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تھوڑا سا پانی پی لیا، اس کے بعد تھوڑا سا پانی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سینہ اور بازوؤں پر چھڑکا اور باقی پانی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پلا دیا۔

Marfat.com

ایک اور روایت میں یوں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک پیالہ پانی منگوا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پلایا اور ان کے جسم پر چھڑکا اور دوسرا پیالہ پانی کا منگوا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پلایا اور ان کے جسم پر چھڑکا اور اس کے بعد دونوں کے حق میں دعا فرمائی۔

ایک مؤرخ کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر جس مکان میں گئیں تھیں۔ وہ حضور ﷺ کے مکان سے کچھ فاصلے پر واقع تھا، حضور ﷺ کو بار بار یا روزانہ تشریف لانے میں تکلیف ہوتی تھی۔ ایک روز حضور ﷺ نے فرمایا ''فاطمہ رضی اللہ عنہا میں تم کو اپنے مکان کے قریب رکھنا چاہتا ہوں تاکہ جس وقت میرا جی چاہے تمہارے پاس آ جا سکوں'' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے مکان کے قریب حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے مکانات ہیں ان میں سے کوئی مکان ہمیں دلوا دیجئے''۔

حضور ﷺ نے فرمایا ''حارثہ کے مجھ پر بہت احسانات ہیں اب میں اس بارے میں ان سے کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھتا''۔

اتفاق سے حضور ﷺ کے اس ارشاد کی خبر حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کو مل گئی اور انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس جو کچھ ہے وہ حضور ﷺ کا ہی ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے قریب رکھنا چاہتے ہیں، میں ایک مکان خالی کئے دیتا ہوں، آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس میں بلا لیں۔ چنانچہ انہوں نے حضور ﷺ کے قریب ایک مکان خالی کرا دیا جس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رہنے لگیں۔

ایک مؤرخ یہ کہتا ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر آئیں،

Marfat.com

اس وقت حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا زندہ تھیں جن کو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں لے آئے تھے، چنانچہ ایک روز حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر کے کاموں کو تقسیم فرماتے ہوئے یہ حکم دیا تھا کہ گھر کا سارا کام مثلاً کھانا تیار کرنا، جھاڑو دینا اور آٹا پیسنا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا انجام دیں اور باہر کا کام مثلاً سودا سلف لانا، اُونٹ چرانا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ یا انکی والدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا انجام دیں۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب

آپ کا نام علی، کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد اور والد محترم کا نام عمران ہے آپ کے والد محترم کی کنیت ابوطالب ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کے اندر 13 رجب 30 عام الفیل کو اظہارِ نبوت سے دس سال پہلے اور ہجرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے 23 سال قبل جمعۃ المبارک کے دن ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام علی رکھا۔

آپ امیر المومنین بھی ہیں اور امام المتقین بھی، شیرِ خدا بھی ہیں، مرتضٰی بھی ہیں اور دامادِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نفس رسول بھی ہیں اور زوجِ بتول رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔

یہ اس علی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے.....

کہ جن کی تربیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آغوشِ رحمت میں ہوئی۔

Marfat.com

یہ اس علی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے.....

کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا تو اس کے ایک دن بعد شرفِ ایمان سے فیض یاب ہوئے جبکہ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک صرف گیارہ سال تھی۔

یہ اس علی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے.....

جو کعبہ میں پیدا ہوئے اور مسجد میں شہید ہوئے۔

وہ علی رضی اللہ عنہ.....

جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ویر (بھائی) ہے صحابہ رضی اللہ عنہ کا مشیر اور مومنوں کا امیر ہے۔

وہ علی رضی اللہ عنہ.....

جس نے ہجرت کی رات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر بسر کی۔ اس رات بڑا شدید امتحان تھا، اس رات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر سونا گویا تلواروں کے سائے میں سونا تھا کیونکہ مکہ مکرمہ کے نامور اور مشہور قبیلوں کے جوانوں کے ساتھ مقابلہ تھا۔ ہر لمحہ جان جانے کا خطرہ تھا اس لئے کہ مکہ کے کفار پورے ساز و سامان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان لینے کے اٹل ارادے سے آئے تھے مگر انہیں علم نہیں تھا کہ ہمارا مقابلہ کس پاک ہستی سے ہے جو ایمان کے کوہِ گراں اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سرگرداں ہے۔

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہ نے کسی تامل کے بغیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر سونا منظور کر لیا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے آ جانے کے بعد اس کے متعلق سوچنا بھی ایمان کی توہین ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ساری زندگی اتنی میٹھی اور اتنی پیاری نیند کبھی نہیں آئی جتنی میٹھی نیند مجھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر مبارک پر اس رات آئی تھی، کسی نے پوچھا کہ اس رات آپ کو موت کا خوف نہیں تھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ سُنے کہ علی! صبح کو امانتیں واپس کرنی ہیں تو میں اسی وقت سمجھ گیا کہ نبی کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کبھی غلط نہیں ہو سکتے یعنی یہ کفار رات کو مجھے کبھی قتل نہ کر سکیں گے اور میں صبح تک انشاء اللہ زندہ رہونگا۔

نزہت المجالس جلد 2 میں حضرت علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ، امام نسفی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی قبل از ولادت کرامت یہ تھی:

انه كان يتعرض في امه فيمنعها من
السجود للصنم اذا ارادت ذالك

ترجمہ: ''کہ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ بت پرست تھیں مگر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے بطن میں آئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ جب کبھی بت کو سجدہ کرنے کا ارادہ کرتیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ روک دیتے تھے۔''

ایک مبارک دن کا واقعہ ہے جب مکہ مکرمہ کی اونچی اونچی اور بلند پہاڑیوں کے دامن میں اللہ کے گھر خانہ کعبہ کے اردگرد عرب کے مشہور و نامور

Marfat.com

قبیلوں کے لوگوں کا بے پناہ ہجوم تھا مگر مکہ مکرمہ اور گردونواح کے مرد عورتیں بچے بوڑھے اور جوان اس وقت عرب کے دستور کے مطابق اور اپنے آباؤ اجداد کی پُرانی رسموں کے مطابق کعبہ شریف کا طواف کر رہے تھے۔ ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ بھی تھیں جو اپنے بطن مبارک میں ایک نفس اقدس اور اپنے صدفِ رحم میں اسلام کا ایک گراں قدر موتی چھپائے ہوئے اس ہنگامہ ہائے حیاتِ انسانی سے بے خبر کعبے کی مقدس دیوار کے سائے میں اپنے دل کی گہرائیوں میں حزن و ملال کا ایک طوفان اور اپنی پیشانی پر خفت کے آثار لئے سر جھکائے بیٹھی تھیں کیونکہ آثارِ ولادت ظاہر ہو چکے تھے اور قدرت کے قانون کے مطابق دردِ زہ شروع ہو چکا تھا اور وہ سوچ رہی تھیں کہ یہاں کوئی حجاب نہیں اور کوئی پردہ نہیں پھر ایسی حالت میں اب وہ کدھر جائے ابھی آپ سوچ ہی رہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے ایسا انتظام کر دیا کہ آپ کعبہ کی عمارت کے اندر داخل ہو گئیں اور اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی ولادت باسعادت ہوئی۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:

کسے را میسّر نہ شد ایں سعادت
بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

کہ قیامت تک کوئی ماں اب ایسا فرزند نہیں جنے گی جو پیدا ہو تو کعبے میں پیدا ہو اور شہید ہو تو مسجد میں شہید ہو۔

جناب خلیق قریشی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت و شہادت کو اپنے انداز میں اسطرح بیان کیا ہے:

Marfat.com

تائیدِ حق میں پہلی شہادت علی کی ہے
پیغمبری نبی کی ولادت علی کی ہے
مولد بھی محترم ہے اور ولد بھی ہے محترم
کعبہ ہے اور جائے ولادت علی کی ہے
مولودِ کعبہ کیلئے مشہد بھی خوب تھا
مسجد میں اللہ اللہ شہادت علی رضی اللہ عنہ کی ہے
کعبہ سے ابتداء ہے تو سجدہ پہ انتہا
مرقوم ذو حرم میں حکایت علی کی ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیدائش کی خبر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گود میں اُٹھایا، ابھی اُنہوں نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بچے کو نہلایا اور ساتھ ہی فرمایا کہ آج علی کو پہلا غسل میں دے رہا ہوں اور کل یہ مجھے آخری غسل دے گا، چنانچہ آنے والے وقت نے ثابت کر دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری غسل حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جوانی میں ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے میرے آنے سے پہلے آنکھیں کیوں نہ کھولیں تھیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں چاہتا تھا کہ جب اس دنیا میں میری آنکھ کھلے تو سامنے میرے محبوب کا چہرۂ انور ہو۔

﴿بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ مشکوٰۃ﴾

Marfat.com

شجاعتِ علی رضی اللہ عنہ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن شاہ صاحب جنگِ خیبر کا نقشہ کچھ اس طرح کھینچتے ہیں۔

حضرت سہیل بن عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ خیبر کے موقعہ پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر کا قلعہ فتح نہیں ہوتا تو اُس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لاعطین هذه الریته عذایفتح الله علی ایدیه

کہ کل میں یہ اسلام کا جھنڈا اس کو دوں گا جس کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ فتح دے گا اور وہ ایسا آدمی ہے کہ جس سے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت کرتے ہیں۔

صبح ہوئی تو ہر مسلمان کی تمنا یہ تھی کہ اسلام کا جھنڈا اُسے ملے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"این علی ابی طالب؟"

"حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کہاں ہیں؟"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی آنکھیں دُکھتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان کو بلاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر لگایا، اسی وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں درست ہوگئیں جیسے کوئی تکلیف ہوئی ہی نہیں تھی۔ اس کے بعد نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اسلام کا جھنڈا عطا فرمایا اور ذوالفقارِ حیدری اپنے مبارک ہاتھوں سے کمر پر باندھی۔ بس پھر کیا تھا یہ اللہ کا شیر

Marfat.com

لشکرِ اسلام لے کر خیبر کی طرف روانہ ہوا۔ دل میں عشقِ رسول ﷺ تھا۔ ہاتھوں میں اسلام کا جھنڈا اور نگاہوں میں جلوۂ یار، نعرۂ تکبیر کی خدائی آواز فضائے آسمانی میں گونجی اور پھر اللہ کے شیر نے خیبر کی پتھریلی زمین پر علمِ اسلام گاڑ دیا۔

خیبر کے قلعہ قموص کا محافظ ایک یہودی تھا جس کا نام مرحب تھا جو دنیائے کفر کا ایک مشہور و معروف اور زور آور پہلوان تھا۔ لوہے میں غرق، سر پر دو من وزنی خول پہنے اور ہاتھوں میں گرز لئے ہوئے مقابلے میں آیا۔ ادھر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی یہ پڑھتے ہوئے آگے بڑھے کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ پس پھر کیا تھا دو تلواریں آپس میں ٹکرائیں ایک اسلام کو مٹانے کیلئے اور دوسری اسلام کو بچانے کیلئے، ایک شمعِ توحید کو بجھانے کیلئے اور دوسری شمعِ توحید کو جلانے کیلئے۔ یہ حق و باطل کی دست بدست لڑائی تھی۔ اسلام و کفر کا معرکہ تھا ایک طرف سراپا کفر تھا دوسری طرف سراپا اسلام۔ ایک کے پیچھے ابوجہل تھا جبکہ دوسرے کے پیچھے محمد مصطفےٰ ﷺ تھے۔

مرحب نے بڑی چالاکی سے وار کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بڑی ہوشیاری سے روکا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار ہوا میں لہرائی، فضا میں چمکی اور بجلی کی طرح مرحب پر گری وہ ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے پھر تلوار کا ایک بھرپور وار کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ڈھال پر روکا۔ ڈھال ٹوٹ گئی تو شیرِ خدا نے درِ خیبر کو اُکھاڑ لیا اور اس کو ڈھال بنا لیا اور پھر شمشیرِ حیدری اُٹھی اور لپکی۔ مرحب نے ڈھال پر لی لیکن تلوار ڈھال کو دو ٹکڑے کرتی ہوئی خول تک پہنچی۔ خول کو توڑ کر سر پر آئی اور سر کاٹتی ہوئی جسم تک پہنچی، جسم کو چیرتی ہوئی زمین پر گری اور مرحب کا قصہ تمام ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ نے سیّد المرسلین ﷺ کا عطا کیا ہوا جھنڈا خیبر کے قلعہ پر گاڑ دیا۔

Marfat.com

— ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ شہر کوفہ کی جامع مسجد میں مصلّے پر بیٹھے جَو کی روٹی کے سوکھے ٹکڑے کھا رہے تھے روٹی خشک تھی اور سخت تھی آپ رضی اللہ عنہ سے چبائی نہیں جا رہی تھی۔ آپ کی خدمت میں دو آدمی تشریف رکھتے تھے۔ وہ یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ ان سے رہا نہ گیا آخر انہوں نے سوال کر ہی دیا عرض کی آقا! یہ راز ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ وہاں تو آپ نے خیبر کے دروازے کو توڑ دیا اور یہاں آپ سے روٹی کے خشک ٹکڑے چبائے نہیں جا رہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی بات سنی تو مُسکرائے اور فرمایا کہ یہ سوکھے ٹکڑے کھا رہا ہوں تو علی کی اپنی طاقت خرچ ہو رہی ہے مگر خیبر کے قلعے کو توڑنے والی تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ، غزوۂ تبوک کے سوا تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب ہوئے۔ غزوۂ بدر میں ستر مشرکین مارے گئے ان میں 21 مشرک آپ کی تلوار سے قتل ہوئے تھے۔ غزوۂ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار نے اپنے نرغہ میں لے لیا تو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچ کر شدید حملے کیے اور شجاعت کا بے مثل کارنامہ پیش کیا۔ غزوۂ خندق میں جب عمرو بن عبدود نے جو قوت اور بہادری میں ہزار آدمیوں پر بھاری سمجھا جاتا تھا، مقابل صف عسکر اسلام ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے میں نکلے اور آپ نے اس کے دو ٹکڑے کر دیے۔ اس طرح عمرو بن عبدود کے قتل سے دشمنانِ اسلام کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

دیگر ازواج سے سولہ فرزند تھے۔ بعض نے تصریح کی کہ آپ رضی اللہ عنہ کے کل انیس بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں تھیں۔ چھ بیٹے آپ رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ میں ہی انتقال کر گئے۔ باقی تیرہ میں سے چھ یعنی عباس بن علی۔ عثمان بن علی۔ عمر بن علی۔ ابوبکر بن علی۔ ابو القاسم محمد بن علی۔ اور حضرت امام حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کربلا میں شہید ہوئے۔ دنیا میں اس وقت صرف پانچ بیٹوں حسن۔ حسین۔ محمد بن حنفیہ۔ عباس اور عمر (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سے آپ کی نسل چل رہی ہے۔

شہادت

۲۰ رمضان ۴۰ھ جامع مسجد کوفہ میں تھے کہ ابنِ ملجم خارجی نے زہر آلود خنجر سے زخمی کر دیا اور یہ آفتابِ علم و فضل ۲۱ رمضان ۴۰ھ کو غروب ہو گیا۔ آپ کا روضۂ اقدس نجف شریف میں ہے۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پانچ اولادیں ہوئیں۔ تین لڑکے اور دو لڑکیاں، ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ

۲۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ

۳۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا

۴۔ حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا

۵۔ حضرت محسن رضی اللہ عنہ

۱۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پیارے بیٹے اور خالقِ کائنات کے آخری نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُمِ المومنین

Marfat.com

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے نواسے تھے۔ آپ 15 رمضان ۳ھ کی شب کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے کچھ عرصہ پہلے کا واقعہ ہے کہ اُمِ الفضل نے خواب میں دیکھا کہ اللہ کے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا میرے گھر میں آ گیا ہے۔ چنانچہ اُمِ الفضل نے اپنا خواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں بیان کیا۔ رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ میری لختِ جگر پیاری بیٹی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے عنقریب ایک پیارا سا بچہ پیدا ہوگا جس کی پرورش تم کرو گی۔ اسلامی تاریخ دانوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے یہ اپنی نوعیت کی پہلی خوشی تھی۔ کفارِ عرب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں یہ مشہور کر رکھا تھا کہ آپ مقطوع النسل رہیں گے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دامن سے یہ دھبہ بھی صاف کر دیا گویا آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش مبارک سورۃ الکوثر کی تفسیر ہے۔

نام مبارک

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے بعد جب آپ کا نام مبارک رکھنے کیلئے مشورے کیے گئے تو تجویز یہ تھی کہ آپ کا نام حمزہ رکھا جائے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ جل شانہٗ کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام کے وزیر ہارون کے بیٹوں کے شبر وشبیر نام پر آپ کا نام حسن رضی اللہ عنہ رکھا۔ بحار الانوار میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے نام رکھنے کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت جبرائیلِ امین علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ایک ریشمی رومال پیش کیا جس پر "حسن" لکھا ہوا تھا۔ علامہ ابوالحسن کا کہنا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے

Marfat.com

دونوں شہزادوں کا نام دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رکھا تھا۔ مطلب یہ کہ آپ سے پہلے کسی کا نام حسن و حسین نہیں رکھا گیا تھا۔

پیدائش کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے دہنِ مبارک میں اپنی زبان مبارک دے دی۔ صاحبِ بحارالانوار لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن کو اپنی آغوش میں لے کر پیار کیا اور داہنے کان میں اذان دی اور پھر بائیں کان میں اقامت فرمائی۔

اذان و اقامت کے بعد نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمائی:۔

"اے اللہ اس کو اور اس کی اولاد کو اپنی پناہ میں رکھنا"۔

عقیقہ

اسد الغابہ میں ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے ساتویں دن امام الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے عقیقہ فرمایا اور بالوں کو منڈوا کر اس کے ہم وزن چاندی تصدق کی۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ فرما کر اس کے سنت ہونے کی دائمی بنیاد ڈال دی۔
علامہ کمال الدین کا بیان ہے کہ عقیقہ کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُنبہ ذبح کیا تھا۔

کنیت

آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت صرف ابو محمد تھی۔

Marfat.com

القاب

آپ رضی اللہ عنہ کے القاب بہت زیادہ ہیں لیکن جو زیادہ مشہور ہیں ان میں طیب و تقی اور سبط و سیّد شامل ہیں۔ محمد بن طلحہ شافعی کا کہنا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سید کا لقب خود عنایت فرمایا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہم سے بہت محبت فرماتے تھے۔ کتبِ احادیث میں حضراتِ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کی بڑی فضیلت و عظمت بیان ہوئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو دوست رکھتا ہوں اور جو انہیں دوست رکھے اسے بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ ترمذی، نسائی اور ابوداؤد نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن مسجد نبوی شریف میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم تشریف لے آئے، شہزادے کے پاؤں دامنِ عبا میں ایسے الجھے کہ زمین پر گر پڑے۔

یہ دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ترک کر دیا اور منبر سے نیچے اُتر کر انہیں آغوشِ محبت میں اٹھا لیا اور دوبارہ منبر پر تشریف لے جا کر خطبہ شروع فرمایا۔

حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ ابن شداد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن نمازِ عشاء پڑھانے کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوشِ محبت میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں مشغول ہو گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں گئے تو سجدے کو اتنا طویل کر دیا کہ میں سمجھنے لگ گیا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہونے لگی ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ختم کی تو

Marfat.com

آپ ﷺ سے سجدہ کی طوالت کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ میرا فرزند میری پشت پر آ گیا تھا، میں نے یہ نہ چاہا کہ اس وقت تک پشت سے اتاروں جب تک کہ وہ خود نہ اُتر جائے اس لئے میں نے سجدہ کو طویل کر دیا۔

حافظ ابو نعیم ابو بکر سے روایت ہے کہ ایک دن حضور ﷺ نماز پڑھا رہے تھے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور دوڑ کر رسول اللہ ﷺ کے کندھے پر سوار ہو گئے، آپ ﷺ نے نہایت نرمی کے ساتھ سر اٹھایا، جب نماز مکمل کر لی تو وہ پھر آپ ﷺ کی پشت پر سوار ہو گئے یہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ میرا بیٹا سیّد ہے اور دیکھو یہ عنقریب دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا"۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کندھے پر بٹھائے فرمارہے تھے۔

"خدایا میں اسے دوست رکھتا ہوں تُو بھی اس سے محبت کر"۔

ایک دن نبی مکرم ﷺ، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو کندھے پر سوار کئے لئے جا رہے تھے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ راستے میں ملے اور فرمایا کہ "اے صاحبزادے تمہاری سواری کس قدر اچھی ہے" یہ سُن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یہ کہو کہ کس قدر اچھا سوار ہے"۔

﴿اسد الغابہ جلد ۳﴾

ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس دن سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ دوست رکھنے لگا ہوں جس دن میں نے نبی کریم ﷺ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش میں انہیں بیٹھے ہوئے دیکھا اور وہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک سے کھیل

Marfat.com

رہے تھے۔

﴿نورالابصار صفحہ ۱۱۹﴾

ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت پر سوار ہو گئے، کسی نے روکنا چاہا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ سے منع فرمادیا۔

﴿اصابہ جلد۲ صفحہ ۱۲﴾

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کندھے پر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے کندھے پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بٹھائے ہوئے لئے جا رہے ہیں اور باری باری دونوں کا منہ چومتے جاتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:-

''حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جوانانِ بہشت کے سردار ہیں اور ان کے والد یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب ان دونوں سے بہتر ہیں''۔

حضرت حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک دن بہت خوش دیکھ کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار بہت نمایاں ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟

ارشاد فرمایا کہ مجھے آج حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے یہ بشارت دی ہے کہ میرے دونوں فرزند حسن وحسین جوانانِ بہشت کے سردار ہیں اور ان کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے بھی بہتر ہیں۔

﴿کنزالعمال جلد ۷﴾

Marfat.com

بچپن ہی سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا حافظہ

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بچپن ہی سے اپنا اکثر وقت اپنے پیارے نانا جان کے پاس گزارتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو کاتبانِ وحی کو اس وحی سے آگاہ کیا جاتا تاکہ وہ اسے لکھ لیں جبکہ دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی قرآن کی نازل شدہ آیات سنائی جاتیں تاکہ وہ یاد کر لیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اگرچہ کم سن تھے لیکن اللہ جل شانہ نے آپ کو بلا کا حافظہ عطا فرمایا تھا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نازل شدہ وحی من وعن یاد فرما لیتے اور جب اپنے گھر تشریف لاتے تو ساری کی ساری آیات لفظ بہ لفظ اپنی والدہ ماجدہ کو سنا دیتے۔ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرا جی چاہتا ہے کہ میں حسن رضی اللہ عنہ کو ترجمانی وحی کرتے ہوئے خود دیکھوں اور سنوں۔ سیّدہ حضرت فاطمۃ الزاہراء رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فلاں وقت گھر تشریف لاتے ہیں۔

ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے پہلے گھر تشریف لے آئے اور اپنے لختِ جگر کے منہ سے وحی کے الفاظ سننے کے شوق میں گوشہ خانہ میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حسبِ معمول تشریف لائے اور ماں کی آغوش میں بیٹھ کر وحی سنانا شروع کر دی لیکن تھوڑی ہی دیر بعد عرض کی، امی جان! آج زبانِ وحی ترجمان میں لکنت اور بیانِ مقصد میں رکاوٹ ہو رہی ہے، مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے میرے بزرگ والدِ گرامی مجھے دیکھ رہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوڑ کر امام حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھا لیا اور بہت سا پیار کیا۔

﴿بحار الانوار جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۳﴾

Marfat.com

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا بچپن

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک دن کچھ صدقہ کی کھجوریں آئی ہوئی تھیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ان کھجوروں کے ڈھیر سے کھیل رہے تھے اور کھیلتے کھیلتے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے کھجور کا ایک دانہ اٹھا کر اپنے منہ میں رکھ لیا۔ یہ دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے حسن! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ہم لوگوں پر صدقہ حرام ہے۔

﴿صحیح بخاری﴾

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک مسئلہ پوچھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سائل سے فرمایا کہ وہ سامنے جو دو بچے کھیل رہے ہیں وہ میرے لختِ جگر ہیں۔ جاؤ ان سے یہ مسئلہ دریافت کرو۔ سائل حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوا اور مسئلہ بیان کیا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تو نے جتنے انڈے کھائے ہیں اتنی ہی عمدہ اونٹنیاں لے کر انہیں حاملہ کرا اور ان سے جو بچے پیدا ہوں انہیں اللہ جل شانہٗ کی راہ میں ہدایہ خانہ کعبہ کر دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو کہ ساری گفتگو سن رہے تھے ہنس کر فرمایا کہ بیٹا تو بالکل صحیح ہے۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ حمل ضائع ہو جاتے ہیں اور کچھ بچے مر جاتے ہیں۔ عرض کیا بابا جان آپ کی بات بالکل درست ہے مگر ایسا بھی تو ہوتا ہے کہ کچھ انڈے بھی خراب اور گندے نکل جاتے ہیں۔ یہ سُن کر سائل پُکار اُٹھا کہ ایک مرتبہ اپنے عہد میں سلیمان بن داؤد نے بھی یہ جواب دیا تھا۔

شاہِ روم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا کہ اپنا ایک نمائندہ بھیج دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ شاہِ روم کے دربار میں پہنچتے ہی

Marfat.com

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"خدا کا شکر ہے میں یہودی و نصرانی و مجوسی وغیرہ نہیں ہوں بلکہ خالص مسلمان ہوں"۔

شاہِ روم نے چند تصاویر نکالیں اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دکھائیں ساتھ ہی پوچھا کہ کیا آپ ان کو پہچانتے ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تصاویر دیکھ کر شکلیں پہچان لیں اور ایک تصویر دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ بادشاہ نے پوچھا یہ کس کی تصویر ہے؟ آپ نے فرمایا یہ میرے نانا جان کی تصویر ہے۔ اس کے بعد بادشاہ نے سوال کیا کہ وہ کون سے جاندار ہیں جو اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بادشاہ! وہ سات جاندار ہیں جو اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوئے۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام

۲۔ حضرت حوا علیہا السلام

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دنبہ

۴۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی

۵۔ ابلیس

۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اژدہا

۷۔ وہ کوّا جس نے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کو اپنے بھائی ہابیل کی لاش دفن کرنے کا طریقہ سکھایا تھا۔

شاہِ روم، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے علم کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کی بڑی عزت کی اور جب آپ واپس تشریف لانے لگے تو تحائف کے ساتھ واپس

Marfat.com

کیا۔

حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوگوں نے دیکھا کہ ایک شخص کے ہاتھ میں خون آلود چھری ہے اور اسی جگہ ایک شخص ذبح کیا ہوا پڑا ہے۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ کیا تُو نے اس شخص کو قتل کیا ہے؟ تو وہ شخص بہت پریشان ہوا اور کہا کہ ہاں اس کو میں نے ہی قتل کیا ہے۔

لوگ مقتول اور قاتل دونوں کو لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابھی واقعے کے متعلق بات ہو ہی رہی تھی کہ اتنے میں ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور آتے ہی کہنے لگا کہ اسے چھوڑ دو۔ اس مقتول کو اس نے قتل نہیں کیا بلکہ اصل قاتل میں ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلے شخص سے پوچھا کہ جب تُو اس کا قاتل نہیں تھا تو کیا وجہ ہے کہ اپنے آپ کو اس کا قاتل بیان کیا جبکہ تجھے معلوم ہے کہ قتل کا بدلہ قتل ہے اور تیرے اس بیان پر تجھے بھی قتل کر دیا جاتا؟ اس نے کہا اے امیر المومنین! میں ایک قصاب ہوں، میں گوسفند ذبح کر رہا تھا کہ مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی، میرے ہاتھ میں چونکہ خون آلود چھری تھی اور اسی حالت میں پیشاب کرنے کی جگہ چل پڑا۔ جب وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک ذبح شدہ آدمی پڑا ہے۔ میں بہت پریشان ہوا۔ ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ لوگ آ گئے اور مجھ[illegible] لیا۔ میں نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ اس وقت قتل کے سارے قرائن موجود ہیں [illegible] میرے ہاتھ میں جو چھری ہے وہ بھی خون آلود ہے مقتول بھی ساتھ ہی پڑا ہے) میرے انکار کو کون باور کرے گا اس لئے میں نے اقرار کر لیا کہ ہاں یہ قتل میں نے ہی کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسرے شخص سے پوچھا جو بعد میں دوڑتا ہوا آیا تھا اور اقرار کیا تھا کہ ذبح شدہ شخص کا قاتل یہ نہیں بلکہ میں ہوں۔ اس نے کہا جی ہاں،

Marfat.com

میں ہی اسے قتل کر کے چلا گیا تھا لیکن دیکھا کہ ایک قصاب کی جان ناحق چلی جائے گی تو حاضر ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے بیٹے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو بلاؤ۔ وہی اس مقدمے کا فیصلہ سنائیں گے۔ چنانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا، آپ رضی اللہ عنہ کو سارا قصہ سنایا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سارا قصہ سن کر فرمایا ان دونوں کو چھوڑ دو۔ یہ قصاب تو بے قصور ہے اور یہ دوسرا شخص اگرچہ قاتل ہے مگر اس نے ایک نفس کو قتل کیا تو دوسرے نفس یعنی قصاب کو بچا کر اسے زندگی دی اور اس کی جان بچالی اور اللہ کا حکم ہے کہ ''جس نے ایک نفس کی جان بچائی اس نے گویا تمام لوگوں کی جان بچائی''۔ لہٰذا اس مقتول کا خون بہا بیت المال سے دیا جائے۔

ایک مرتبہ روم کے بادشاہ نے چند مسائل معلوم کرنے کیلئے اپنا ایک آدمی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) یہ حدیث چونکہ سُنی ہوئی تھی کہ جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بادشاہِ روم کے فرستادے کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر سائل نے سوال پوچھنا چاہا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو سوالات تُو پوچھنا چاہتا ہے ان دو بچوں میں سے کسی سے پوچھ لے۔ سائل نے چاہا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ سے سوال کرے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے شخص! تُو یہ دریافت کرنے آیا ہے۔

۱۔ حق و باطل میں کتنا فاصلہ ہے؟

۲۔ زمین سے آسمان تک کتنی مسافت ہے؟

۳۔ مشرق و مغرب میں کتنی دُوری ہے؟

۴۔ قوس وقزح کیا چیز ہے؟

Marfat.com

۵۔ مخنث کس کو کہتے ہیں؟

۶۔ وہ دس چیزیں کیا ہیں جن میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے سے سخت اور فائق پیدا کیا؟

جوابات

ا۔ فرمایا سُن! حق و باطل میں چار انگشت کا فاصلہ ہے۔ اکثر بیشتر جو کچھ آنکھ سے دیکھا حق ہے اور جو کان سے سنا ہے باطل ہے یعنی آنکھ سے دیکھا ہوا یقینی اور کان سے سُنا ہوا تحقیق کا محتاج ہے۔

۲۔ زمین اور آسمان کے درمیان اتنی مسافت ہے کہ مظلوم کی آہ اور آنکھ کی روشنی پہنچ جاتی ہے۔

۳۔ مشرق و مغرب میں اتنا فاصلہ ہے کہ سورج ایک دن میں طے کر لیتا ہے۔

۴۔ قوس و قزح میں قوس خدا ہے اس لئے کہ قزح شیطان کا نام ہے۔ یہ فراوانی رزق اور اہلِ زمین کیلئے غرق سے امان کی علامت ہے اسی لئے اگر یہ خشکی میں نمودار ہوتی ہے تو بارش کی علامات میں سے سمجھی جاتی ہے۔

۵۔ اور یہ معلوم نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت اور اس کی جسم میں دونوں کے اعضاء ہوں تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے بالغ ہونے کا انتظار کریں اگر اسے احتلام ہو جائے تو مرد ہے اور اسے حیض آ جائے اور پستان اُبھر آئیں تو عورت ہے۔ اگر اس سے بھی مسئلہ حل نہ ہو تو دیکھنا چاہئے کہ اس کے پیشاب کی دھار سیدھی جاتی ہے یا نہیں۔ اگر سیدھی جاتی ہے تو مرد ہے ورنہ عورت۔

۶۔ اور وہ دس چیزیں جن میں سے ایک دوسرے پر غالب و قوی ہے وہ یہ ہیں کہ خدا نے سب سے زائد سخت پتھر کو پیدا کیا مگر اس سے زیادہ سخت لوہا

Marfat.com

ہے جو پتھر کو بھی کاٹ دیتا ہے اور اس سے زائد سخت قوی آگ ہے جو لوہے کو پگھلا دیتی ہے اور آگ سے زیادہ سخت قوی پانی ہے جو آگ کو بجھا دیتا ہے اور اس پانی سے زائد سخت وقوی ابر ہے جو پانی کو اپنے کندھوں پر اُٹھائے پھرتا ہے اور اس ابر سے زائد قوی ہوا ہے جو ابر کو اُڑائے پھرتی ہے اور ہوا سے زائد سخت وقوی فرشتہ ہے جس کی ہوا محکوم ہے اور اس فرشتے سے زائد سخت وقوی ملک الموت ہے جو اس فرشتے کی روح قبض کرلیں گے اور ملک الموت سے بھی زائد سخت وقوی موت ہے جو ملک الموت کو بھی مار ڈالے گی اور موت سے بھی زائد سخت وقوی حکمِ خدا ہے جو موت کو بھی ٹال دیتا ہے۔

بادشاہِ روم کا آدمی حضرت حسن رضی اللہ عنہ جو کہ ابھی بچے تھے کے یہ جوابات سُن کر سخت حیران ہوا۔

علامہ ابن طلحہ شافعی لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید کی ایک آیت سے متعلق شاہد ومشہود کے معنی دریافت کیے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یوم جمعہ اور یوم نحر بتایا۔ اس کے بعد وہی شخص اسی آیت کی تفسیر پوچھنے کی خاطر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مدعا بیان کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شاہد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُراد ہیں اور مشہود سے یومِ قیامت۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے موقف کی دلیل میں یہ آیات پڑھیں۔

یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھداو مبشرا و نزیرا.

''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شاہد ومبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے''۔

Marfat.com

ذالك يوم مجموع له الناس و ذلك يوم مشهود.

''قیامت کا دن ہوگا جس میں تمام لوگ ایک مقام پر جمع کر دیئے جائیں گے اور یہی یومِ مشہود ہے''۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا یہ جواب سن کر سائل عش عش کر اُٹھا اور کہا:

فكان قول الحسن احسن

ترجمہ: ''حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا جواب دونوں سے کہیں بہتر ہے''۔

صدمات

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی عمر جب سات سال پانچ ماہ اور تیرہ دن ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ کے سر سے آپ رضی اللہ عنہ کے پیارے پیارے نانا جان کا سایہ اُٹھ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے نانا جان کے اس دنیا سے پردہ فرمانے پر انتہائی رنجیدہ تھے ابھی یہ غم تازہ ہی تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت بی بی فاطمۃ الزاہراء رضی اللہ عنہا بھی اللہ کو پیاری ہوگئیں اس غم بالائے غم سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نہایت مغموم ہوئے۔

نانا جان سے مشابہت

ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ حسن رضی اللہ عنہ میں اللہ جل شانہٗ نے ہیبت اور سرداری اور حسین رضی اللہ عنہ میں جرأت وہمت ودیعت کی ہے۔

﴿کنز العمال جلد ۷﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے جسم کا نصف بالائی حصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور نصف زیریں حصہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

مشابہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حسن رضی اللہ عنہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل وشباہت سے بہت زیادہ مشابہ ہیں۔

عبادت

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اکثر موت، قبر اور آخرت کو یاد کر کے رویا کرتے تھے۔ امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ زبردست عابد بے مثل زاہد اور افضل ترین عالم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جتنے بھی حج کئے پیدل کئے اور کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی حج کیلئے جایا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ جب وضو کرتے تھے تو آپ کے چہرے کا رنگ زرد ہو جاتا اور جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو بید کی طرح کانپنے لگتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب مسجد کے دروازے پر پہنچتے تو اللہ جل شانہ کو مخاطب کر کے دُعا فرماتے کہ "اے میرے پالنے والے، تیرا گنہگار بندہ تیری بارگاہ میں آیا ہے۔ اے رحمٰن ورحیم، اپنی اچھائیوں کے صدقے میں مجھ جیسے بُرائی کرنیوالے بندے کو معاف فرما دے۔ آپ رضی اللہ عنہ جب نمازِ فجر سے فارغ ہوتے تو اس وقت تک خاموش بیٹھے رہتے جب تک سورج طلوع نہ ہو جاتا۔

﴿روضۃ الواعظین۔ بحار الانوار﴾

سخاوت

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اکثر اپنا سارا مال راہ خدا میں تقسیم کر دیا اور بعض مرتبہ نصف مال تقسیم فرمایا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ خود تو فاقہ کرتے ہیں لیکن سائل کو خالی ہاتھ واپس نہیں کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں خدا سے مانگنے والا ہوں اس

Marfat.com

نے مجھے دینے کی عادت ڈال رکھی ہے اور میں نے لوگوں کو دینے کی عادت ڈالی ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں اپنی عادت بدل دوں تو کہیں خدا بھی نہ اپنی عادت بدل دے اور مجھے بھی محروم کر دے۔

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک سائل کو خدا سے دُعا کرتے ہوئے سُنا کہ اے اللہ مجھے دس ہزار درہم عطا فرما۔ آپ رضی اللہ عنہ گھر پہنچے اور مطلوبہ رقم بھجوا دی۔

﴿نور الابصار صفحہ ۱۱۲﴾

مؤرخین لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے کچھ مانگا۔ ابھی سائل نے اپنا سوال بھی پورے طریقے سے نہیں کیا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے پچاس ہزار درہم اور پانچ سو اشرفیاں دے دیں اور فرمایا کہ مزدور لا کر اسے اٹھوا لو۔ اس کے بعد آپ نے مزدور کی مزدوری میں اپنا چغہ بخش دیا۔

توکل

ایک شخص نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے تونگری سے زیادہ ناداری اور صحت سے زیادہ بیماری پسند ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ابو ذر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے ان کا کہنا درست ہے لیکن میں تو یہ کہتا ہوں کہ جو شخص خُدا کے قضا و قدر پر توکل کرے وہ ہمیشہ اسی چیز کو پسند کرے گا جسے خدا اس کیلئے پسند کرے۔ اس روایت کو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔

علم اور اخلاق

ایک مرتبہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن

Marfat.com

جعفر طیار رضی اللہ عنہ حج کرنے کیلئے سفر کررہے تھے۔ راستے میں ایک مقام ایسا آیا جہاں آپ حضرات کے پاس زادِ راہ ختم ہوگئی۔ بھوک اور پیاس سے آپ حضرات کی حالت غیر ہورہی تھی کہ دُور ایک جھونپڑی نظر آئی۔ چنانچہ تینوں پاک ہستیاں اس جھونپڑی میں پہنچیں۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اندر ایک بڑھیا بیٹھی ہوئی ہے۔ بڑھیا نے آپ حضرات سے تشریف آوری کا مقصد پوچھا تو بتایا گیا کہ ہم لوگ حج کیلئے جارہے ہیں زادِ راہ ختم ہوگیا ہے اور اب بھوک اور پیاس سے مزید سفر کے قابل نہیں۔ بڑھیا نے عرض کی کہ میرے پاس ایک بکری ہے اس کا دودھ دوھ کر پیاس بجھائی جاسکتی ہے۔

چنانچہ بکری کا دودھ دوہا گیا اور تینوں مقدس حضرات کو پیش کیا گیا لیکن بھوک تھی کہ مٹنے کا نام نہ لیتی تھی۔ بڑھیا کو اس بات کا احساس ہوگیا اس نے عرض کی کہ کھانے کا بندوبست بھی ہوسکتا ہے اور وہ اس طرح کہ میرے پاس صرف ایک ہی بکری ہے جس کا دودھ آپ لوگوں نے ابھی پیا ہے۔ آپ ایسا کریں کہ اس بکری کو ذبح کرلیں اور تناول فرمالیں۔ بکری ذبح کی گئی اور گوشت بھونا گیا اور سب نے اس سے اپنی بھوک مٹائی اس کے بعد کچھ آرام کیا اور دوبارہ حج پر روانہ ہوگئے۔

شام کو جب اس بڑھیا کا شوہر گھر آیا تو اس عورت نے سارا واقعہ سُنا دیا۔ شوہر نے پوچھا کہ وہ کون لوگ تھے؟

کہا کہ معلوم نہیں کون لوگ تھے لیکن جاتے وقت صرف اتنا بتایا کہ ہم مدینہ کے رہنے والے ہیں۔ شوہر نے پریشان ہوکر کہا کہ اللہ کی بندی یہ تو بتا کہ اب ہمارا گزارہ کس طرح ہوگا تمہیں معلوم بھی تھا کہ ہمارے پاس وہی ایک بکری تھی۔

غرضیکہ تھوڑے عرصہ میں ان لوگوں کو قحط کا سامنا کرنا پڑا اور دونوں سخت مصیبتوں میں مبتلا ہوکر بھیک مانگنے پر مجبور ہوگئے۔ آخر کار بھیک مانگتے مانگتے مدینہ

Marfat.com

جا پہنچے۔ ایک دن مدینہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ناگاہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی نگاہِ رحمت اُس عورت پر جا پڑی آپ رضی اللہ عنہ نے اس بڑھیا کو پہچان لیا اور اپنے کاشانۂ اقدس میں بلایا پھر اس کو بکری والا واقعہ یاد دلایا اور اسے ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار اشرفیاں عنایت فرمائیں اور اسے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار اشرفیاں عنایت فرمائیں اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے بھی اسی کے لگ بھگ اسے دے دیا اس طرح وہ دونوں میاں بیوی مالا مال ہو کر گھر واپس چلے گئے۔

ایک دن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک شخص ملا۔ اس نے دیکھتے ہی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینا شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی گالیوں کا ذرا بھی بُرا نہ منایا اور برابر گالیاں سنتے رہے۔ جب وہ تھک گیا اور خاموش ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ اس کے قریب آ گئے، اس کو سلام کیا اور فرمایا کہ بھائی شاید تو مسافر ہے، اگر تجھے سواری کی ضرورت ہے تو میں تجھے سواری دے دوں، اگر تو بھوکا ہے تو کھانا کھلا دوں۔ اگر تجھے کپڑے درکار ہوں تو میں کپڑے دے دوں۔ اگر تجھے رہنے کیلئے جگہ کی ضرورت ہے تو میں تیرے رہنے کیلئے مکان کا انتظام کر دوں۔ اگر دولت کی ضرورت ہے تو تجھے اتنا دے دوں کہ تو خوشحال ہو جائے۔ یہ سن کر وہ آدمی بہت شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کی زمین پر اس کے خلیفہ ہیں۔ یا حضرت! میں آپ رضی اللہ عنہ کو اور آپ رضی اللہ عنہ کے باپ دادا کو سخت نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا لیکن آج آپ رضی اللہ عنہ کے اخلاق نے میرے سارے عقائد و تصورات کو غلط ثابت کر دیا ہے

Marfat.com

میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ بقیہ ساری زندگی آپ رضی اللہ عنہ کے قدموں میں گزاروں گا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی شادیاں

جس طرح اُمِ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں روایات کی روشنی میں یہ کہا جاتا ہے کہ آپ کی شادی نو سال کی عمر میں ہوئی تھی حالانکہ روایات ہی سے ثابت ہے کہ آپ کی شادی سترہ (17) یا اُنیس (19) سال کی عمر میں ہوئی تھی ایسے ہی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں جھوٹی روایات سے ثابت کیا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے بے شمار شادیاں کیں حالانکہ یہ خلافِ واقعہ بات ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو کم از کم ان عورتوں کے نام علم رجال کی کتابوں میں ضرور ملتے۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے وقتاً فوقتاً نو بیویاں اپنے عقد میں رکھیں۔
آپ رضی اللہ عنہ کی ان بیویوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔	اُمِ فردہ	۲۔	خولہ
۳۔	اُمِ بشیر	۴۔	ثقفیہ
۵۔	رملہ	۶۔	اسحاق
۷۔	اُمِ الحسن	۸۔	بنت امرو القیس
۹۔	جعدہ بنت اشعث		

پروفیسر سیمین کلے کیمرج یونیورسٹی متوفی ۱۹۲۰ء اپنی تاریخ ''سارا سینز'' میں لکھتے ہیں۔

''عربوں نے تاریخ نویسی کا غلط طریقہ اختیار کر کے ہمیں اس

Marfat.com

فائدے سے محروم کر دیا جو ہمیں ان کی لکھی ہوئی تاریخوں سے حاصل ہو سکتا تھا۔ مؤرخ کے فرائض اور حقوق کو نظر انداز کر دیا۔ ہمارے لئے ان کی لکھی ہوئی تاریخوں کا مطالعہ کرنا اور ان سے صحیح تاریخی واقعات کا اخذ کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے''۔

وفات

مروج الذہب میں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ میرے چچا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف فرما تھے جبکہ انہیں زہر پلایا گیا تھا تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ قضائے حاجت کیلئے گئے، جب واپس آئے تو فرمایا کہ بے شک مجھے کئی مرتبہ زہر پلایا گیا لیکن اس مرتبہ کے جیسا سخت کبھی نہ تھا۔ اس میں میرے جگر کے ٹکڑے باہر آ گئے تم نے مجھے دیکھا کہ میں ان کو اپنے ہاتھ کی لکڑی سے الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا پیارے بھائی آپ کو کس نے زہر پلایا ہے؟ انہوں نے فرمایا اس سوال سے تمہارا کیا مقصد ہے؟ اگر زہر دینے والا وہی شخص ہے جس کے متعلق میرا گمان ہے تو خدا اس کیلئے کافی ہے اور اگر کوئی اور ہے تو میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میری وجہ سے کوئی بے گناہ پکڑا جائے۔ اس کے بعد وہ زیادہ دیر زندہ نہ رہے اور تین دن کے بعد انتقال فرما گئے۔

اولاد

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا وصال 47 ہجری میں ہوا اور آپ جنت البقیع میں اپنی والدہ ماجدہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن ہوئے۔ حضرت

Marfat.com

امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر پھیلی تو ہر طرف کہرام مچ گیا اور مدینہ منورہ کے بازار بند ہو گئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف میں رو رو کر کہتے تھے کہ لوگو! آج خوب رو لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب دنیا سے پردہ فرما گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں 8 بیٹے اور 7 بیٹیاں تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
۶۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ
۷۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ
۸۔ حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی نسل زید اور حسین مثنیٰ سے چلی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے تین فرزند عبیداللہ، قاسم اور عمر کربلا میں شہید ہوئے (نورالابصار) حضرت زید رضی اللہ عنہ صدقاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متولی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے 120 ہجری میں 90 سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ حضرت حسین مثنیٰ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صدقات کے متولی تھے آپ کی شادی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت فاطمہ صغریٰ رضی اللہ عنہا سے ہوئی تھی۔ آپ کو 97 ہجری میں زہر دے دیا گیا تھا جس کی وجہ سے 53 سال کی عمر میں آپ رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا۔

Marfat.com

۲۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

آپ 5 شعبان 4 ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت کی خبر سن کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور نومولود بچے کے کانوں میں اذان دی پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بچے کا عقیقہ اور بچے کے بالوں کے برابر چاندی خیرات کی جائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بچے کا نام حرب رکھا لیکن حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام بدل دِیا اور حسین رکھ دِیا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے نواسے نواسیوں کی طرح حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سات سال تک حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایۂ عاطفت میں رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے بہت محبت اور پیار کرتے تھے۔

مفسرین نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے علم وحکمت کی بڑی تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ مدینہ کے بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مشکل مسائل میں آپ رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ عرب میں رائج علوم پر پوری دسترس رکھتے تھے جس کا اندازہ آپ کے خطبات سے کیا جاسکتا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ بہت عبادت گزار تھے آپ رضی اللہ عنہ قائم الیل اور دائم الصوم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کثرت سے نوافل ادا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت علی زین العابدین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ شب و روز میں ایک ایک ہزار نوافل پڑھ لیتے اور کثرت سے روزے رکھتے اور سادہ غذا سے افطار کرتے۔ حج بھی بہت

Marfat.com

کئے اور وہ بھی پیدل۔ایک روایت کے مطابق آپ نے پچیس حج پیدل ادا کئے۔ بلال قادری نے اپنی کتاب میں آپ رضی اللہ عنہ کے کلمات طیبات نقل کئے ہیں جو دانش و حکمت اور پند وموعظمت کا خزینہ ہیں۔ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

۱۔ جلد بازی، نادانی ہے!

۲۔ علم زینت ہے!

۳۔ صلہ رحمی نعمت ہے!

۴۔ راست بازی عزت ہے!

۵۔ جھوٹ عجز ہے!

۶۔ بُخل افلاس ہے!

۷۔ سخاوت دولتمندی ہے!

۸۔ نرمی عقلمندی ہے!

۹۔ رازداری امانت ہے!

۱۰۔ حُسنِ خلق عبادت ہے!

۱۱۔ عمل تجربہ ہے!

۱۲۔ امداد دوستی ہے!

۱۳۔ اچھے کام کرتے رہو! مگر دِل سے

۱۴۔ گمراہی سے شہرت پیدا نہ کرو!

۱۵۔ عطا کے ذریعے نیک نامی پیدا کرو!

۱۶۔ اپنی زیادہ تعریف باعثِ ہلاکت ہے!

۱۷۔ جو سخاوت کرتا ہے سردار بنتا ہے، جو کنجوسی کرتا ہے ذلیل ہوتا ہے!

۱۸۔ جس کام کی انجام دہی تمہارے لئے دشوار ہو اور تم اس پہ قادر نہ ہو تو اس کی

Marfat.com

ذِمہ داری اپنے سر نہ لو!

۱۹۔ اس چیز کے درپے نہ ہو جسے تم سمجھ نہیں سکتے یا پا نہیں سکتے!

۲۰۔ سردار بننا چاہتے ہو تو حرکت و عمل اور جدوجہد کو اپنا معمول بناؤ!

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بدری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لڑکوں کا وظیفہ دو دو ہزار مقرر کیا لیکن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار مقرر کیا۔ یہ ترجیح انہوں نے اس لئے دی کہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے پیارے نواسے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے بہت پیار کرتے تھے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں احادیث میں کافی ذِکر آیا ہے اور آپ کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا لعابِ دہن چوستے ہوئے دیکھا جس طرح آدمی کھجور چوستا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہوئے، اور فرمایا:

''چھوٹا بچہ کہاں ہے؟''

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ چلتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گودِ مبارک میں چلے گئے اور اپنی انگلیاں داڑھی مبارک میں داخل کر دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کا منہ کھول کر بوسہ لیا، پھر فرمایا:

اے اللہ! میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ اور اس کے محبّ کو محبوب رکھ۔

Marfat.com

ایک حدیث شریف میں ہے کہ (حضرت امام) حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں (حضرت امام) حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں، اے اللہ! جو حسین رضی اللہ عنہ سے محبت رکھے اُسے محبوب رکھ۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ فرمایا:

جسے یہ پسند ہو کہ وہ جنتی جوانوں کے سردار کو دیکھے تو وہ حسین بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھ لے۔

شہادت

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر پوری کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ تاریخِ اسلام میں واقعۂ کربلا بہت مشہور ہے اس لئے ہم آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بیان میں صرف اتنا عرض کئے دیتے ہیں کہ آپ کی شہادت کربلا کے مقام پر 10 محرم الحرام 61 ہجری بروز جمعۃ المبارک کو ہوئی۔

۳۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنتِ علی

آپ رضی اللہ عنہ کا نام زینب اور کنیت ام الحسن ہے۔ کربلا کے واقعہ کے بعد آپ اُمِ المصائب کے نام سے مشہور ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دیگر القابات میں شجاعہ، فصیحہ، زاہدہ، فاضلہ (رضی اللہ عنہا) شامل ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش جمادی الاوّل 5 ہجری میں ہوئی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام زینب رکھا اور فرمایا:

"یہ ہم شبیہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس دُنیا سے پردہ فرما جانے کے وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چھ (6) سال کی تھی۔ چھ ماہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ

Marfat.com

محترمہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی اس دُنیا سے پردہ فرما گئیں۔ ان واقعات نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو سخت دُکھ پہنچایا۔

جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِس دُنیا سے پردہ فرمانے کا وقت قریب آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اپنے بچوں کو میرے پاس بلاؤ، چنانچہ وہ سب بچوں کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لے آئیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حالت دیکھ کر سب بچے رونے لگے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سینۂ مبارک پر اپنا سر رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی پیشانی کو چوما اور اپنا دستِ شفقت ان کے سر پر پھیر کر دِلاسا دیا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا دراز قد اور متناسب الاعضاء تھیں۔ چہرہ مبارک پر اپنے نانا جان سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جلال تھا اور حرکات وسکنات اور چال ڈھال میں آپ اپنے والدِ محترم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھیں۔ تمام مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ علم وفضل میں قریش کی کوئی لڑکی ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ آپ علم کا دروازہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ہی کا اثر تھا کہ تھوڑی ہی مدت میں سارے بچوں کے دِل ودماغ علم و حکمت کے خزانوں سے معمور ہو گئے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے جلیل القدر والدِ محترم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علم اور دُوسرے اوصاف سے خوب استفادہ کیا، حتیٰ کہ زہد وتقویٰ، عقل وفراست، حق گوئی و بے باکی، عفت وعصمت اور عبادت وشب بیداری میں آپ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مثل ہو گئیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا جب سنِ بلوغت کو پہنچیں تو قبیلہ کندہ کے رئیس اشعث بن قیس نے ان کیلئے نکاح کا پیغام بھیجا جس کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کسی وجہ

Marfat.com

سے ردفرمادیا۔اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے، حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کے خواستگار ہوئے۔

چونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی سے واقف تھے اور آپ جانتے تھے کہ یہ بڑے پاکیزہ اخلاق کے حامل ہیں اور سیرت وصورت میں قریش کے نوجوانوں میں امتیازی حیثیت رکھتے ہیں، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کی درخواست کو قبول فرمالیا۔ خاندان کے چند بزرگ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مسجد میں آگئے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نہایت سادہ طریقے سے اپنی پیاری بیٹی کا نکاح پڑھا دیا۔اس وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عمر مختلف روایات کے مطابق 11 یا13 سال تھی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی ازدواجی زندگی نہایت خوشگوار تھی آپ اپنے شوہر کی بے حد خدمت گزار تھیں اور وہ بھی ان کی دِل جوئی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔ آپ کے گھر میں لونڈیاں اور خادم بھی تھے لیکن گھر کا زیادہ تر کام آپ رضی اللہ عنہا خود کرتیں تھیں۔حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

"زینب بہترین گھر والی ہے"

جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے کوفہ کو اپنا مستقر بنایا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اوران کے شوہر بھی کوفہ آگئے۔کوفہ میں آکر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نہایت ہی تندہی سے درس وتدریس اور وعظ وہدایت کا کام انجام دیتی رہیں۔کوفہ میں اکثر خواتین خاص طور پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا وعظ ونصیحت اور پند ونصائح سننے کیلئے آپ کے پاس آتیں تھیں اور یوں آپ کے علم وفضل کا چرچا گھر گھر پھیل گیا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ذی الحجہ 60 ہجری کو اہل کوفہ کی دعوت پر

Marfat.com

اپنے اہل و عیال اور جاں نثاروں کی ایک مختصر جماعت کے ساتھ مکہ سے کوفہ عزم کیا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی اپنے دو فرزندوں کے ہمراہ اس قافلے میں شامل ہو گئیں۔

آپ سانحہ کربلا میں شامل تھیں جس میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی آنکھوں کے سامنے ان کے بچے، بھتیجے اور ان کے متعدد جاں نثار مردانہ وار لڑتے ہوئے ایک ایک کر کے شہید ہو گئے۔

اس موقع پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جس حوصلے شجاعت اور صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

سانحہ کربلا آپ کی آنکھوں کے سامنے پیش آیا۔ اس کی تکلیف، وہاں سے گورنر ابن زیاد کے پاس جانے کے واقعات اس کے بعد اس قافلہ کا یزید کے سامنے پیش ہونا اور پھر مدینہ منورہ آنا یہ وہ تکلیف دہ اور مصائب و آلام سے بھرے واقعات ہیں کہ اگر ان واقعات کو بیان کیا جائے تو اس کتاب کی ضخامت بہت بڑھ جائے گی اس لئے ہم اختصار سے کام لیتے ہوئے صرف ضروری واقعات بیان کر رہے ہیں۔

وفات

واقعہ کربلا نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے دل و جگر کو پارہ پارہ کر دیا۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے تھوڑے عرصے بعد ہی 62 ہجری میں آپ نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی اور یوں وہ اپنے محبوب بھائی سے جنت الفردوس میں جا ملیں۔

ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام چلی گئیں۔ دمشق کے پاس حضرت عبداللہ

Marfat.com

بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی کچھ زمینداری تھی۔ وہاں پہنچنے کے بعد آپ بیمار ہو گئی اور وہیں رحلت فرمائی۔

ایک اور روایت کے مطابق حضرت زینب رضی اللہ عنہا واقعۂ کربلا کے مصائب نہایت درد انگیز لہجہ میں کمال فصاحت و بلاغت سے لوگوں کو سنایا کرتی تھیں۔ لوگ ان سے بہت متاثر ہوتے اور ان میں اہلِ بیت کی حمایت کا جذبہ پیدا ہوتا، مدینہ منورہ کے عامل نے ان حالات کی خبر یزید کو دے دی۔ اس نے حکم بھیجا کہ آپ رضی اللہ عنہا کو کسی دوسرے شہر بھیج دیا جائے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے پہلے تو جانے سے انکار کر دیا لیکن بعض لوگوں کے سمجھانے بجھانے سے رضامند ہو گئیں اور سکینہ، فاطمہ بن حسین رضی اللہ عنہا اور کچھ دوسری قرابت دار خواتین کے ہمراہ مصر چلی گئیں۔ وہاں کے والی حضرت مسلمہ بن مخلد انصاری رضی اللہ عنہا نے ان کی نہایت عزت و تکریم کی اور اپنے دارالاقامہ میں ٹھہرایا۔ تقریباً ایک سال بعد 62 ہجری میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وہیں جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

۴۔ حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا

آپکا نام زینت حضریٰ ہے اور کنیت اُمِ کلثوم ہے۔ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چھوٹی بیٹی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ تفسیرِ کبیر، کتاب الثقات، معارف اور کامل میں تصریح کے ساتھ لکھا ہے کہ حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا، امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں اور یہ نکاح 17 ہجری میں چالیس ہزار مہر پر ہوا۔ اس نکاح کی صحت اور سند پر کتب تاریخ بھری پڑی ہیں۔ جن کو طوالت کے خوف سے نظر انداز کرتے ہیں سب سے بڑھ کر یہ کہ صحیح بخاری شریف میں ایک ضمنی موقع پر حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کا ذکر آ گیا ہے، جس کا واقعہ کچھ

Marfat.com

یوں ہے:

''امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عورتوں میں چادریں تقسیم کیں۔ ایک چادر بچ رہی۔ اس کے متعلق تردد تھا کہ کس کو دی جائے، چنانچہ ایک شخص نے ان سے مخاطب ہو کر کہا:

"یا امیر المؤمنین! اعط هذا بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم عنك یرید ام کلثوم"

(صحیح البخاری شریف، باب الجہاد)

اس میں واضح طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا جو کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں خاندانِ نبوت سے تھیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صلب سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام زید رکھا گیا لیکن ماں اور بیٹا دونوں ایک ہی ساعت میں فوت ہو گئے۔

(''محبِّ اہل بیت کون'' از: مولانا شبیر حسین شاہ)

مولانا نے یہ روایت حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کی ہے۔

ایک دُوسری روایت کے مطابق حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عرصہ تک زندہ رہیں اور انہوں نے نکاح ثانی حضرت عون بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے کیا۔ ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ حضرت عون بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی رحلت کے بعد ان کے بھائی محمد بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا۔ ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو لڑکپن میں فوت ہو گئیں۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خانہ داری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کے تمام کام اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں یعنی خود آٹا پیستیں۔ خود سالن اور روٹی پکاتیں اور خود جھاڑو دیتی تھیں اور باہر کے کام کاج حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے مثلاً سودا سلف لانا، اونٹ چرانا وغیرہ۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موذن صبح کی نماز پڑھنے آ رہے تھے، راستے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مکان پڑتا تھا، جب وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے پاس پہنچے تو چکی پیسنے کی آواز آئی اور ساتھ ہی بچہ رونے کی آواز آئی (اس وقت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہو چکے تھے) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آٹا پیس رہی ہیں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں، فوراً دروازے پر پہنچے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا ''اگر آپ اجازت دیں تو میں آٹا پیس دوں'' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی، حضرت بلال رضی اللہ عنہ آٹا پیسنے لگے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں

Marfat.com

لے لیا، آٹا پیس کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجدِ نبوی شریف میں پہنچے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیر سے آنے کا سبب دریافت فرمایا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ بیان کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی۔

خانہ داری کے فرائض میں سب سے بڑا اور سب سے سخت فرض غالباً آٹا یا چکی پیسنے کا تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آٹا پیستیں اور بعض اوقات پانی بھر کر بھی لاتی تھیں۔ اس مشقت نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں میں چھالے ڈال دیئے تھے، ایک روز چھالوں کی تکلیف زیادہ محسوس ہوئی اور یہ معلوم ہوا کہ ان کے والد ماجد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مالِ غنیمت میں بہت سے لونڈی غلام آئے ہیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ گھر کے کاموں کیلئے مجھے ایک لونڈی مرحمت فرما دیجئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اس خواہش کو پورا کرنے سے انکار فرما دیا اور فرمایا کہ ''یہ مال جو میرے پاس آیا ہے میرا نہیں ہے فقراء اور یتامیٰ کا ہے، اس میں سے تم کو کیونکر دے سکتا ہوں''

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
کی ازدواجی زندگی

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خدا کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاڈلی صاحبزادی تھیں، کاشانۂ نبوت میں دنیا کی سب سے پہلی مومنہ اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی تھی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بنو ہاشم میں بڑی عظمت رکھتے تھے اور بچپن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگرانی میں رہے تھے اور پھر خود اپنی خواہش سے انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا، اس لئے ظاہر ہے کہ میاں بیوی معمولی شخصیات نہیں بلکہ عظیم الشان شخصیتوں کے مالک تھے اور ان کے ازدواجی تعلقات یقیناً خوشگوار ہونے چاہئیں لیکن آخر دونوں انسان تھے اس لئے بعض اوقات خانگی معاملات میں رنجش بھی ہو جاتی تھی اور ایسے مواقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد از جلد اس رنجش کو دُور کرا دینے کی کوشش فرمایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی بات پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میں تکرار ہو گئی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ناراض ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغموم صورت میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر

Marfat.com

تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر میں خوش خوش واپس تشریف لائے، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس تغیر کو محسوس کیا اور پوچھا یارسول اللہ ﷺ! جس وقت آپ ﷺ تشریف لے گئے تھے اس وقت آپ ﷺ کی حالت اور تھی جبکہ واپسی پر آپ ﷺ خوش اور مسرور نظر آرہے ہیں آخر اس خوشی کا موجب کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''میں نے ان دو آدمیوں میں جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں صلح کرادی ہے''۔

ایک مرتبہ یہ واقعہ ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کسی معاملہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر سختی کی یعنی ان کی مرضی کے خلاف کوئی بات کی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس سختی کو برداشت نہ کرسکیں اور فوراً حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے طرزِ عمل کی شکایت کی، اتنے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے، حضور ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے فرمایا ''بیٹی! تمہیں خود سوچنا اور سمجھنا چاہیئے کہ کون (اپنی غلطی پر نادم ہوکر) اپنی بیوی کے پاس چلا آتا ہے''۔

حضور ﷺ کے اس فقرے نے میاں بیوی کی رنجش کو دُور کردیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اس کا اعتراف کرلیا کہ ''آئندہ میں تمہاری مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کروں گا''۔

ایک مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہوا، رنجیدگی وکشیدگی کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سخت غصہ اور مایوسی کی حالت میں گھر سے نکل کر مسجد نبوی شریف میں یا مسجد سے کچھ فاصلے پر کسی جگہ زمین پر لیٹ گئے اور غم وغصہ

Marfat.com

کی حالت میں دیر تک زمین پر کروٹیں بدلتے رہے جس سے آپ رضی اللہ عنہ کا تمام جسم اور کپڑے خاک آلود ہو گئے، اس واقعے کا اگلا حصہ مختلف فیہ ہے، بعض مؤرخ تو یہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میاں بیوی کی رنجش کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تلاش کرنے نکلے اور زمین پر آپ رضی اللہ عنہ کو لیٹا یا سوتا پا کر فرمایا ''علی (رضی اللہ عنہ)! تو اسی طرح خاک وخون میں لوٹے گا'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان الفاظ کو مؤرخین نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیش گوئی خیال کیا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شکر رنجیوں، خانگی معاملات پر تکرار اور کشیدگیوں کے متعدد واقعات مؤرخین نے لکھے ہیں، تقاضا بشریت سے یہ امر بعید نہیں ہے اور ہر حال میں ایسا ہونا ممکن ہے لیکن اس سلسلہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جو بیانات ہمیں ملے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ باتیں معمولی حیثیت سے آگے نہ بڑھتی تھیں، مخالفین نے ان پر جو حاشیہ آرائیاں کی تھیں وہ بالکل غلط تھیں، چنانچہ منقول ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ایک شخص نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ''حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا آپ کے ساتھ کیسا سلوک تھا؟'' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں ایک سرد آہ بھری اور فرمایا ''فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کا ایک پھول تھیں جس کے مرجھا چکنے کے بعد بھی اس کی خوشبو سے اب تک میرا دماغ معطر ہے''۔

ایک موقع پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت گزاری سے خوش ہو کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچ فرمایا کرتے ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دنیا کی ایک بہترین عورت ہے''۔

ایک اور موقع پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

بڑی عبادت گزار تھیں بایں ہمہ گھر کے کاموں میں مجھے ان سے کبھی کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی"۔

صحیح البخاری شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ ابوجہل کے بھائی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو غوراء بنت ابی جہل سے نکاح کی ترغیب دلائی اور انہوں نے اس کی حامی بھر لی، چنانچہ غوراء بنت ابی جہل کے سرپرست حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس نکاح کی اجازت لینے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات سخت ناگوار گزری، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر فرمایا:

"بنو ہشام بن مغیرہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اپنی لڑکی کا نکاح کرنا چاہتے ہیں اور مجھ سے اجازت مانگتے ہیں لیکن میں اجازت نہیں دوں گا، کبھی نہیں دوں گا، البتہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میری صاحبزادی کو طلاق دے کر ان کی لڑکی سے نکاح کر سکتے ہیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی" اس کے بعد اپنی دوسری صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ بن ربیع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

اس نے مجھ سے جو بات کہی اس کو سچ کر کے دکھلا دیا اور جو وعدہ کیا وفا کیا اور میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کے لئے کھڑا نہیں ہوا لیکن خدا کی قسم اللہ کے رسول کی صاحبزادی اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کی لڑکی دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتیں"۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح ناراض دیکھ کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے غوراء بنت ابی جہل سے نکاح کا ارادہ فوراً ترک کر دیا اور پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں کسی دوسرے نکاح کا خیال تک دل میں نہ لائے۔

Marfat.com

ایک بار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بخار ہو گیا۔ رات انہوں نے سخت بے چینی میں کاٹی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں بھی ان کے ساتھ جاگتا رہا۔ پچھلے پہر ہم دونوں کی آنکھ لگ گئی، فجر کی اذان سن کر جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا وضو کر رہی ہیں، میں نے مسجد میں جا کر نماز پڑھی، واپس آیا تو دیکھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا معمول کے مطابق چکی پیس رہی ہیں، میں نے کہا ''فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! اپنے حال پر رحم کرو، رات بھر تمہیں بخار رہا ہے، صبح اُٹھ کر ٹھنڈے پانی سے وضو کر لیا، اب چکی پیس رہی ہو، خدا نہ کرے زیادہ بیمار ہو جاؤ''۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سر جھکا کر جواب دیا: ''اگر میں اپنے فرائض کی انجام دہی میں مر بھی جاؤں تو کچھ پرواہ نہیں، میں نے وضو کیا اور نماز پڑھی اللہ عزوجل کی اطاعت کیلئے اور چکی پیسی آپ کی اطاعت اور بچوں کی خدمت کیلئے''۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

پر سوکن لانے کی تحریم

محبّ طبری کا قول ہے کہ روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں ان کی اجازت کے بغیر دوسرا نکاح حرام تھا۔

یہ بات انسانی فطرت میں شامل ہے کہ جب پہلی بیوی پر سوکن لائی جائے تو نہ صرف پہلی بیوی رنجیدہ ہوتی ہے بلکہ پہلی بیوی کے والدین کو بھی دُکھ اور صدمہ پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن کریم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں مومنوں کو ارشاد فرمایا:

"تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دو"۔

لیکن متقدمین آئمہ شوافع کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام صاحبزادیوں کی خصوصیت ہے نہ کہ فقط حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی۔

شیخ ابوعلی نے شرح التلخیص میں اسی بات کی تصریح کی ہے کہ:

Marfat.com

"بنات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نکاح کرنا حرام تھا"۔

ان کی یہ بات مندرجہ بالا قرآنی آیت کے عین مطابق ہے کیونکہ ایسا کرنے سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دلی تکلیف پہنچتی جبکہ ایسا کرنا قرآن کی رُو سے حرام تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس امر کے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کیونکہ آپ کو والدہ اور تمام ہمشیرگان کی وفات کی وجہ سے پریشانی اٹھانا پڑی اور اب آپ کا والد محترم کے سوا کوئی غم خوار نہ تھا۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا فقر و غنیٰ

ایک دفعہ بنو سلیم کے ایک بہت بوڑھے آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دین کے ضروری احکام و مسائل بتائے اور پھر ان سے پوچھا:

کیا تمہارے پاس کچھ مال ہے۔

انہوں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسم ہے اللہ کی بنو سلیم کے تین ہزار آدمیوں میں سے سب سے زیادہ غریب اور محتاج میں ہی ہوں،

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف دیکھا اور فرمایا:

تم میں سے کون اس مسکین کی مدد کرے گا؟

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اُٹھے اور کہا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس ایک اونٹنی ہے جو میں اس کو دیتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تم میں سے کون ہے جو اس کا سر ڈھانک دے؟

Marfat.com

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اُٹھے اور اپنا عمامہ اُتار کر نو مسلم اعرابی کے سر پر رکھ دیا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کون ہے جو اس کی خوراک کا بندوبست کرے؟''

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان صاحب کو ساتھ لیا اور ان کی خوراک کا انتظام کرنے لگے۔ چند گھروں سے دریافت کیا لیکن وہاں سے کچھ نہ ملا۔

آخر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا:

کون ہے؟

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ بیان کیا اور التجا کی:

اے اللہ تعالیٰ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاجزادی اور اس مسکین کی خوراک کا بندوبست کیجئے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آبدیدہ ہو کر فرمایا:

اے سلمان (فارسی رضی اللہ عنہ)، خدا کی قسم! آج سب کو تیسرا فاقہ ہے۔ دونوں بچے بھوکے سوئے ہوئے ہیں، لیکن سائل کو خالی ہاتھ نہ جانے دوں گی، جاؤ یہ میری چادر شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ چادر رکھ لو اور اس کے عوض اس مسکین کو کچھ خوراک دے دو۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اعرابی کو ساتھ لے کر شمعون کے پاس پہنچے اور اس سے تمام کیفیت بیان کی، وہ دریائے حیرت میں غرق ہو گیا، اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس واقعہ کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بے اختیار پکار اٹھا کہ:

''اے سلمان (فارسی رضی اللہ عنہ)، خدا کی قسم! یہ وہی لوگ ہیں جن کی خبر توریت میں دی گئی ہے۔ تم گواہ رہنا کہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا''۔

اس کے بعد کچھ غلہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو دیا اور چادر بھی واپس بھیج دی۔ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لائے تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے اناج پیسا اور جلدی سے اعرابی کے لئے روٹیاں پکا کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دیں، انہوں نے کہا:

''اے میرے آقا کی لختِ جگر! ان میں سے کچھ بچوں کیلئے بھی رکھ لیجئے!''

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

''اے سلمان (فارسی رضی اللہ عنہ)! جو چیز میں راہِ خدا میں دے چکی وہ میرے بچوں کیلئے جائز نہیں''۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روٹیاں لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ روٹیاں اعرابی کو دے دیں اور پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کے سر پر اپنا دستِ شفقت پھیرا۔ آسمان کی طرف دیکھا اور دُعا کی:

﴿یا الٰہی! فاطمہ رضی اللہ عنہا تیری بندی ہے اس سے راضی رہنا﴾

❁❁❁❁❁

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی

Marfat.com

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ساری رات ایک باغ سینچا اور اُجرت میں تھوڑے سے درہم حاصل کیے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کا ایک حصہ لے کر آٹا پیسا اور کھانا تیار کیا۔ عین کھانے کے وقت ایک مسکین نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا:

''میں بھوکا ہوں''

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ سارا کھانا اسے دے دیا پھر باقی اناج میں سے کچھ حصہ پیسا اور کھانا تیار کیا۔ اس مرتبہ ایک مشرک قیدی نے اللہ کی راہ میں کھانا مانگا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ سب کھانا بھی اس کو دے دیا، غرض سب اہل خانہ نے اس دن فاقہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ اس گھر کے قدسی صفات مکینوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

ترجمہ: ''اور وہ اللہ کی راہ میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں''

(سورۂ دھر)

❋❋❋❋❋

ایک دفعہ کسی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

چالیس اونٹوں کی زکوٰۃ کیا ہوگی؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

''تمہارے لئے صرف ایک اونٹ لیکن اگر میرے پاس چالیس اونٹ ہوں تو میں سارے ہی خدا کی راہ میں دے دوں''۔

❋❋❋❋❋

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ایک وقت کے فاقے کے بعد ہم سب کو کھانا میسر ہوا، والد بزرگوار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور میں کھا چکے تھے لیکن والدہ ماجدہ نے ابھی نہیں کھایا تھا۔ انہوں نے

Marfat.com

ابھی روٹی پر ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ دروازے پر ایک سائل نے صدا دی۔

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لڑکی میں دو وقت سے بھوکا ہوں، میرا پیٹ بھر دو"۔

والدہ محترمہ (فاطمہ رضی اللہ عنہا) نے فوراً کھانے سے ہاتھ اٹھالیا اور مجھ سے فرمایا:

"جاؤ یہ کھانا سائل کو دے آؤ، مجھے تو ایک ہی وقت کا فاقہ ہے اور اس نے دو وقت سے نہیں کھایا"۔

❁❁❁❁❁

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس طرح بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر سے واپس آئے اور حسبِ معمول سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ گھر میں ایک رنگین پردہ لگا ہوا ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چاندی کے کنگن ہاتھ میں پہنے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً واپس تشریف لے آئے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس طرح واپس چلے جانے سے بہت رنج ہوا اور وہ رونے لگیں، اتنے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ آ گئے اور رونے کا سبب پوچھا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سارا واقعہ بیان کیا، حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غالباً اس پردہ اور تمہارے کنگن دیکھ کر ناراض ہو گئے ہیں، یہ سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فوراً پردہ اور کنگن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیج دیئے اور کہلا بھیجا کہ میں ان چیزوں کو خیرات کرتی ہوں، آپ جس کو چاہیں عطا فرما دیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو فروخت کر کے ان کی قیمت اصحابِ صفہ پر صرف کر دی۔

Marfat.com

❀❀❀❀❀

ایک دفعہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک لونڈی کی درخواست کی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لونڈی عطا فرمانے سے انکار کر دیا، اسی واقعہ کو ایک محدث نے اس طرح بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ کہیں سے بہت سی لونڈیاں اور غلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے گھر جا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم گھر کے کام کاج کی شکایت کیا کرتی ہو آج موقع ہے اپنے والد ماجد سے ایک لونڈی مانگ لاؤ بہت سے لونڈی غلام آئے ہیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کاشانۂ نبوت میں تشریف لے گئیں۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں موجود نہ تھے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آنے کا سبب بیان کیا اور پھر کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں تو میری درخواست پیش کر دیجئے گا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے واقعہ بیان کیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات گئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے، دونوں میاں بیوی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آہٹ پا کر اٹھ بیٹھے اور کھڑے ہو کر خیر مقدم کرنا چاہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو'' یہ کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کے درمیان بیٹھ گئے اور فرمایا فاطمہ! تم نے جو چیز مجھ سے مانگی ہے اس سے بہتر ایک اور چیز میں تم کو بتاتا ہوں، تم جب سونے لگو تو 33 بار ''سبحان اللہ'' 33 بار ''الحمد للہ'' اور 34 بار ''اللہ اکبر'' پڑھ لیا کرو، یہ عمل تمہارے لئے خادم سے بہتر ہوگا۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ اس وقت تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی درخواست کو قبولیت کا شرف نہیں بخشا لیکن جنگِ خیبر کے بعد ایک لونڈی جس کا نام فضہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مرحمت فرما دی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ تم دونوں گھر کا کام برابر کرنا، دونوں مل کر چکی پیسنا اور جو چیز تم

Marfat.com

کھاؤ وہی اس کو کھلانا۔

❁❁❁❁❁

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر ایک سائل نے صدا دی کہ اہلبیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کپڑے کا سوال ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سوچا کہ اسے کون سا کپڑا عطا کیا جائے۔ فوراً ہی آپ کے ذہن میں قرآن کریم کا یہ حکم آ گیا:

"تم ہر گز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک خدا کی راہ میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو"۔

بس اللہ کا یہ حکم یاد آنے کی دیر تھی، آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے جہیز میں ملنے والی جو اعلیٰ قسم کی ایک قمیض تھی سائل کو عطا فرما دی۔

یہ ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت کا مقام۔ آج دنیا کی وہ کون سی عورت ہے جو اپنے جہیز میں ملنے والی سب سے اچھی چیز اللہ تعالیٰ کے نام پر دے دے جبکہ اسے شوہر کے گھر آئے ہوئے ابھی پہلا دن ہی ہوا ہو۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا علم

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے صرف اٹھارہ یا انیس احادیث مروی ہیں، اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے زیادہ عمر نہیں پائی اس لئے حدیث روایت کرنے کا زیادہ موقع نہیں ملا۔ ان سے حدیث روایت کرنے والوں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا، حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا اور ام رافع رضی اللہ عنہا شامل ہیں۔

امام دارالقطنی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث پر مشتمل ایک کتاب تیار کی تھی جس کا نام مسندِ فاطمہ رضی اللہ عنہا رکھا تھا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تفقہ فی الدین سے بھی بہرہ ور تھیں، مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ:

"ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں گوشت تناول فرما رہے تھے کہ نماز کا وقت آ گیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح نماز کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ارشاد سنا تھا کہ جس سے وہ سمجھی تھیں کہ آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس لئے انہوں نے

Marfat.com

حضور ﷺ کا دامن اقدس پکڑ کر عرض کی:

''ابا جان! وضو کر لیجئے''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''جانِ پدر! وضو کی ضرورت نہیں تمام اچھے کھانے آگ ہی پر تو پکتے ہیں''

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

''صاحبزادی! ذرا بتاؤ تو عورت کی سب سے اچھی صفت کونسی ہے؟''

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

''عورت کی سب سے اچھی صفت یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کو دیکھے''۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

کا اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی ہونے کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں بھی شامل تھیں، ان دونوں حیثیتوں میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنا جزوِ ایمان سمجھتی تھیں، وہ ہر کام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کیا کرتی تھیں، ہر عمل اس طرح سرانجام دیتیں جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرانجام دیا کرتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی مسئلہ، حکم یا ارشاد سن لیتیں تو اس کو حرزِ جان بنا لیتیں اور اسی کے مطابق عمل کرتیں۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراجعت کی خوشی میں یا خیر مقدم کے طور پر گھر کے دروازے پر نقشیں پردہ لٹکا دیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو چاندی کے کنگن پہنائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملنے تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر کے دروازے پر پردہ اور بچوں کے ہاتھ میں کنگن دیکھے تو گھر میں داخل ہوئے بغیر واپس تشریف لے گئے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا واپسی کا

Marfat.com

سبب سمجھ گئیں، انہوں نے فوراً پردہ چاک کر دیا اور بچوں کے ہاتھ سے کنگن اتار لئے، بچے روتے ہوئے نانا جان ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فرمایا:

''یہ میرے اہلِ بیت ہیں، میں نہیں چاہتا کہ یہ ان زخارف (زرق برق آرائش) سے آلودہ ہوں، ان کے بدلے فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے عصیب کا ہار اور نقرئی کنگنوں کی جگہ ہاتھی دانت کے دو جوڑے کنگن خرید لاؤ''

(ابوداؤد، نسائی)

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا شرم وحیا

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پردہ کی نہایت پابند تھیں اور ایمان کی ایک خاص صفت یعنی حیا حد درجہ تھا، ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

''بیٹا عورت کی سب سے اچھی صفت کون سی ہے''۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

''عورت کی سب سے اچھی صفت یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کو دیکھے''۔

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ایک نابینا صحابی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بھی اندر چلے گے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا انہیں دیکھ کر کوٹھڑی میں چھپ گئیں، جب وہ چلے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم چھپ کیوں گئیں، ابن ام مکتوم تو نابینا ہیں''۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

''بابا جان! نابینا تو وہ ہیں، میں تو ایسی نہیں ہوں کہ خواہ مخواہ غیر مرد کو دیکھا کروں''۔

Marfat.com

ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوئیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی لونڈی طلب کریں لیکن فرطِ حیا سے دل کی بات زبان پر نہ لاسکیں اور بغیر کچھ کہے واپس آ گئیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شرم وحیا کی انتہا یہ تھی کہ عورتوں کا جنازہ بغیر پردہ کے نکلنا آپ کو پسند نہ تھا، اسی بنا پر اپنی وفات سے پہلے وصیت کی کہ میرے جنازے پر کھجور کی شاخوں کے ذریعے کپڑے کا پردہ ڈال دیا جائے اور جنازہ رات کے وقت اٹھایا جائے تاکہ اس پر غیر مردوں کی نظر نہ پڑے۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باہمی محبت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بہت ہی زیادہ محبت تھی۔ اسی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے انتہا محبت تھی، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم تھے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر کسی کو اپنی اولاد سے محبت کرتے نہیں دیکھا، جب کبھی آپ سفر پر تشریف لے جاتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مل کر جاتے اور جب بھی سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آکر ملتے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازراہِ محبت کھڑے ہو جاتے اور شفقت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی نشست سے ہٹ کر اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ بھی کھڑی ہو جاتیں، محبت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک

Marfat.com

چومتیں اوراپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقہ سے ہیں تو جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

"صاجبزادی! یہ پہلا کھانا ہے جس کو تین دن کے بعد تیرا باپ کھائے گا۔"

طبرانی میں یہ اضافہ ہے:

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو کی روٹی کا ٹکڑا دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

"صاجبزادی یہ کیا ہے"

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

ابا جان! یہ ٹکیہ ہے جس کو میں نے پکایا تھا، میرے دل نے یہ گوارا نہ کیا کہ میں اکیلی یہ ٹکیہ کھالوں اس میں سے یہ ٹکڑا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائی ہوں۔

❀❀❀❀❀

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رخصت ہوتے اور سفر سے واپس تشریف لاتے تو خاندان بھر میں سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرتے پھر اپنے گھر میں تشریف لے جاتے۔

❀❀❀❀❀

بعض روایات میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہر رنج وراحت میں شریک ہوتے اور تقریباً ہر روز ان کے گھر جاتے اور ان کی خبر گیری

Marfat.com

کرتے کوئی تکلیف ہوتی تو اسے دُور کرنے کی کوشش فرماتے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھر میں فقر و فاقہ ہوتا تو صاحبزادی کے گھر میں بھی یہی کیفیت ہوتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھر میں کوئی چیز پکتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس میں سے کچھ نہ کچھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی ضرور بھجواتے، اگر کہیں سے کوئی کھانے پینے کی چیز آجاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس میں سے بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حصہ ضرور نکالتے اور ان کو بھجوادیتے۔ کہیں سے کپڑا آتا تو وہ بھی بقدر مناسب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھیجتے، اگر کہیں دعوت پر تشریف لے جاتے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھوکی ہوتیں تو میزبان کی اجازت سے ان کیلئے کچھ کھانا بھیج دیتے۔

❁❁❁❁❁

حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے۔ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ بات زیادہ پسند تھی کہ جب بھی سفر سے واپس ہوتے تو پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرماتے اس کے بعد اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے پھر ازواجِ مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے یہاں جاتے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملنے کیلئے تشریف لے گئے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے استقبال کیلئے گھر کے دروازے پر آگئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرۂ مبارک چومنا شروع کر دیا اور رونے لگیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رونے کا سبب پوچھا تو عرض کیا:

”آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ مبارک کا رنگ مشقت سے متغیر اور پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر رونا آ گیا“۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

"اے فاطمہ رضی اللہ عنہا گریہ وزاری نہ کر تیرے باپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے کام کے لئے بھیجا ہے کہ رُوئے زمین پر کوئی اینٹ اور گارے کا مکان اور نہ کوئی اُونی سوتی خیمہ بچے گا جس میں اللہ تعالیٰ یہ کام نہ پہنچادے اور یہ دین وہاں تک پہنچ کر رہے گا جہاں تک دن اور رات کی پہنچ ہے"۔

❁❁❁❁❁

غزوۂ خندق کے زمانے کی بات ہے روایت میں آتا ہے کہ ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے روٹی پکائی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی دن سے خندق کی کھدائی میں مصروف تھے، صاحبزادی کی محبت پر خوش ہو کر فرمایا، صاحبزادی! آج تین دن کے بعد یہ لقمہ مجھے ملا ہے۔

❁❁❁❁❁

غزوۂ احد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ بات (غلط) مشہور ہوگئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہوگئے ہیں۔ یہ جھوٹی خبر مدینے پہنچی تو خواتین فرطِ غم سے نڈھال ہوگئیں اور بے اختیار گھروں سے نکل پڑیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ان میں شامل تھیں، وہ میدانِ جنگ میں پہنچیں تو دیکھا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زخمی ہیں اور چہرۂ مبارک اور سر مبارک سے خون جاری ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ڈھال میں پانی بھر کر لے آئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا زخم دھونے لگیں، پانی ڈالنے سے خون زیادہ بہنے لگا، چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پانی ڈالنا بند کر دیا اور چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر اسے جلایا اور اسے زخم میں بھر دیا اس طرح خون بند ہو گیا۔

اس سلسلہ میں کچھ روایات اس قسم کی بھی ملتی ہیں:

ایک روایت اس طرح ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت

Marfat.com

میں میدان جنگ میں تشریف لے گئیں اور وہاں مجاہدین میں سے زخمیوں کو پانی پلاتی رہیں اوران کی مرہم پٹی کرتی رہیں۔

دوسری روایت یوں ہے کہ:

حضور ﷺ زخمی ہوئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے رُوئے مبارک کے زخم صاف کر کے مرہم پٹی کی۔

تیسری روایت اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ:

غزوۂ احد کے وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت کوتھوڑے ہی دن ہوئے تھے اور وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھے، اس کے باوجود حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضور ﷺ کے زخمی ہونے کی خبر سنتے ہی میدان جنگ میں پہنچ گئیں آپ ﷺ کے زخم دھوئے اور مرہم پٹی کی۔

❁❁❁❁❁

۸ھ میں نبی کریم ﷺ دس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ فتح مکہ کیلئے تشریف لے گئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی آپ ﷺ کے ساتھ مکہ گئیں، فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں ان کی موجودگی کا ثبوت اس روایت سے ملتا ہے:

''حضرت اُمِ ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب مکہ فتح ہوگیا اور حضور ﷺ ابھی مکہ ہی میں تھے کہ ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور رسول اللہ ﷺ کے بائیں جانب بیٹھ گئیں اور میں آپ کے دائیں جانب تھی پس ایک لونڈی ایک برتن لے کر آئی جس میں پینے کی کوئی چیز تھی۔ لونڈی نے وہ برتن آپ ﷺ کو دے دیا، حضور ﷺ نے تھوڑا سا پی لیا اور پھر مجھ کو دے دیا میں نے اس کو پی لیا اور پھر عرض کیا:

Marfat.com

''یارسول اللہ ﷺ میں روزہ سے تھی اور میں نے پی لیا''۔

آپ ﷺ نے پوچھا:

''کیا تم نے کوئی قضا روزہ رکھا تھا''

میں نے کہا: ''نہیں''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر یہ روزہ نفل تھا تو کچھ حرج نہیں''۔

❁❁❁❁❁

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی ﷺ میں کھلتے تھے، نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر حکم دیا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے سوا ایسے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا دروازہ باقی رکھا گیا۔

Marfat.com

ماؤں سے محبت

جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں جن کا ۱۰ نبوت کو مکہ مکرمہ میں انتقال ہو چکا تھا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں آئیں، اپنی شادی سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ان دونوں ماؤں کے ساتھ بڑے پیار اور محبت سے رہیں، آگے چل کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی اور عقد کیے۔ اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی ہو چکی تھی، تاہم ان کے اپنی تمام ماؤں کے ساتھ نہایت اچھے تعلقات تھے۔ سبھی ازواجِ مطہرات کے نزدیک ان کی بڑی قدر و منزلت تھی اور سبھی ان سے بہت محبت کرتی تھیں۔ خصوصاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ان سے خاص تعلق خاطر تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعدد فضائل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کے اہتمام میں خاص حصہ لیا۔ وہ خود بیان فرماتی ہیں۔

''عقد کے بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے ایک مکان تجویز کیا گیا۔ ہم نے بطحا کے کنارے سے نرم مٹی منگوائی اور اپنے ہاتھوں سے اس میں بچھائی، فرش تیار کیا،

Marfat.com

لیپائی کی، پھر کھجور کی چھال اپنے ہاتھوں سے مل کر دو تکیے تیار کیے، چھوہارے اور منقے دعوت میں پیش کیے، لکڑی کی ایک الگنی تیار کی تاکہ اس پر پانی کی مشک اور کپڑے لٹکائے جائیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیاہ سے اچھا بیاہ میں نے کوئی نہیں دیکھا"۔

شادی کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جس مکان میں گئیں اس میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں صرف ایک دیوار کا فاصلہ تھا۔ درمیان میں ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی جس سے کبھی کبھی باہم بات چیت ہو جاتی تھی۔

صحیح بخاری میں ہے کہ

"ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا لونڈی کی درخواست کیلئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئیں لیکن اتفاق سے باریابی نہ ہوئی تو وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی کو وکیل بنا کر واپس چلی گئیں"۔

❋❋❋❋❋

ایک مرتبہ ایک تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

"اے ہماری ماں یہ تو بتایئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟"

فرمایا: "فاطمہ رضی اللہ عنہا"

اسی طرح بہت سی روایات ہیں جن سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اپنی ماؤں کے ساتھ نہایت خوشگوار تعلقات تھے۔

Marfat.com

صلۂ رحمی

اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک کو دینی اصطلاح میں صلۂ رحمی کہتے ہیں، اسلام میں صلۂ رحمی کی بہت تاکید کی گئی ہے اور عزیز واقارب کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک سچی مومنہ تھیں اس لیے وہ اپنے تمام رشتہ داروں سے بہت محبت کرتی تھیں اور ان سے حسن سلوک اور احسان ومروت سے پیش آتی تھیں۔ اپنی ساس حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کو حقیقی ماں کی طرح جانتی تھیں اور دل وجان سے ان کی خدمت کرتی تھیں، خود حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ:

''جس قدر میری خدمت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کی ہے شاید ہی کسی بہو نے اپنی ساس کی اتنی خدمت کی ہو''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے 2 ہجری میں وفات پائی تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ بدر کے سلسلہ میں مدینہ منورہ سے باہر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے تو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر تشریف لے گئے۔ اس موقع پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ وہ قبر کے پاس بیٹھ کر رونے لگیں، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کپڑے سے ان کے آنسو پونچھتے جاتے

Marfat.com

تھے اور تسلی دیتے جاتے تھے۔

❁❁❁❁❁

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چچا تھے۔ آپ نے غزوۂ موتہ میں شہادت پائی، آپ کی شہادت کی خبر سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو شدید صدمہ ہوا۔ آپ ''ہائے میرے چچا'' کہہ کر روتی ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پُرنم آنکھوں سے فرمایا:

''بے شک جعفر رضی اللہ عنہ جیسے شخص پر رونے والیوں کو رونا چاہئے''۔

اس کے بعد فرمایا:

''فاطمہ رضی اللہ عنہا! جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کیلئے کھانا تیار کرو کیونکہ اسماء بنت عمیس (زوجہ حضرت جعفر) آج سخت غمزدہ ہیں''۔

غرض حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تمام رشتہ داروں کے ساتھ نہایت اچھے تعلقات تھے اور وہ ان سب کے ساتھ محبت اور خندہ پیشانی سے پیش آتی تھیں اور ان کے ہر دکھ سکھ میں شریک ہوتی تھیں اور آپ کے سب رشتہ دار بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بڑی قدر کرتے تھے اور ان سے بڑی محبت اور احترام کے ساتھ پیش آتے تھے۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا زہد و تقویٰ

ایک دفعہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں آٹھ پہر سے بھوکے تھے۔ شام کے قریب ایک تاجر کے اُونٹ آئے اسے اُونٹوں سے سامان اُتروانے کیلئے ایک مزدور کی ضرورت تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کام کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا اور رات گئے تک اونٹوں سے سامان اتارتے رہے۔ تاجر نے ایک درہم محنت کا معاوضہ دیا، کیونکہ رات زیادہ ہو چکی تھی اس لئے خورد و نوش کی دکانیں بند ہو چکی تھیں۔ تاہم ایک دکان سے جَو مل گئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک درہم کے جَو لے آئے۔

ادھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دیر سے راہ تک رہی تھیں، شوہرِ نامدار کو دیکھ کر باغ باغ ہو گئیں اور ان سے جَو لیے اور چکی میں پیسے پھر ان کو گوندھا، آگ جلائی اور روٹی پکا کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دی، جب وہ کھا چکے تو خود کھانے کو بیٹھیں، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد یاد آیا کہ "فاطمہ رضی اللہ عنہا دنیا کی بہترین عورتوں میں سے ہیں"۔

❁❁❁❁❁

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ سامنے سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور

Marfat.com

بالکل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑی ہوگئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے فاطمہ رضی اللہ عنہا ذرا قریب آؤ''۔

یہ ذرا قریب ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا:

''اے فاطمہ قریب ہو''۔

اس دفعہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور قریب ہوگئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالکل سامنے کھڑی ہوگئیں، اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چہرے پر زردی چھائی ہوئی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگلیاں پھیلائیں پھر اپنی ہتھیلی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سینے پر رکھی اور اپنا سر مبارک اٹھا کر فرمایا:

''اے میرے اللہ! بھوک کے پیٹ کو بھر دینے والے اور حاجت کو پورا کرنے والے اور گرے ہوئے کو بلند کرنے والے، فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھوکا نہ رکھ''۔

اس وقت میں نے دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چہرے پر جو پیلا پن تھا وہ جاتا رہا اور خون ظاہر ہوگیا۔ اس واقعہ کے چند دن بعد میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ

''اے عمران رضی اللہ عنہ مجھے اس وقت سے بھوک نے کبھی نہیں ستایا''۔

❋❋❋❋❋

ایک دفعہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تشریف لائیں اور روٹی کا ایک ٹکڑا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

''یہ کہاں سے آیا ہے؟''

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

''ابا جان! تھوڑے سے جو پیس کر روٹی پکائی تھی۔ جب بچوں کو کھلا رہی

Marfat.com

تھی خیال آیا کہ ابا جان کو بھی تھوڑی سی کھلا دوں، معلوم نہیں وہ کس حال میں ہوں۔
اے اللہ کے برحق رسول ﷺ یہ روٹی تیسرے وقت نصیب ہوئی“۔
حضور ﷺ نے روٹی تناول فرمائی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر فرمایا:
”اے میری بیٹی چار وقت کے بعد یہ روٹی کا پہلا ٹکڑا ہے جو تیرے باپ کے منہ میں پہنچا ہے“۔

❀❀❀❀❀

ایک دفعہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں، حضور ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے اپنے ایک جانثار حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور اپنی لختِ جگر کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، دروازے پر پہنچ کر داخلے کی اجازت مانگی، اندر سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آواز آئی:
”تشریف لایئے“۔
حضور ﷺ نے فرمایا: ”میرے ساتھ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بھی ہیں“۔
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:
”ابا جان! اس اللہ عزوجل کی قسم جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے، میرے پاس ایک عبا کے سوا کوئی دوسرا کپڑا نہیں ہے کہ پردہ کروں“۔
حضور ﷺ نے اپنی چادر مبارک اندر پھینک دی اور فرمایا:
”بیٹی اس سے پردہ کرلو“۔
اس کے بعد حضور ﷺ اور حضرت عمران رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کا حال پوچھا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ”ابا جان! شدتِ درد سے بے چین ہوں اور بھوک سے نڈھال ہوں کہ گھر میں کھانے کو

Marfat.com

کچھ نہیں"۔

حضور ﷺ نے فرمایا: اے میری بیٹی! صبر کر، میں بھی آج تین دن سے بھوکا ہوں، اللہ تعالیٰ سے میں کچھ مانگتا وہ ضرور مجھے عطا کرتا لیکن میں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔

پھر حضور ﷺ نے اپنا دست شفقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پشت پر پھیرا اور فرمایا:

"اے لختِ جگر! دُنیا کے مصائب سے دل شکستہ نہ ہو تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو"۔

❀❀❀❀❀

ایک دن نبی کریم ﷺ کے خانۂ اقدس میں کھانے کو کچھ نہ تھا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھی یہی حال تھا، حضور ﷺ بھوک کی حالت میں کاشانۂ اقدس سے باہر نکلے، راستے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مل گئے، اتفاق سے وہ بھی اس دن فاقے سے تھے، حضور ﷺ ان دونوں کو ساتھ لے کر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے، اس وقت حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کھجوروں کے باغ میں کام کر رہے تھے اور گھر میں کھانے کو کوئی چیز نہ تھی۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی زوجۂ محترمہ نے حضور ﷺ کو اہلاً و سہلاً کہا، حضور ﷺ نے پوچھا:

"ابوایوب انصاری کہاں ہے؟"

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا باغ مکان کے بالکل قریب تھا۔ انہوں نے نبیٔ رحمت ﷺ کی آواز سنی تو کھجوروں کا گچھا توڑ کر بے تابانہ دوڑتے ہوئے گھر پہنچے اور یہ گچھا مہمانوں کی خدمت میں پیش کیا۔ اسکے ساتھ ہی فوراً ایک بکری

Marfat.com

ذبح کی، آدھے گوشت کا سالن پکوایا اور آدھے کے کباب بنوائے اور حضور ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔

حضور ﷺ نے ایک روٹی پر کچھ گوشت رکھ کر فرمایا:

''اسے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھیج دو اس پر کئی دن کا فاقہ ہے''۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے تعمیلِ ارشاد کی، حضور ﷺ نے اپنے رفقائے کرام کے ساتھ کھانا کھایا، پُر تکلف کھانا کھاتے ہوئے حضور ﷺ پر رِقت طاری ہو گئی اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن بندوں سے دنیاوی نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا''۔

❀❀❀❀❀

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اکرم ﷺ نے میرے پاس آ کر دریافت فرمایا:

''میرے دونوں بیٹے حسن اور حسین کہاں ہیں؟''

میں نے عرض کیا:

''ابا جان! آج صبح ہمارے گھر میں کھانے کیلئے کوئی چیز نہ تھی۔ علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میں ان دونوں بچوں کو لے کر فلاں یہودی کے پاس جا رہا ہوں اس لئے کہ ایسا نہ ہو کہ بچے کھانے کیلئے روئیں''۔

رسول اللہ ﷺ اس طرف تشریف لے گئے، دیکھا کہ دونوں بچے ایک حوض کے پاس کھیل رہے ہیں اور ان کے قریب چند کھجوریں پڑی ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے علی! اس سے پہلے کہ دھوپ تیز ہو جائے ان بچوں کو گھر لے

Marfat.com

جاؤ"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح سے گھر میں کھانے کو کچھ نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑی دیر کیلئے تشریف رکھیں میں درخت سے گری ہوئی کھجوریں فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے بھی چن لوں"۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ دیر کیلئے رک گئے اور اس اثنا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرے لئے کھجوریں چن کر ایک کپڑے میں ڈال دیں اور چل پڑے، بچوں میں سے ایک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھالیا اور ایک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اور اسی طرح سب گھر پہنچے۔

❁❁❁❁❁

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم پر کئی دن ایسے گزر گئے کہ نہ تو ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز تھی اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس، اسی زمانے میں ایک دن میں کہیں جارہا تھا کہ راستے میں ایک دینار پڑا ملا، تھوڑی دیر میں نے سوچا کہ اسے اٹھاؤں یا نہ اٹھاؤں۔ آخر میں نے اسے اٹھالیا کیونکہ سخت مصیبت میں مبتلا تھا۔ اسے لے کر ایک دکاندار کے پاس آیا اور آٹا خرید کر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے گیا اور ان سے کہا، اسے گوندھو اور روٹی پکاؤ انہوں نے آٹا گوندھنا شروع کیا۔ اس وقت بھوک کی وجہ سے ان کی کمزوری کی یہ کیفیت تھی کہ کمر جھک گئی تھی اور ان کی پیشانی کے بال لگن تک پہنچ رہے تھے۔ بہر حال انہوں نے جوں توں کر کے آٹا گوندھا اور روٹی پکالی۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اسے کھالو اللہ تعالیٰ نے تم کو یہ رزق دیا ہے"۔

❁❁❁❁❁

Marfat.com

ایک دن نبی کریم ﷺ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے دیکھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اونٹ کی کھال کا لباس پہنے ہوئے اور اس میں بھی تیرہ پیوند لگے ہوئے ہیں، وہ آٹا گوندھ رہی ہیں اور زبان پر کلام اللہ کا وِرد جاری ہے۔ حضور ﷺ یہ منظر دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا:

"فاطمہ رضی اللہ عنہا! دنیا کی تکلیف کا صبر سے خاتمہ کر اور آخرت کی دائمی مسرت کا انتظار کر۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نیک اجر دے"۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی راست بازی

قرآنِ کریم اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں راست بازی کی بہت تاکید آئی ہے۔ ایک کافی طویل حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک آدمی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھ میں بہت ساری برائیاں پائی جاتی ہیں۔ آپ حکم کریں میں صرف ایک برائی چھوڑ سکتا ہوں۔ مجھے شراب نوشی کی عادت ہے، جوئے کی عادت ہے، چوری کی عادت ہے، جھوٹ بولنے کی عادت ہے اور زنا کرنے کی عادت ہے وغیرہ۔ میں ساری برائیاں تو چھوڑ نہیں سکتا۔ البتہ! اگر آپ مجھے مسلمان کرنا چاہتے ہیں تو میں ان میں سے کوئی ایک برائی چھوڑ دوں گا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم صرف جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ چنانچہ جب وہ شراب پینے لگا تو اس کے دِل میں خیال آیا کہ چونکہ میں نے جھوٹ نہ بولنے کا وعدہ کیا ہوا ہے لہٰذا جب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤں گا اور آپ مجھ سے دریافت فرمائیں گے تو مجھے سب کے سامنے یہ بات بتانا پڑے گی کہ میں نے شراب پی تھی۔ یہ سوچ کر اس نے شراب کا جام رکھ دِیا اسی طرح جو جو برے کام وہ کرنے لگتا تو اسے جھوٹ نہ بولنے کا وعدہ یاد آجاتا اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سامنے شرمندگی

Marfat.com

اٹھانے کا ڈر سامنے آجاتا، حتیٰ کہ اس نے صرف اور صرف سچ بولنے کے وعدے پر ساری برائیاں چھوڑ دیں۔

تو عزیز بہنو اور بھائیو! راست بازی ایک ایسی عادت ہے جس کی وجہ سے تمام برائیاں دُور ہو جاتی ہیں۔

حضور پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ:

''سچائی اختیار کرو کہ صدق بیانی اور راست گوئی نیکی کی راہ دِکھاتی ہے اور نیکی بہشت میں لے جاتی ہے''۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا راست گوئی کا پیکر مجسم تھیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''مارایت احد کان اصدق لهجه من فاطمة الاان یکون الذی ولدها صلی اللّٰه علیه وسلم''

ترجمہ: ''میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو صادق القول نہیں دیکھا سوائے ان کے والد محترم ﷺ کے''۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں:

''ولا اقول مااقول غلطا ولاافعلماافعل شططاً''

ترجمہ: ''میں نے کبھی کوئی غلط بات نہیں کہی اور کبھی کوئی برا عمل نہیں کیا''۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آپ کے پیارے والدِ محترم خاتم النبین ﷺ کا فرمان ہے کہ:

''علی او تیت لا یوتی احد ولا آنا
اوتیت شهرا مثلی ولم اوت انا مثلی

Marfat.com

اوتیت صدیقه مثل بنتی ولم اوت مثلها

و اوتیت الحسن و الحسین من صلبك ولم

اوت مثلهما ولاختم منی وانا منکما"

ترجمہ: "یاعلی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تجھ کو تین باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ کسی اور کو نہیں ملیں اور وہ مجھ کو بھی نہیں ملیں:

ا۔ تجھ کو سسر مجھ سا ملا اور مجھے تجھ سا نہیں ملا۔

۲۔ تجھ کو صدیقہ جیسی میری بیٹی زوجہ ملی ہے مجھ کو ویسی نہیں ملی ہے۔

۳۔ تجھ کو حسن و حسین جیسے فرزند عطا ہوئے اور مجھ کو ان جیسے نہیں ملے اور البتہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں"۔

(ارجح المطالب، ص۔317)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جب وصال ہو گیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کی پوری زندگی کی شہادت "ایتها الصدیقة" کہہ کر دی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے دُعا کیلئے ہاتھ اُٹھاتے تو آپ یہ دُعا فرماتے:

"وصل علی الصدیقة الطاهرة فاطمة الزهراء سیدة نساء العالمین"

ترجمہ: "بارالٰہا! اور سلامتی نازل فرما صدیقہ طاہرہ، فاطمۃ الزہرا، سیدہ نساء عالمین پر"۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
کی عبادت گزاری

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''میری والدہ محترمہ جمعہ کی راتوں کو محراب عبادت میں قیام وقعود سے گزارتی تھیں حتیٰ کہ صبح کا نور پھیلتا اور میں سنتا کہ آپ مومنین اور مومنات کیلئے بکثرت دُعائیں کرتی ہیں اور اپنے نفس کیلئے کچھ نہیں مانگتیں''

میں نے ان سے پوچھا:

''امی جان! جس طرح آپ دوسروں کیلئے طلبِ حاجات کرتی ہیں اپنے لئے اس طرح دُعا نہیں کرتیں''

آپ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا:

''اے بیٹے! پہلے ہمسایوں کی بہتری چاہو پھر اپنے لئے''

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''اولین وآخرین میں فاطمہ سیدہ نساء عالمین ہیں۔ جب محرابِ عبادت میں کھڑی ہوتی ہیں تو ملائکہ مقربین ان پر سلام بھیجتے ہیں اور پکارتے ہیں کہ:

''یافاطمة ان اللہ اصطفیك وطهرك واصطفك

Marfat.com

علی نساء العالمین"

ترجمہ: "اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! بے شک اللہ نے آپ کو نساء عالمین میں سے پاک وطاہر کیا اور برگزیدہ بنایا"۔

(روضۃ الواعظین)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چکی پیستی جاتی تھیں اور قرآنِ حکیم کی تلاوت کرتی جاتی تھیں۔ کلامِ اللہ میں جب کوئی نقطہ تشریح طلب ہوتا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ لیا کرتی تھیں۔ اسی لئے آپ کو قرآن پاک پر اتنا عبور حاصل تھا کہ آپ فرماتی ہیں کہ:

"الحمد للّٰہ الذی لم یجعلنی جاحدا لشیٍّ من کفابہ"

ترجمہ: "سب تعریف اللہ کی جس نے مجھے اپنی کتاب کے کسی نکتہ سے حیران نہیں کیا"۔

واقعی قرآن مجید کی تنزیل، تاویل اور تفسیر مدینۃ العلم کی لختِ جگر سے زیادہ کون سمجھ سکتا تھا۔

جب کلام اللہ میں عذابِ دوزخ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

"وان جھنم لموعدھم اجمعین" تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شدت سے روئے، اتنا روئے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ کیفیت دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی رونے لگے۔ کسی کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رونے کا سبب معلوم نہ تھا۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت تھی کہ پیاری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر ہمیشہ خوش ہوتے تھے۔

لوگوں نے تجویز کیا کہ:

Marfat.com

"کسی طرح خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کو بلا لائیں تا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گریہ کم ہو"۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے، دیکھا کہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا چکی پیس رہی ہیں اور ساتھ ساتھ قرآن پاک پڑھ رہی ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہا نے صورتِ حال بتائی اور درخواست کی کہ:

"رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چلیں"۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر اُٹھیں، ایک کمبل اوڑھا جس میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

یہ دیکھ کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا دل بھر آیا اور فرمایا:

"قیصر و کسریٰ ریشم و حریر کا لباس پہنیں اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے لباس میں اتنے پیوند ہوں"۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پہنچیں اور گزارش کی:

"ابا جان! کس چیز نے آپ کو رُلایا ہے"۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ آیت پڑھی۔ آیت سنتے ہی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خوفِ خدا سے گر پڑیں۔ بار بار آیت کو پڑھتی رہیں اور روتی رہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے زمانہ طفولیت ہی سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادتوں کا مشاہدہ کرتی تھیں۔ اس لئے آپ فطری طور پر سب سے زیادہ عبادت کی طرف راغب تھیں چنانچہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

"اس اُمت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی نے عبادت نہیں کی۔ راتوں کو نماز میں اتنی دیر کھڑی رہتیں کہ پاؤں متورم ہو جاتے تھے"۔

Marfat.com

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''والدہ محترمہ مسجدِ بیت کی محراب میں صبح صادق تک برابر مصروفِ عبادت رہتی تھیں اور میں سنا کرتا تھا کہ مومنین اور مومنات کیلئے تو بکثرت دُعائیں فرماتی ہیں لیکن اپنے حق میں کچھ نہیں مانگتیں''۔

ایک مرتبہ میں نے گزارش کی:

''اے اماں جان! کیا وجہ ہے کہ آپ دوسروں کیلئے تو دُعا کرتی ہیں لیکن اپنے لئے کچھ نہیں مانگتیں؟''

آپ نے فرمایا:

''بیٹا پہلے جوار پھر دار یعنی پہلے ہمسایوں کی سلامتی چاہو پھر اپنے لئے امن وعافیت کی درخواست کرو''۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا صبر

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کے اہلِ بیت اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پاکیزہ زندگیوں پر نظر ڈالی جائے تو بے مثال صبر کی مثالیں سامنے آتی ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پوری زندگی صبر وقناعت، تسلیم ورضا کی زندگی ہے۔ آپ کی ساری عمر تنگدستی میں بسر ہوئی جس کا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر اعتراف بھی کیا، مگر آپ کبھی بھی افلاس وعسرت سے رنجیدہ نہ ہوئیں۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ آپ تین تین دِن فاقے سے ہوتیں مگر مجال ہے کہ شکوے شکایت کا ایک لفظ بھی آپ کی زبان پر آتا۔ جو کچھ گھر میں کھانے کیلئے میسر ہوتا آپ بصد شکر وامتنان اسے قبول کرلیتیں۔ یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کا ہی اثر تھا کہ ایک مرتبہ کسی عورت نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ:

"اگر کسی کے پاس چالیس اونٹ ہوں تو ان پر کتنی زکوٰۃ واجب ہے؟"

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"اگر میرے پاس ہوں تو چالیس کے چالیس اور اگر کسی اور کے پاس ہوں تو چالیس میں سے ایک"

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دِن نبی

Marfat.com

کریم ﷺ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما ہوئے۔ دیکھا کہ بیٹی آٹا گوندھ رہی ہے۔ زبان پر کلام اللہ جاری ہے اور لباس میں تیرہ پیوند لگے ہیں۔

حضور پاک ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا:

''فاطمہ! دُنیا کی تکلیف کا صبر سے خاتمہ کر اور آخرت کی خوشی کا انتظار کر''۔

ایک دفعہ حضور پاک ﷺ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور دیکھا کہ اُنہوں نے اُونٹ کی پشم کا ایک موٹا سا کپڑا پہن رکھا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے فاطمہ! آج دارِ دُنیا میں مشقت اور تنگیٔ معاش پر صبر کرتا کہ قیامت کے دِن جنت کی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہو''۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور قرآن

مفسرینِ کرام کے بیان کے مطابق قرآنِ مجید میں مندرجہ ذیل آیات مقدسہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت وعظمت کا بیان ہے۔

ا۔ آیتِ مباہلہ:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خود بھی اس پر ناز ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ "میں وہ ہوں جس کے متعلق کتابِ عزیز میں کہا گیا ہے: کہ (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کہ) ہم اپنے بیٹے بلائیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم اپنی خواتین کو لائیں تم اپنی عورتوں کو لاؤ"۔

بنو نجران نصاریٰ کا ایک قبیلہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اہلِ نجران نے مشورے کے بعد چودہ آدمیوں کو بطور نمائندہ مدینہ منورہ روانہ کیا۔ ان میں سے تین خاص طور پر مشہور ہیں:

ا۔ عبدالمسیح

۲۔ ایہم

۳۔ ابوحارثہ بن علقمہ

Marfat.com

عبدالمسیح امیر قوم تھا اور صائب الرائے مانا جاتا تھا۔

ایہم آزمودہ کار اور ان کے سیاہ وسپید کا مالک تھا۔

ابو حارثہ اسقفِ اعظم اور محکمہ تعلیم کا افسرِ اعلیٰ تھا۔

عبدالمسیح کا عقیدہ تھا کہ مسیح علیہ السلام ہی عالمین کا ربّ ہے۔

ایہم انہیں ابن اللہ سمجھتا تھا۔

ابو حارثہ کے نزدیک تینوں ہی خدا تھے۔

جب یہ وفد مدینہ منورہ پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ عصر سے فارغ ہوئے تھے۔ آپ نے وفد کو نہایت عزت کے ساتھ مسجد میں ٹھہرایا اور مہمان نوازی میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ جب ان کی عبادت کا وقت آیا تو مسجد میں انہی کے طریق پر نماز ادا کرنے کی اجازت دی۔

دوسرے دن گفتگو کے لئے مجلس آراستہ ہوئی۔ چونکہ نصاریٰ کے تینوں گروہ مختلف العقائد اور مختلف جماعتوں کے نمائندے تھے۔ تینوں الگ الگ باتیں کرنے لگے۔ عبدالمسیح نے قرآن مجید سے استدلال کیا اور کہا کہ:

''مسیح علیہ السلام مُردے زندہ کرتے اور ناقابل علاج بیماریوں کو اچھا کرتے، غیب کی خبریں دیتے تھے۔ مٹی کا پرندہ بنا کر اس میں روح پھونک دیتے تھے۔ اگر وہ خدا نہیں تھے تو اُنہیں خدائی قدرتیں کیسے حاصل ہوئیں''

ایہم نے کہا:

''چونکہ مسیح علیہ السلام نے گہوارہ میں کلام کیا تھا اور بنی آدم میں سے اور کسی نے نہیں کیا۔ لہٰذا وہ ضرور ابن اللہ ہیں''

ابو حارثہ نے کہا:

مسیح علیہ السلام تین معبودوں میں سے ایک ہیں کیونکہ قرآن میں ہے کہ ہم

Marfat.com

نے حکم دیا، ہم نے پیدا کیا۔ اگر خدا واحد ہوتا تو صیغۂ واحد میں گفتگو کرتا"۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استدلال کیا لیکن وہ اپنی ضد سے باز نہ آئے اور کہنے لگے:

"اچھا بتایئے، مسیح کا باپ کون تھا؟"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"صبر کرو جواب دیتا ہوں"

گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی کے منتظر تھے چنانچہ اس سوال کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ ذیل میں ان کا ترجمہ دیا جاتا ہے۔

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ حضرت آدم علیہ السلام کے مشابہ ہے کہ ان کا قالب مٹی سے تیار کیا پھر اسے حکم دیا کہ ہو جا اور وہ ذی حیات بن گیا، یہ حقیقت آپ کے پروردگار کی طرف سے ہے سو آپ شک کرنے والوں میں نہ ہوں، پس جو کوئی علم واقعی آنے کے بعد بھی آپ سے کٹ حجتی کرے تو آپ ایسے لوگوں سے کہہ دیں کہ تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں۔ تم اپنی عورتوں کو بلاؤ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں۔ تم اپنے نفس بلاؤ ہم اپنے نفس بلاتے ہیں، پھر سب مل کر اللہ کی بارگاہ میں التجا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں"۔

(سورۃ آلِ عمران)

آپ نے یہ آیات پڑھ کر سنائیں مگر وہ اسلام پر مائل نہ ہوئے آپ نے فرمایا:

Marfat.com

''پھر ارشادِ الٰہی کے مطابق مباہلہ کیلئے آمادہ ہو جاؤ''۔

انہوں نے کہا:

''ہم کل مشورہ کر کے آئیں گے''۔

دوسرے دن وہ ہر سال جزیہ دینے پر آمادہ ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو بندر اور سور بن جاتے۔

۲۔ آیتِ تطہیر:

یہ آیتِ مبارک حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوئی واقعہ یہ ہے کہ:

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی کساء کے اندر داخل کیا اور فرمایا:

''یا اللہ! یہ میرے اہلِ بیت یا میرے خاص الخاص ہیں ان سے ہر قسم کی نجاست دُور رکھ اور ان کو پاک وصاف کر دے۔''

اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیتِ تطہیر لے کر آئے۔

''اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا''

۳۔ آیتِ ابرار:

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت امام

Marfat.com

حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کی عیادت کیلئے تشریف لائے ان سب نے کہا:

''یا ابا الحسن اگر آپ اپنے فرزندوں کے لئے نذر مانتے تو بہتر تھا''۔

یہ سننا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی کنیز نے دونوں بچوں کی صحت یابی پر تین تین روزے رکھنے کی نذر مانی۔ پس جب وہ دونوں صاحبزادے صحت یاب ہو گئے، سب نے مل کر روزے رکھے۔ ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا جو کہ افطار کے لئے کام آتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شمعون خیبری یہودی سے جَو کے تین پیمانے قرض لئے، ان میں سے ایک پیمانہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پیس کر پانچ روٹیاں پکائیں۔ جب افطار کیلئے رکھیں تو ایک سائل نے آ کر صدا کی:

''السلام علیکم اہلِ بیتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، میں ایک مسلمان مسکین ہوں مجھے کچھ کھلائیں خدا آپ کو جنت کی نعمتوں سے سیراب کرے''۔

سب نے اپنا کھانا بخش دیا اور پانی سے افطار کر کے سو رہے۔

دوسرے دن پھر روزہ رکھا، جب شام ہوئی، افطار کے لئے طعام تیار کیا گیا۔ ایک سائل نے آواز دی:

''میں یتیم ہوں''

یہ سن کر سب نے اپنا کھانا اس یتیم کو دے دیا اور خود پانی سے افطار کر کے سو رہے۔

اسی طرح تیسرے روز کی افطاری ایک قیدی کو عطا کی۔ جب صبح ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے دونوں صاحبزادوں کا ہاتھ پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ دونوں بچے بھوک کی شدت سے کانپ رہے تھے۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا:

''ان کی یہ کیا حالت ہے جس سے مجھے دکھ ہو رہا ہے''۔

پھر حضور ﷺ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو محرابِ عبادت میں دیکھا کہ ان کا پیٹ کمر سے لگا ہوا ہے۔ ان کی آنکھوں میں ضعف سے حلقے پڑے ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ کو یہ دیکھ کر نہایت ملال ہوا۔ اتنے میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور کہا:

''یا محمد ﷺ، اللہ تعالیٰ آپ کو اہلِ بیت کی نسبت مبارک دیتا ہے اور یہ سورۂ مبارکہ تلاوت کی''۔

جب پوچھا گیا کہ جنت کے ساتھ حریر کے کیا معنی ہیں؟

تو کہا گیا، اس کے معنی ہیں: ان کے ایثار و صبر اور بھوک و عسرت کے باوجود جو کچھ انہوں نے عطا کیا ہے اس کی جزا۔

۴۔ سورۂ والضحیٰ

آیت: ولسوف يعطيك ربك فترضىٰ

۵۔ سورۂ حٰم سجدہ

آیت: تتحافى جنوبهم من مضاجع

۶۔ سورۂ ابرہیم

آیت: كلمة طيبة الشجرة

۷۔ سورۂ شوریٰ

آیت: قل لا اسئلكم عليه اجرا

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور احادیث

1۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"دنیا بھر کی عورتوں میں سے صرف ان چار کے فضائل معلوم کرنا تیرے لئے کافی ہے"۔

۱۔ مریم علیہا السلام بنت عمران
۲۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد
۳۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۴۔ آسیہ رضی اللہ عنہا بنتِ مزاحم (زنِ فرعون)

2۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے:
"فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا جگر پارہ ہے۔ جس نے اسے ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی"۔

(صحیح بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ:
"جس نے اسے ناخوش کیا اس نے مجھے ناخوش کیا۔ جس نے اسے خشم آلود کیا اس نے مجھے غضبناک کیا"۔

Marfat.com

3۔ بخاری و مسلم کی ہی ایک اور روایت میں ہے کہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

''تم جنتی عورتوں کی سردار ہو یا اس اُمت کی عورتوں کی سردار ہو''۔

4۔ ترمذی کی ایک روایت ہے کہ:

''حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں''۔

5۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مسکن پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں، تم، اور یہ سونے والے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور وہ دونوں یعنی حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے''۔ (مستدرک)

6۔ ترمذی جلد دوم صفحہ 388 کے حوالے سے ایک حدیثِ پاک پیشِ خدمت ہے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ جس کا اگر تم دامن پکڑو گے تو میرے بعد ہر گز گمراہ نہ ہو گے۔ ان دونوں میں سے ایک دوسرے سے بڑا ہے۔

ا۔ اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید

۲۔ اور میری عترت یعنی اہلِ بیت

7۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

''اللہ سے محبت رکھو اس لئے کہ وہ تم کو اپنی نعمتوں سے غذا دیتا ہے اور مجھ سے اللہ کی محبت کی وجہ سے محبت رکھو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت رکھو''۔ (جامع ترمذی)

8۔ بخاری شریف، مسلم شریف، سنن ابوداؤد شریف اور جامع ترمذی راوی ہیں کہ:

''سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ عزیز تھیں''۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سفر سے واپس آتے تو پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گلا چومتے اور فرماتے کہ:

''میں اس سے بُوئے بہشت سونگھتا ہوں'' (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا)

(المودۃ القربی)

9۔ جب یہ آیت نازل ہوئی ان اللّٰہ و ملائکۃ یصلون علی النبی.....

ترجمہ: اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے گزارش کی:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام کس طرح بھیجیں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اس طرح کہا کرو!

اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد کماصلیت علیٰ ابراھیمâ - -.......... صحیح بخاری)

10۔ جمیع بن عمیر تمیمی سے روایت ہے کہ میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ حضرت

Marfat.com

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک عورتوں میں کون زیادہ محبوب ہے؟''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''﴿حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا﴾''

پھر پوچھا گیا:

''اور مردوں میں''

تو انہوں نے جواب دیا:

''ان کے شوہر ﴿حضرت علی رضی اللہ عنہ﴾''

(جامع ترمذی)

11۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں شجرِ رسالت ہوں، علی اس کی شاخیں، فاطمہ اس کے ورق اور حسن وحسین اس کا ثمرہ ہیں''۔ (ریاحین الشریفۃ)

12۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں، فاطمہ رضی اللہ عنہا اور علی رضی اللہ عنہ اور وہ شخص جو ہم سے محبت رکھتا ہو گا، قیامت کے دن اکٹھے ہوں گے۔ ہم اکٹھے کھائیں گے اور اکٹھے پئیں گے یہاں تک کہ لوگوں کو الگ الگ کر دیا جائے گا، لوگوں میں سے ایک اس شخص کے پاس آئے گا اور کہے گا کہ تیرے اعمال کے عرض وحساب کا کیا بنا؟ تو وہ جواب دے گا کہ جس طرح آسانی والوں کے ساتھ کیا گیا میں اسی وقت جنت میں داخل ہوا تھا''۔

﴿طبرانی﴾

Marfat.com

13۔ حضرت زینب بنتِ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے ایک پہلو میں، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دوسرے پہلو میں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دامنِ شفقت میں بٹھا کر فرمایا:

"اے اہل بیت تم پر اللہ، جو کہ حمید اور مجید ہے کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں"۔

14۔ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں تشریف فرما تھے کہ خادمہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کھڑے ہو کر میرے اہل بیت کا استقبال کرو"۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے دونوں شہزادوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آ چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں بچوں کو گود میں لے لیا اور ایک ہاتھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے ہاتھ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پکڑ کر چوما۔

15۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے فاطمہ رضی اللہ عنہا تجھے میری یہ وصیت سننے سے کوئی امر مانع نہ ہو کہ تو کہتی رہا کر کہ:

"یا حَیُّ یا قَیُّوم میں تیری رحمت کے ساتھ تجھ سے مدد چاہتی ہوں مجھے لحہ بھر کے لئے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر اور میرے تمام اُمور کو درست فرما"۔

16۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

شادی کی صبح تیار ہو کر پہنچیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

"اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! تیرا شوہر دنیا میں سردار اور آخرت میں صالحین میں سے ہے"۔

17۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تو صبح و شام یہ وظیفہ پڑھے:

"اے زندہ، اے قائم، میں تیری رحمت سے استغاثہ کرتی ہوں کہ تُو میرے ہر معاملے کو درست فرما دے اور مجھے لمحہ بھر کیلئے بھی میرے نفس کے حوالے نہ فرما"۔

18۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے فاطمہ رضی اللہ عنہا، اللہ جل شانہ نے تیری شادی بہترین شوہر سے کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی"۔

ابن سعد رضی اللہ عنہ نے اسے مرسلاً روایت کیا ہے۔

19۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اے فاطمہ رضی اللہ عنہا، اللہ سے خرید، خواہ کھجور کی گٹھلی کے بدلے ہی سہی"۔

20۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے فاطمہ رضی اللہ عنہا، کیا تو نہیں چاہتی کہ قیامت کے روز تجھے مومن عورتوں کی سردار کے طور پر لایا جائے"۔

21۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے فرمایا۔

Marfat.com

''بلاشبہ اللہ جل شانہٗ تیری رضا سے راضی اور تیری ناراضگی سے ناراض ہوتا ہے۔''

22۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے (دیگر نکاح کیلئے) پیغام بھیجا، یہ خبر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی تو انہوں نے یہ معاملہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا۔ جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کیلئے (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے) جائز نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دے۔

﴿طبرانی﴾

23۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جنت میں فاطمہ (رضی اللہ عنہا)، علی (رضی اللہ عنہ)، حسنین کریمین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ایک سفید قبہ میں ہونگے جسے عرشِ الٰہی نے ڈھانپ رکھا ہوگا''۔

ابن عساکر نے اس روایت کو انتہائی ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے بلکہ اس کے موضوع ہونے کا بھی قول کیا گیا ہے البتہ بخاری اور ابوداؤد نے اسے معناً روایت کیا ہے۔

24۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری اولاد کو عذاب نہیں دے گا''۔

﴿طبرانی، جمع الجوامع﴾

25۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

"بے شک فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عفت و پاکیزگی کے باعث اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ کی اولاد پر آگ حرام کر دی"۔

طبرانی اس کی سند کو ضعیف قرار دیتے ہیں لیکن مسند بزار میں اس قسم کی ایک حدیث منقول ہے جس سے تقویت پا کر یہ حسن ہو گئی ہے۔ البتہ حاکم نے اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔

یہاں آگ سے مراد جہنم کی آگ ہے جو آپ کی بیٹوں کے حق میں مطلقاً حرام ہے۔

پس حدیث پاک صرف آپ رضی اللہ عنہا کی اولاد پر محمول ہے۔ ابو کریب رضی اللہ عنہ اور حضرت علی بن موسیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے بھی اس کی یہی تشریح ہوتی ہے۔

حضرت زید بن موسیٰ الکاظم رحمۃ اللہ علیہ نے مامون کے خلاف جب خروج کیا تو اس نے آپ پر غلبہ پانے کے بعد آپ کو آپ کے بھائی علی رضا کے پاس بھیجا۔ انہوں نے آپ کو ملامت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"زید! تجھ تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانِ عالیشان نہیں پہنچا کہ جب خون بہائے جائیں گے۔ راستے کاٹے جائیں گے اور حرام مال حاصل کیا جائے گا"۔

انہوں نے کہا تیری ہمت بند ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

"فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پاکبازی کے باعث اللہ نے ان پر اور اُن کی اولاد پر آگ حرام کر دی ہے اور یہ فقط ان کے بطنِ مبارک سے پیدا ہونے کی صورت میں ہے"۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ اور خطیب نے محمد بن یزید سے روایت کیا ہے کہ "میں بغداد

Marfat.com

میں تھا کہ انہوں نے کہا کہ علی بن علی بن رضا سے کوئی تیری ملاقات کرا سکتا ہے۔
میں نے کہا ہاں۔

چنانچہ ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور سلام کر کے آپ کی خدمت میں بیٹھ گئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ یہ حدیث پاک

''ان فاطمہ احصنت۔۔۔۔۔الخ عام ہے یا خاص؟''

انہوں نے فرمایا کہ یہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کی ساتھ خاص ہے۔

26۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''بے شک فاطمہ رضی اللہ عنہا نسوانی پاکیزگی کے اعلیٰ درجہ پر ہیں۔ اللہ جل شانہ' آپ رضی اللہ عنہا کی اس پاکیزگی کی بدولت آپ کو اور آپ کی اولاد کو جنت میں داخل فرمائیں گے''۔

طبرانی نے اسے کبیر میں روایت کیا اور کہا کہ اس کی سند میں ضعف ہے۔ جبکہ حاکم نے اسی قسم کی حدیث مستدرک میں روایت کی ہے اور اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔

﴿مستدرک﴾

27۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

بے شک فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے اس پر شدت کی اس نے مجھ پر شدت کی''۔

﴿مستدرک﴾

28۔ حضرت ابی حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

Marfat.com

فرمایا کہ:

''یقیناً فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا ٹکڑا ہے یعنی میرا جگر گوشہ ہے۔ پس جس نے اسے تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔

﴿مستدرک﴾

29۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''بلاشبہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے لئے شاخ کی طرح ہے۔ جو اسے آرام دیتا ہے وہ مجھے آرام دیتا ہے جو اسے تنگ کرتا ہے وہ مجھے تنگ کرتا ہے''۔

30۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ میں نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو وغیرہ میں مشابہت رکھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو جاتے، پیار فرماتے، خوش آمدید کہتے اور ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ بٹھاتے۔ اسی طرح جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے تو آپ کھڑے ہو کر استقبال کرتیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلائیں لیتیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستِ اقدس تھام کر بیٹھنے کیلئے اپنی نشست پیش کرتیں۔

31۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ ایک دورۂ قرآن کرتے تھے، مگر اس سال انہوں نے دو بار دورہ کیا ہے جسے میں اپنی موت کے قُرب کی علامت محسوس کرتا ہوں اور تُو اہل بیت میں سے سب سے پہلے مجھے آ کر ملے گی اور میں تیرے لئے سب سے بہتر سلف ہوں

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ یہ سن کر میں رو دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا:

"کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تُو اس اُمت کی عورتوں یا مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو۔ پس یہ سن کر میں ہنس دی"۔

32۔ اُم المومنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے سال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے کچھ فرمایا تو وہ رو دیں پھر ان سے کچھ فرمایا تو وہ ہنس دیں۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس واقعہ کے بارے میں دریافت کیا تو فرمانے لگیں۔

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے آگاہ فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقتِ وصال قریب ہے تو میں رو دی پھر مجھے فرمایا کہ حضرت مریم علیہا السلام کے علاوہ باقی جنتی عورتوں کی سردار میں ہوں گی تو میں ہنس دی۔"

33۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج آپ کی بارگاہ میں حاضر تھیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خوش آمدید کہا، اپنے دائیں جانب بٹھایا اور پھر ان کے کان میں کچھ فرمایا تو آپ رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ بعد ازاں پھر آپ کے کان میں کچھ کہا تو آپ ہنسنے لگ گئیں۔ میں (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو کہنے لگیں کہ میں یہ راز فاش نہیں کر سکتی۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما گئے تو میں نے دوبارہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میرا جو حق تم پر بنتا ہے اس کی بنا پر پوچھتی ہوں کہ تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اب بتائے دیتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا تھا کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام میرے ساتھ ہر سال قرآن پاک کا دور ایک مرتبہ کیا کرتے تھے مگر اس سال اس نے یہ دور دو مرتبہ کیا، اس بات سے میں سمجھ گیا ہوں کہ میں جلد ہی اللہ تعالیٰ جل شانہٗ سے ملاقات کرنیوالا ہوں پس (میرے بعد) اللہ جل شانہٗ کی شریعت کی پابندی اور صبر کرنا۔ میں تجھ سے پہلے جانے والا ہوں۔

یہ سننا تھا کہ میں رو پڑی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرگوشی فرماتے ہوئے فرمایا کہ کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ تو مومن خواتین کی سردار بنے۔ یہ سُن کر میں ہنس پڑی۔

﴿بخاری و مسلم﴾

34۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"حضرت مریم علیہا السلام کے بعد جنتی خواتین کی سردار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں اور ان کے بعد بنت مزاحم (آسیہ) کا درجہ ہے۔

(اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں رواۃ صحیح کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

35۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مریم بنت عمران کے علاوہ باقی تمام خواتینِ جنت کی سردار ہے"۔

36۔ حضرت عروۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"حضرت مریم علیہا السلام اپنے جہان میں خواتین میں سب

Marfat.com

سے بہتر ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے جہان میں''۔

اسے حضرت حارث بن اسامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔

37۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

''حضرت مریم علیہا السلام اپنی عورتوں میں بہترین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنی خواتین میں سے''۔ ﴿ترمذی﴾

38۔ حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''بیٹی تیری آنکھیں کیسی ہیں؟ کیا تو خواتینِ عالم کی سردار بننے پر راضی نہیں؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

''حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام کا کیا ہوگا؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''وہ اپنے عالم کی عورتوں کی سردار ہے اور تُو اپنے عالم کی، رب ذوالجلال کی قسم تیرا شوہر دنیا و آخرت میں سردار ہے''۔

(اسے حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت کیا ہے)

39۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ کون سے کلمات تھے جو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے ربّ کی طرف سے توبہ کیلئے سکھائے گئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ:

''انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسنین

Marfat.com

کریمین رضی اللہ عنہم کے واسطے سے اپنے رب کی بارگاہ میں گزارش کی تھی"۔

40۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میں علم کا میزان ہوں، علی رضی اللہ عنہ کی حیثیت اس کے پلڑوں کی ہے اور اس کے دھاگے حسنین کریمین رضی اللہ عنہم ہیں جبکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اس کی ڈنڈی ہیں اور میری اُمت کے امام اس کے ستون ہیں۔ اس میں ہم سے محبت کرنے والے اور ہم سے بغض رکھنے والوں کے اعمال تولے جاتے ہیں"۔

41۔ حیات ظاہری کے آخری حصہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب سفر پر جاتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مل کر جاتے اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے آپ ہی کو ملاقات کا شرف بخشتے"۔

42۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جنتی خواتین میں افضل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسنادِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

43۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے فرمایا:

"سب سے پہلے میں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت میں داخل ہوں گے"۔

Marfat.com

44۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مرفوعاً روایت فرماتی ہیں کہ قیامت کے دن ایک منادی نداء کرے گا۔

اے لوگو! اپنے سروں کو نیچے کرلو حتیٰ کہ فاطمہ بنت محمد علیہا السلام تشریف لے جائیں۔ پس آپ گزریں گی اور آپ پر دو سبز چادریں سایہ فگن ہوں گی۔

اسے طبرانی، حاکم اور ابونعیم نے روایت کیا ہے۔

45۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ قیامت میں عرش کے زیریں حصہ سے ایک منادی اعلان کرے گا۔

اے حاضرین حشر! اپنے سر اور نگاہیں جھکا لو تا کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پل صراط سے گزر جائیں، آپ رضی اللہ عنہا ستر ہزار حوروں کے جلو میں برق رفتاری سے گزر جائیں گی۔

46۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ روز قیامت عرش معلیٰ کے زیریں حصہ سے ایک منادی نداء کرے گا۔

اے لوگو! نگاہیں نیچی کرلو، تا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی طرف تشریف لے جائیں۔

اسے ابوبکر شافعی روایت کرتے ہیں۔

47۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آمد پر قیامت کے دن ایک آواز دینے والا اعلان کر رہا ہوگا۔

اے اہل اجتماع! حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر ان کے گذر جانے تک نگاہیں جھکا لو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو تمام

Marfat.com

خواتین، خصوصاً مومن عورتوں کی سردار ہو"۔

تسبیحِ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں کوئی خادم یا کنیز نہ تھی۔ آپ گھر کا سارا کام خود سرانجام دیتی تھیں۔ چکی پیستے پیستے آپ کے ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے تھے۔

روایات میں آتا ہے کہ جھاڑو دیتے، برتن مانجھتے، چولہا سلگاتے سلگاتے آپ کے کپڑے گرد آلود اور سیاہ ہو جاتے تھے۔ پانی کی مشک اٹھاتے اٹھاتے سینۂ مبارک درد کرنے لگتا تھا۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ کوئی خادم یا کنیز مل جائے۔ چنانچہ مروی ہے کسی لڑائی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قیدی آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگے کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قیدی آئے ہیں، کتنا اچھا ہو کہ آپ ایک قیدی مانگ لیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آستانۂ رسالت میں حاضر ہوئیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما نہ تھے۔ بخاری کے مطابق آپ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مدعا بیان کر کے چلی آئیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹی کے گھر تشریف لائے اور فرمایا:

"کیوں نہ میں تم دونوں کو ایسی چیز دوں جو خادم سے بہتر ہے"۔

دوسری روایت ہے:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ وہاں مجمع زیادہ تھا۔ فرطِ حیا سے کچھ نہ کہا۔ دوسرے دن پھر گئیں۔

Marfat.com

سرکارِ دو جہان ﷺ نے پوچھا:

''بیٹی کیا کام ہے''

وہ خود خاموش رہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''یارسول اللہ ﷺ! چکی پیستے پیستے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں۔ پانی کی مشک اٹھاتے اٹھاتے میرے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے ہیں۔ اب حضور ﷺ کے پاس قیدی آئے ہیں ان میں سے کوئی ہمیں بھی عنایت فرمائیں''

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''پہلے میں اصحاب صفہ کا انتظام کرلوں کہ مسجد میں چار سو لوگ ایسے ہیں جن کے پاس نہ طعام ہے نہ پوشاک''۔

سنن ابوداؤد شریف میں ہے کہ:

''تم سے زیادہ وہ لڑکیاں غلاموں کی مستحق ہیں جن کے باپ جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے''۔

پھر ارشاد فرمایا:

''میں کیوں نہ تمہیں ایسی چیز دوں جو خادم سے بہتر ہے۔ جب تم سونے لگو تو 34 مرتبہ اللہ اکبر، 33 مرتبہ الحمد للہ اور 33 مرتبہ سبحان اللہ پڑھ لیا کرو۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے بچوں کو اس کے پڑھنے کی تاکید کرتے ہیں۔ جو اس کی پابندی کرتا ہے وہ شقی و بدبخت نہیں ہوتا۔ آج بھی مسلمان ہر نماز کے بعد اس تسبیح کا پڑھنا سعادت جانتے ہیں۔

Marfat.com

فریضۂ حج

حضور ﷺ نے 10ھ میں مدینہ منورہ کے تمام قبائل کو یہ اطلاع دی کہ حج کی ادائیگی کے لئے جو لوگ تیار ہیں وہ ہمارے ساتھ چلیں۔ یہ پیغام سن کر اطراف واکناف سے لوگوں کا ایک سیلاب اُمڈ آیا۔ حضرت جابر انصاری رضی اللہ عنہ کے بقول ''تاحدِ نظر سوار اور پیادے ہی پیادے دکھائی دیتے تھے۔ اس تاریخی اجتماع میں ازواجِ مطہرات اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھیں'' حضرت علی رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے حکم کے تحت یمن گئے ہوئے تھے۔

حضور ﷺ نے انہیں پیغام بھیجا کہ حج کے لئے مکہ پہنچ جاؤ۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی مکہ پہنچ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ قربانی کے لئے یمن سے کئی اُونٹ لائے تھے۔ امہات المؤمنین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے حکم کے مطابق احرام اُتار کر محل ہو گئی تھیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی وجہ پوچھی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ہی ایسا کیا ہے''۔

حج سے واپسی پر حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ایک تاریخی اور الوداعی خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں اہل بیت اطہار کا ذکر بھی ایک خاص انداز سے فرمایا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

''اے حاضرین! جان لو میں بشر ہوں، قریب ہے کہ میرے پاس بھی میرے ربّ کا پیامبر (ملک الموت) آئے تو میں اس کی تعمیل کروں۔ لیکن میں تمہارے درمیان دو عظیم الشان چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں:

ایک کتاب اللہ، جس میں نور و ہدایت ہے سو اس پر سختی سے عمل کرو۔

دوسرے میرے اہلِ بیت، سو اپنے اہلِ بیت کے بارے میں تمہیں خدا یاد دلاتا ہوں''۔

یہ حج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بھی آخری حج تھا۔

Marfat.com

وصال سے پہلے غسل

طبقات ابن سعد اور مسندِ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مرضِ موت میں، میں بغرض تیمارداری آپ رضی اللہ عنہا کے ہاں موجود تھی۔ ایک روز جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی کام کی غرض سے گھر سے باہر گئے ہوئے تھے، حضرت بی بی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے مجھے بلایا، میں فوراً آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے مجھے غسل کرنے کے لئے پانی تیار کرنے کا حکم دیا۔ میں نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور پانی حاضر کر دیا، آپ رضی اللہ عنہا نے غسل فرمایا اور ایسا غسل فرمایا کہ میں نے زندگی بھر اس سے بہتر انداز میں کسی کو غسل کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے اپنا لباس جو کہ موٹے کپڑے کا تھا، طلب فرمایا۔ میں نے وہ لباس بھی حاضر کر دیا، آپ رضی اللہ عنہا نے وہ لباس زیب تن فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا کہ میرا بستر گھر کے وسط میں بچھا دو، جب میں نے بستر بھی بچھا دیا تو آپ رضی اللہ عنہا اس پر پہلو کے بل قبلہ رُو لیٹ گئیں اور رُخسار مبارک تلے اپنا ہاتھ رکھ دیا اور فرمانے لگیں کہ اب میرا وقتِ وصال ہے۔ میں نے غسل کر لیا ہے لہٰذا کوئی مجھے غسل نہ دے چنانچہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اسی غسل کے ساتھ دفنا دیا گیا۔

Marfat.com

اس حدیث کی سند جید ہے مگر اس میں ایک راوی ابن اسحٰق ضعیف ہے اس لئے یہ حدیث غریب ہے۔ البتہ اس کیلئے شواہد ہیں۔

ایک مرسل روایت جسے عبداللہ بن محمد بن عقیل نے روایت کیا ہے، میں آیا ہے کہ:

''وفات کے وقت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے غسل کیلئے پانی مانگا اور غسل کر کے پاکیزگی حاصل کی پھر اپنے کفن کے کپڑے جو کہ موٹے اور کھردرے تھے منگوائے اور پہنے پھر خوشبو لگائی اور فرمایا کہ مرنے کے بعد انہیں کوئی نہ کھولے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا کو اسی طرح لپیٹ کر دفن کر دیا گیا۔ میں نے کہا کہ کیا کسی اور نے بھی ایسا کیا؟ فرمایا ہاں، کثیر بن عباس نے ایسا ہی کیا تھا اور اپنے کفن کے اردگرد لکھا کہ کثیر بن عباس گواہی دیتا ہوں کہ

لا الہ الا اللہ

حافظ ابن حجر نے ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے اسے موضوع قرار دینے کو درست قرار نہیں دیا۔

اس ضمن میں جمہور کا موقف یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ نے غسل دیا تھا۔ علاوہ ازیں اس باب میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی تدفین اس جگہ ہوئی جہاں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی تھی۔

Marfat.com

وصیت

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تین وصیتیں کی تھیں:

۱۔ میں آپ کو شادی کرنے سے منع نہیں کرتی، لیکن اگر ایک شب وہاں قیام فرمائیں تو دوسری شب میرے بچوں کے پاس بھی رہیں۔

۲۔ جنازہ اسی قسم سے اٹھایا جائے جیسے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنتِ عمیس نے بتلایا تھا۔

۳۔ رات کی تاریکی میں دفن کیا جائے اور کوئی بھی غیر جنازے پر نہ ہو۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کے سرہانے سے ایک پرچہ ملا جس میں آپ کی وصیت درج تھی۔ وصیت حسبِ ذیل ہے:

ترجمہ: "یہ وہ وصیت ہے جو فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی ہے کہ وہ شہادت دیتی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہٗ لاشریک ہے اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ جنت اور دوزخ حق ہیں۔ قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ خدا سب کو اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں۔ اے علی! مجھے حنوط کرنا، غسل دینا اور کفن پہنانا۔ مجھ

Marfat.com

پر نماز پڑھنا اور رات کو دفن کرنا، کسی کو میری موت کی اطلاع نہ دینا۔ میں نے تمہیں خدا کو سونپا اور اپنے بچوں کو سلام کہتی ہوں روزِ قیامت تک"۔

اس کے علاوہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہر ایک زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بارہ اوقیہ دینے کی وصیت کی تھی اور کچھ مال اپنی بھانجی امامہ کو بھی دیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت کے ذیل میں ایک روایت یہ ہے کہ:

"ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر سے تشریف لائے تو دیکھا کہ تھوڑی سی مٹی گھلی ہوئی ہے۔ کپڑے دھلے پڑے ہیں۔ سیدہ چکی پس رہی ہیں اور رو رہی ہیں۔ یہ کیفیت دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ضبط نہ ہو سکا اور کہا:

"فاطمہ تمہاری حالت اس قابل نہیں"۔

اس بات سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جی بھر آیا اور زیادہ رونے لگیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دلاسہ دیا تو کہا:

"علی (رضی اللہ عنہ) رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی کے منتظر ہیں۔ میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری حالت خراب ہے"۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تم کو لینے آیا ہوں۔ اٹھو چلو۔ بچوں کو خدا کے سپرد کرو اور جنت کی سیر کرو"۔

"علی! مجھ کو یقین ہے کہ موت کا وقت قریب ہے مٹی اس لئے گھولی ہے کہ بچوں کو اپنے ہاتھ سے ایک دفعہ اور نہلا دوں۔ کپڑے اس لئے دھوئے ہیں کہ بچوں کے کپڑے اپنے سامنے بدل دوں۔ جو اس لئے پیس رہی ہوں کہ میرے بعد تم اور

Marfat.com

بچے بھوکے نہ رہیں''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اس جواب کو سن کر بے قرار ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کیا کہہ رہی ہو۔ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدمہ تازہ ہے اور تم ایسی باتیں کر رہی ہو''۔

آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''جیسا صبر اُس میں کیا ہے۔ اس میں بھی کرنا''۔

اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بچوں کو قریب بلایا۔ ان کے سر پر ہاتھ پھیرا، گلے لگایا اور رو کر کہا:

''پیارے بچو! جاؤ نانا کے مزار پر حاضر ہو اور میرے لئے مغفرت کی دُعا کرنا''۔

دونوں بچے روتے ہوئے روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے مگر فوراً الٹے پاؤں واپس آ گئے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بچوں کو گلے لگایا اور کہا:

''کیوں واپس چلے آئے؟''

دونوں بچے رو رہے تھے اور ماں کے گلے میں ہاتھ ڈالے ایک لمحہ کو علیحدہ نہ ہوتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پانی پلایا اور پوچھا:

''تم کیوں چلے آئے؟''

دونوں نے کہا:

''ہم کو روضۂ اقدس پر ایسا معلوم ہوا کہ کوئی کہتا ہے کہ

Marfat.com

''حسنین! تمہاری ماں دنیا سے رخصت ہوتی ہے، چند گھڑی کی مہمان ہے، ان کی خدمت میں حاضر رہو، ان کے چہرے کی زیارت کرتے رہو''۔

اب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی رحلت کا پورا یقین ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا:

''تین درخواستیں کرتی ہوں قبول کیجئے''۔

اوّل یہ کہ:

''میری خطا اور قصور معاف کر دیں''۔

دوسرے یہ کہ:

''جنازہ رات کو اٹھانا اور کسی نامحرم کو ہاتھ نہ لگانے دینا''۔

تیسرے یہ کہ:

''بن ماں کے بچوں کی دلداری میں کمی نہ کرنا۔ ان کے سر سے ماں کا سایہ اٹھتا ہے۔ ان کے دل کمزور، حوصلے پست اور ان کے جسم ناتواں ہیں مگر ان کی باتیں بھولی، ان کی ضدیں سچی اور ان کی ہٹیں درست ہوں گی''۔

(الزہراء صفحہ 87)

ریاض القدس صفحہ 253 میں ہے کہ:

جنابِ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ:

''میں نے حتیٰ الامکان آپ کی خدمت میں کوتاہی نہیں کی.......''

شب و روز آپ کی اطاعت اور خوشنودی میں بسر کئے۔ تاہم سمجھتی ہوں کہ حق ادا نہ ہوا۔ مجھے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اپنی تقصیرات پر معذرت خواہ ہوتے ہوئے

Marfat.com

کہا کہ:

"میں تجھ سے راضی ہوں مگر تُو نے میرے گھر میں خوشی نہ دیکھی کہ میں تنگدست تھا"۔

بعدازاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ:

"بچوں کو لے کر روضۂ اقدس پر چلے جائیں"۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ چلے گئے تو آپ رضی اللہ عنہا نے وضو کیا سفید کپڑے پہنے اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس سے کہا:

"علی (رضی اللہ عنہ) سے کہہ دینا کہ اسی لباس میں غسل دیں، برہنہ نہ کریں"۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات

اہلِ سیر کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ ظاہری فرمانے کے بعد کسی نے بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصالِ ظاہری فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر قیامت برپا ہوگئی، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی گویا زندگیاں اُجڑ گئیں، غمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لوگ بے قرار ہوگئے، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہاتھ میں تلوار لے کر کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ میں اس شخص کی گردن اُڑا دوں گا جس نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوگئے ہیں۔ اس موقع پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دلی کیفیت کا عجیب عالم تھا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا روتی جاتیں اور کہتی جاتیں کہ:

!!!! ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حق تعالیٰ کے بلاوے کو قبول فرمایا''

!!!! ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت میں اقامت فرمائی''

!!!! ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر جبرائیل امین علیہ السلام تک کون پہنچائے''

!!!! ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جبرائیل امین علیہ السلام وحی کس پر لائیں گے''

!!!! ''اے اللہ! فاطمہ کی رُوح کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح سے ملا دے''

Marfat.com

!!!! ''اے اللہ! مجھے اپنے رسول اللہ ﷺ کا دیدار نصیب فرما دے''

رسول اللہ ﷺ کے وصال کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی خالق حقیقی کی طرف سے بلاوا آ گیا جس کی وہ اسی دن سے منتظر تھیں جب حضور ﷺ نے انہیں بشارت دی تھی کہ:

''آخرت میں تم سب سے پہلے مجھ سے ملوگی''۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۳ رمضان ۱۱ھ بروز منگل رسول اللہ ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد واقع ہوئی اور بھی قول ہیں لیکن وہ درجۂ صحت سے دُور ہیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بقیع شریف میں رات کے وقت مدفون ہوئیں ان کی نماز جنازہ ایک قول کے مطابق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ایک قول کے مطابق حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

دوسرے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ ہمیں کیوں خبر نہ کی کہ ہم بھی نماز کا شرف پاتے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عذرخواہی میں فرمایا:

''میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت کی بنا پر ایسا کیا کہ جب میں دنیا سے رُخصت ہو جاؤں تو رات کے وقت دفن کرنا تا کہ نامحرموں کی آنکھیں میرے جنازہ پر نہ پڑیں''۔

روضۃ الاحباب وغیرہ میں یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور ان کی جنازہ کی نماز پڑھائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بھی آئے۔

Marfat.com

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا
کی قبرِ مبارک

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبرِ مبارک کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا بقیع میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قبہ میں دفن ہیں، جہاں تمام اہلِ بیت اطہار مدفون ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ ان کا مدفن ان کے گھر میں ہی ہے جو کہ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے اور ان کا جنازہ نکالا ہی نہ گیا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کا مزار شریف بقیع کی مسجد میں ہے جو قبہ عباسی کے نام سے منسوب ہے اور شرقی جانب ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں نماز پڑھنے کی وصیت بھی کی ہے۔

بعض اور حضرات نے بھی اس مسجد کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ بیت الحزن کے نام سے مشہور ہے کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے والد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم و جدائی کی مصیبت کے زمانہ میں لوگوں کی صحبت سے پریشان ہو کر تنہائی اختیار کر کے اس جگہ قیام پذیر ہو گئی تھیں۔

مسعودی نے مروج الذہب میں بیان کیا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کی قبروں کی جگہ میں ایک پتھر ہے جس پر لکھا ہوا ہے۔

"هذا قبر فاطمه بنت رسول الله ﷺ............"

اس پتھر کا ظہور 330 ہجری میں ہوا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا علم اہلِ مدینہ کو ہوا تو تمام عورتیں اور مرد اشکبار ہو گئیں، لوگوں پر اس طرح حیرت اور دہشت طاری ہوئی جس طرح حضور ﷺ کے وصال کے دن طاری ہوئی تھی۔

Marfat.com

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی دُعائیں

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ عبادت گزار تھیں۔ اسی طرح جب آپ دُعا کیلئے ہاتھ اُٹھاتیں تو رو رو کر اپنے ربّ سے دُعائیں کرتیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی دُعاؤں کے بعض حصے اپنی تاثیر کے لحاظ سے بڑے دِل پذیر ہیں اور اپنے خلوص، سادگی اور جاذبیت کی بناء پر رُوح کی گہرائیوں میں اُترے جاتے ہیں۔ اِن دُعاؤں میں دُنیاوی سیم وزر، مال و دولت اور جاہ وحشم کی طلب نہیں، بلکہ ربّ جلیل کی ستائش اس کے عدل ورافت، جلال وعظمت، قدرت وہیبت اور فیضان ورحمت کا ذکر ہے۔ اس کی نعمتوں کی سپاس گزاری ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر نماز کے بعد ایک مخصوص دُعا فرماتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کس نماز کے بعد کونسی دُعا مانگی اس کی تفصیل ہم ذیل میں دے رہے ہیں۔ آیئے! ہم سب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زبانی اپنے ربّ کے حضور دُعا کیلئے ہاتھ اُٹھائیں۔

اُمت کی سہولت کی خاطر ذیل میں ہم آپ رضی اللہ عنہا کی دُعائیں عربی کی بجائے اُردو میں ترجمہ کی صورت میں پیش کر رہے ہیں تا کہ اُمتِ مسلمہ سمجھ سکے کہ آپ رضی اللہ عنہا اپنے ربّ سے کس طرح دُعا کیا کرتی تھیں۔

Marfat.com

نمازِ فجر کے بعد کی دعا

اللہ کے نام سے شروع کرتی ہوں جو رحمٰن ورحیم ہے۔

الہ العالمین!

تیری وحدانیت کی گواہی دیتے ہوئے میں نے صبح کی، اور یہ گواہی کافی ہے۔ میں گواہی دیتی ہوں، تیرے ملائکہ حاملانِ عرش، ساتوں آسمانوں زمینوں کے ساکن، انبیاء کرام رسل، انبیاء علیہم السلام کے وارث، صالح بندے، اور تمام مخلوق میرے ساتھ گواہ ہیں اور یہ شہادت تیری وحدانیت کے لئے جامع ہے۔

الٰہی میں گواہی دیتی ہوں بے شک تو ہی اللہ ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، واحد و یگانہ، لاشریک، بے شک محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں۔

بے شک ورائے عرش سے زمین کے ساتوں نچلے طبقوں میں تیرے سوا تمام معبود باطل ہیں۔ تیرے وجہ، کریم کے سوا ہر ایک مضمحل ہے۔

بے شک اللہ سب سے زیادہ معزز، مکرم، جلیل، اور عظیم ہے۔ مدح سراؤں میں کون ہے؟ جو اس کی کنہ جلال کی توصیف کر سکے۔ کون ہے؟ جو قلوب کو اس کی کنہِ عظمت تک راہ یاب کرے۔

اے ذاتِ جلیل! جس کی ثنا مادِح کی ستائش سے فائق ہے۔ جس کی مآثرِ حمد واصفوں کی توصیف سے برتر ہے اس کی عظمتِ شان ناطقوں کے مقالات سے زیادہ جلیل ہے،!

محمد اور ان کی آل پر اللہ کی رحمت ہو۔ مجھے اس طرح نواز جو تیرے شایانِ شان ہے اے تقویٰ اور مغفرت کے مالک۔

تین بار یہ دعا پڑھے، اور گیارہ مرتبہ کہے:

Marfat.com

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، واحدہٗ لاشریک ہے۔ اللہ پاک ہے اسی کی حمد ہے۔ اسی سے مغفرت چاہتی ہوں۔ اسی کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں۔ اللہ جو چاہتا ہے، وہی کرتا ہے، اس کے سوا کوئی قوت و طاقت نہیں، وہی اوّل، آخر، ظاہر و باطن ہے۔ اسی کا ملک، اسی کی حمد ہے۔ زندہ کرتا، مارتا، اور جلاتا ہے، وہ حیّی لایموت ہے۔

اسی کے قبضۂ قدرت میں بھلائی ہے، اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

پھر گیارہ مرتبہ پڑھے:

اللہ پاک اور صاحبِ حمد ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، کبریا ہے، اسی سے بخشش چاہتی ہوں۔ اسی کے حضور توبہ کرتی ہوں۔ جو چاہے کرے، اس کے سوا کوئی قوت و طاقت نہیں وہی بردبار، کریم، علی، عظیم، رحمٰن، رحیم، مالک، قدوس، حق مبین ہے۔ جس نے اپنی مخلوق کا شمار کیا۔ عرش کو گراں قدر بنایا۔ زمین آسمان کو ارواح سے بارونق بنایا۔ ان تمام چیزوں کا احصاء کیا جو اس کے قلم سے جاری اور حیطۂ کتاب میں آئیں۔

اپنے کلمات کو پھیلایا اس کی ذات نے پسند فرمایا۔ پھر کہے:

بارِ الٰہا!

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بابرکت اہل بیت پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور رحمت نازل کر جبرائیل، میکائیل، تمام حاملانِ عرش، اور ملائکہ مقربین پر۔

بارِ الٰہا!

محمد و آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت نازل فرما۔ ملک الموت، اور اس کے معاونوں، رضوان و خازن جنت، میزان کے مالک و حساب داروں پر تیری رحمت ہو۔

Marfat.com

یا اللہ!

ان سب پر سلامتی نازل فرما حتیٰ کہ رضائے کامل پائیں، اس میں زیادتی کر، جو عظمت کے سزاوار ہے۔اے ارحم الراحمین۔

بار الہا!

بارانِ رحمت کر کرامِ کاتبین نیکیوں، عظمتوں کے کاتبوں بنی آدم کے محافظوں پر۔

یا اللہ!

فضا، بلند آسمانوں، نیچی زمینوں، لیل ونہار، زمین، سماوی اور ارضی اقطار، سمندروں، نہروں، صحراؤں، جنگلوں، چٹیل میدانوں اور درختوں پر متعین فرشتوں پر تیری رحمت ہو، ان ملائکہ پر بھی سلامتی نازل ہو۔جنہیں عبادت وتسبیح کے سرور نے خوردونوش سے بے نیاز کیا ہے۔

یا اللہ!

ان پر رحمت کر حتیٰ کہ کامل خوشنودی حاصل کریں اس رضا میں بھی اضافہ کر۔جو تیرے شایانِ شان ہے۔اے ارحم الراحمین۔

یا اللہ!

محمد وآلِ محمد پر سلامتی ہو۔

ہمارے جدِ امجد حضرت آدم علیہ السلام، جدۂ مکرمہ حضرت حوا علیہ السلام ان کی اولاد میں سے انبیاء، صدیق، شہداء، اور صالحین پر رحمت نازل فرما۔ بار الہا! ان سب پر نزولِ رحمت ہو۔حتیٰ کہ رضائے کامل پالیں، اور اسے زیادہ کر جو تیرے اہل ہو۔اے ارحم الراحمین۔

یا الٰہ العالمین!

Marfat.com

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے طیب اہلِ بیت، منتجب اصحاب، پاک ازواج، امہات المومنین اور ذریتِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود ہو۔ اور ان تمام انبیاء پر جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد وامجاد میں سے ہیں۔ ان تمام صالحہ خواتین پر جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت کی۔ ان تمام فرشتوں پر جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے۔ ان تمام لوگوں پر بھی جو تیری طرف سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے میں تجھ سے بھی راضی ہیں اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی خوشنود ہیں۔

بارِالٰہا!

ان پر رحمت نازل فرما حتیٰ کہ رضائے کامل پالیں۔ اس میں اضافہ فرما، جو عظمتِ جلیل کے مطابق ہو۔ اے ارحم الراحمین۔

بارِالٰہا!

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآلِ محمد پر تیری رحمت ہو۔ ان پر برکت نازل فرما، اور رحم کر، جیسے کہ بہترین سلام، برکت، رحمت نازل کی تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر بیشک تُو ہی صاحبِ عظمت وتمجید ہے۔

بارِالٰہا!

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ شفاعت ہونے کی فضیلت اور مرتبہ رفیع عطا فرما۔ ایسی عطا (نزولِ انوار) کہ وہ راضی ہو جائیں۔ اتنی زیادتی فرما جو تیری ذات کے شایان ہو، اے ارحم الراحمین۔

بارِالٰہا!

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود ہو جیسا کہ انہوں نے ہمیں سکھایا کہ ہم ان پر ہدیہ سلام بھیجیں، ان پر سلام ہو ان سب کے برابر جو سلام ان پر بھیجے گئے۔

بارِالٰہا!

Marfat.com

محمد ﷺ و آلِ محمد پر درود و سلام ہو، ان تمام صلوٰت کے حروف کے برابر جو آپ ﷺ پر کیئے گئے۔ بارِالٰہا! محمد ﷺ و آلِ محمد پر درود و سلام ہو، ان لوگوں کے برابر جنہوں نے آپ ﷺ پر سلام بھیجا اور ان لوگوں کے برابر بھی جنہوں نے آپ ﷺ کے لئے دعائے رحمت نہیں کی۔ بارِالٰہا! محمد ﷺ و آلِ محمد پر تمام بال، لفظ، لحظہ، نفس، صفت، سکون، حرکت کی تعداد کے مطابق رحمت نازل فرما۔ جنہوں نے آپ ﷺ پر درود بھیجا اور جنہوں نے دعائے سلامتی نہیں کی۔ ان کے اوقات، دقائق، سکون، حرکات، حقائق، میقات، دن، مہینے، سال، اشعار، اور بشارت کے برابر بھی آپ ﷺ پر رحمت نازل فرما۔

ان تمام ذرّات کے برابر جو بصورت نفوس بروئے کار آئے، اور آتے رہیں گے یا بلوغ کو پہنچے یا انہوں نے دیکھا، ادراک یا یقین کیا، ان میں سے ہیں یا قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ اس سے دُگنا، دوچند قیامت تک کے موجودات سے دوچند تعداد کے برابر آپ ﷺ پر درود ہوا ے ارحم الراحمین۔

اے اللہ! محمد ﷺ و آلِ محمد پر اپنی رحمت نازل فرما۔ اس تعداد کے برابر جو تُو نے خلق کیا اور جس کا روزِ قیامت تک تو خالق ہے اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحیم۔ یا اللہ! محمد ﷺ و آلِ محمد پر اپنی رحمت نازل فرما۔ ان تمام کے برابر جو تُو نے روزِ قیامت تک بنایا ہے اور بناتا رہے گا۔ ایسی رحمت جس سے تُو راضی ہو۔

اے اللہ! محمد ﷺ و آلِ محمد پر اپنی رحمت نازل فرما تمام ذرات اور فرمانات کے برابر۔

بارِالٰہا!

حمد، ثنا، شکر، احسان، فضل، بخشش، بھلائی، اچھائی، نعمت، عظمت،

Marfat.com

جبروت، ملک، ملکوت، غلبہ، سلطان، فخر، سود، امتنان، کرم، جلال، تکریم، جمال، خیر، توحید، تمجید، تہلیل، تقدیس، رحمت، مغفرت، کبریائی اور عظمت سب تیرے لئے ہے۔

اللہ! تیرے ہی لئے وہ سب کچھ ہے جو تُو نے طیب، ثناء، فاخر مدح، عمدہ و دلکش قول سے پاک، طاہر اور ذکی کیا، اور جس کی بناء پر تُو مدحت سرا سے راضی ہوا اور قائل تجھ سے خوشنود ہوا۔

یا اللہ! تیری ہی رضا کیلئے ہے۔ اگر میری حمد ربّ العالمین کے اوّلین حمد سرا سے اور میری ثناء اوّلین ثناء گو سے متصل ہو۔ میری تہلیل تیری بارگاہ کے سب سے پہلے لا الہ گو سے میری تکبیر سب سے پہلے اللہ اکبر کہنے والے کی تکبیر سے پیوست ہو۔ میرا یہ دل نشین و احسن قول ربّ العالمین کے تمام ثنا سراؤں ناطقوں میں سے اوّلین سے ملحق ہو اور یہ اوّل زمانہ سے آخر تک جاری رہے۔

زمین و آسمان، ریگ زاروں، ٹیلوں، پہاڑوں کی چوٹیوں، پہاڑوں سمندروں کے جرعہ ہائے آب اور بارش کے قطرات، درختوں کے پتوں، ستاروں کی تعداد کے برابر، اور زمین کی نچلی تہوں، کنکریوں، گٹھلیوں، ڈھیلوں، ان سب کے برابر ذرّات آسمان و زمین، جو کچھ ان کے درمیان، نیچے، اس میں اور اوپر ہے۔ روزِ قیامت تک عرش سے ساتوں زمینوں کے مستقر تک، ان کے ساکنین کے حروف الفاظ، زندگی کی ارماق، دقائق، شعائر، ساعات، ایام، ماہ، سال، سکون، حرکات، اشعار، تبشیرات، کے برابر، ان تمام ذرّات کے برابر جو وجود پذیر ہوئے، یا کارفرما ہیں، یا نقطۂ کمال کو پہنچے۔ یا گمان و قیاس، ادراک وفہم میں آتے ہیں۔ ان میں سے ہیں یا قیامت تک معرضِ زندگی میں رونما ہوتے رہیں گے۔ ان سب شمارات کے دوچند، اس سے دوچند، اس کے دوچند، ایسا شمارہ

Marfat.com

جو تیرے سوا اور کسی کے حیطۂ علم اور احصاء میں نہ آسکے کے برابر تیری ثناء۔ اے ذوالجلال والاکرام! تُو ایسی حمد و ثناء کا اہل اور مستوجب ہے۔ میری اور اپنی تمام مخلوق کی طرف سے سزاوار حمد ہے۔ اے آسمان و زمین کے بنانے والے۔

بارِ الٰہا!

تُو ایسا رب نہیں جسے میں بیان کرسکوں تیرے ساتھ کوئی ایسا اِلٰہ نہیں جو ربوبیت میں تیرا ساجھی ہو، اور نہ کوئی الٰہ ہے، جو ہماری خلقت میں تیرا معاون ہو تُو ہی ہمارا ربّ ہے۔ جیسا کہ میں نے اقرار کیا، اور مجھ سے پہلے بھی عارفوں نے تسلیم کیا۔

بارِ الٰہا! تیری بارگاہ میں سوالی ہوں، تو محمد ﷺ و آلِ محمد پر اپنی رحمت نازل فرما، انھیں وہ تمام فضیلتیں عطا فرما۔ جو تجھ سے طلب کی جاتی ہیں۔ وہ بہترین التماس جو میں کرتی ہوں۔ افضل ترین شے جو روزِ قیامت تک تجھ سے مانگی جاتی ہے۔

اہل بیتِ نبی محمد مصطفےٰ ﷺ، اپنے نفس، دین، مال، اولاد، اہل، قرابت دار، میرے گھر والے اور عزیز جو رشتۂ اِسلام میں داخل ہوئے یا روزِ قیامت تک دائرۂ اسلام میں آتے رہیں گے ان سب کے لئے تیری پناہ چاہتی ہوں۔

مومنین و مومنات میں سے ان پر خزینۂ انوار اور خصوصی نوازشات ہوں۔ جنہوں نے میری پکار، دعوت کو لبیک کہا یا میری طرف طلب حق کے لئے ہاتھ پھیلائے یا غیبت میں مجھے پکارا یا اچھی بات کہی یا جس نے میرا ہاتھ تھاما، احسان کیا، ہم جوار بنا یا رشتۂ اخوّت اختیار کیا۔

اللہ اپنے ان اسماء کے تصدق سے جو تام، جانے پہچانے، جامع، کامل

Marfat.com

طاہر، فاضل، مبارک، بلند و برتر، زاکی، شریف، منیع، عظیم، سربستہ اور مکنون ہیں۔
ان اسماء کے توسط سے کہ جن پر کائنات کی کوئی اچھائی یا ذات سبقت نہیں کرسکتے۔
اُمّ الکتاب، اس کا اختتام اور جو کچھ اس کے سورۂ شریفہ میں ہے، آیاتِ محکمات، بیماری، قلوب کی شفاء، مؤمنین کے لئے رحمت، طمانیت، برکت، توریت، انجیل، زبور، فرقان، صحفِ ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام اور ہر کتاب جو اللہ نے نازل فرمائی، کے واسطے میں اور ہر رسول کی تصدیق میں جو اس نے بھیجے، ہر حجت کے واسطے جو اس نے قائم کی، ہر برہان جو ظاہر ہوئی، ہر نور جو تاباں کیا اللہ کے، ہر شئون وعظمت کے صدقے میں، اپنے نفس کیلئے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔

ہر صاحبِ شر کی برائی سے اور ہر اس برائی سے جس سے میں ترساں و گریزاں ہوں، ہر اس شر سے جس کا بیشتر حصہ مجھ تک لوٹایا جائے عرب وعجم کے فاسقوں، جن و انس کے بدشعاروں، شیطانوں، سلاطین، ابلیس، اس کے اہل کاروں، پیروؤں، اور فرماں برداروں کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔ ہر اس شر سے جو نور وظلمت میں ہے۔ وہم وگمان اور غم کی برائیوں سے، ہر رنج ومحن، آفت، پچھتاوا، نُزل وسقم کے شر سے، شب وروز کے حادثات سے اس کی حفظ وامان چاہتی ہوں۔ ہر اس چیز سے بھی جو اس کی قدرتوں سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔

یا اللہ! آگ کے نقصانات، زمین، اقطار، بیابانوں، صحراؤں، سمندروں، نہروں، فاسق وفاجروں، جادوگروں، کاہنوں، حاسدوں، دہشت پھیلانے والوں، شرپسندوں، سے مجھے بچا۔

اس شر سے بھی جو زمین میں پنہاں ہے یا خارج ہوتا ہے، آسمان سے نازل ہوتا ہے یا اس تک اٹھایا جاتا ہے۔ میں اللہ کی امان چاہتی ہوں۔

ہر صاحبِ شر کی برائی سے ہر جانور کی سرکشی سے، (جسے میرا پروردگار

Marfat.com

پیشانی سے پکڑتا ہے) اللہ کی حفاظت چاہتی ہوں۔ میرا ربّ ہی صراطِ مستقیم کا مالک ہے۔

پس اگر کروٹ بھی لو تو کہو اللہ ہی میرے لئے کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔

یا الٰہی مجھے رنج و غم، حزن، عاجزی، کسل مندی، بزدلی، بخل، دینی کج روی، لوگوں کے تسلط، غیر منفعت عمل سے بچانا۔ یا اللہ ایسی آنکھ سے جو اشکبار نہ ہو، ایسے دل سے جو خشوع نہ کرے، ایسی نصیحت سے جو سودمند نہ ہو، ایسی دوستی سے جو شادکام نہ کرے، تفکرات پر اتفاق، خسران کی کشش، خباثت پر گرفت سے تیری پناہ کی طلبگار ہوں۔

یا اللہ! میں ہر اس چیز سے تیری پناہ چاہتی ہوں۔ جس سے ملائکہ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ملائکہ مقربون انبیاء مرسلون، آئمہ طاہرین ومطہرین، صالح شہداء اور تیرے متقی بندے استعارہ کرتے ہیں۔

یا اللہ! میرا سوال ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی رحمت نازل فرما، ایسی خیر دے، جس کی متمنی ہوں، اس شر سے محفوظ رکھ، جس سے لوگ امان چاہتے ہیں۔

بارِ الٰہا!

میں تجھ سے ہر قسم کی خیر کی آرزومند ہوں، مجھے جلد دے، اور مقرر فرما۔ جو کچھ میں جانتی ہوں، یا نہیں جانتی، داتا! ان تمام شیطانی وسوسوں سے حفظ و امان چاہتی ہوں۔ اس بات سے بھی تیری پناہ مانگتی ہوں کہ یہ وسوسے منظرِ عام پر آئیں۔ اللہ کے نام کی برکتیں نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت پر، اللہ کی برکتیں میرے دین و نفس پر اللہ کے نام کی برکت میرے اہل و مال اور ہر اس چیز میں جو اس نے مجھے عطا

Marfat.com

کی، میرے پدرِ محترم، والدہ مکرمہ، اولاد، عزیز و اقارب پر اللہ کی رحمتیں، میرے مومن ہمسایوں اور عزیزوں، اور ان پر اللہ کی برکتیں، جنہوں نے میری پکار کو لبیک کہا یا میری معاونت کی، مومنین و مومنات میں ان لوگوں پر اللہ کی رحمتیں جو نیکی کی جانب راہ یاب ہوئے۔

اسمِ اللہ کی برکت ہر اس چیز میں جو ربّ العالمین نے مجھے ارزانی فرمائی اور دے رہا ہے۔

اس نام کی برکت جس کی معاونت سے کوئی ارضی و سماوی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی، اور وہی سننے والا، جاننے والا ہے۔

بارِ الٰہا! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آلِ محمد پر اپنی رحمت نازل فرما۔ ان تمام مومن بندوں پر جو تیرے در کے سوالی ہیں، ان سے ہر سو، ناگواری منصرف کر، مجھے اپنا فضلِ وافر عنایت کر، ایسا فضل جو تیرے شایان ہے اور تُو ہی اس کا ولی ہے اے ارحم الراحمین۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ یا اللہ! مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آلِ محمد کی نصرت عطا فرما۔ دین و دنیا میں ان کے ساتھ رکھ۔ مجھے ان کیلئے حجتِ باقیہ بنا حتیٰ کہ ان کیلئے، اور ان کے پیروکاروں، محبوں، دوستوں، معاونوں، اور تمام مؤمنین و مؤمنات کیلئے سبیلِ خیر مخصوص ہو۔ بے شک تُو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ کے نام سے اس کی معاونت و توفیق سے اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے اللہ کے سوا کوئی غالب نہیں جو چاہے سو کرے اس کے سوا کوئی قوت نہیں میرے لیے اللہ ہی کافی ہے۔ اس پر بھروسہ کرتی ہوں۔ اپنا معاملہ اسی کے سپرد کیا۔ اسی کے حضور اپنی التجائیں لاتی ہوں۔ اس کی خوشنودی سے تدابیر کرتی ہوں۔ اسی کی مدد سے جرأت کرتی ہوں۔ اسی کی نوازشوں پر فخر کرتی ہوں اس کی رحمتوں پر

Marfat.com

نازاں ہوں۔ اسی کے حضور معذرت خواہ ہوں۔ اسی پر بھروسہ اور اس کی جانب رجوع کرتی ہوں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ حی و قیوم ہے تحت الثریٰ، ذراتِ ریگ، ستاروں، ملائکہ کی صفوں کا مالک، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ واحدہٗ لاشریک، بلند و عظیم، اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں بے شک تُو پاک ہے اور میں خطا کاروں میں سے ہوں۔

حضرت قائم آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ دعا اسی طرح مروی ہے۔ مگر اس قدر اضافہ کے ساتھ۔

بارِ الٰہا!

عظیم نور، ذیشان کرسی، متلاطم بحر بیکراں کے ربّ، تورات و انجیل نازل کرنے والے، سایہ و حرارت کے مالک، زبور، فرقانِ عظیم نازل کرنے والے! ملائکہ مقربین، انبیاء و مرسلین کا ربّ زمین، آسمان کی ہر چیز کا معبود کہ ان دونوں میں تیرے سوا اور کوئی قابلِ پرستش نہیں۔ زمین اور آسمان کی ہر چیز کا درست کار کہ ان دونوں میں تیرے سوا اور کوئی جبار نہیں۔ تُو ہی آسمان کی ہر چیز کا خالق ہے اور زمین کی ہر مخلوق کا خالق ہے۔ ارض و سما میں تیرے سوا اور کوئی صانع کار نہیں۔

تُو ہی آسمان کی ہر چیز کا فرماں روا، زمین کی ہر قوت کا آقا ہے۔ ان دونوں میں تیرے سوا اور کسی کی شاہی نہیں۔

بارِ الٰہا!

تیرے وجہ کریم کے توسط سے سائل ہوں۔ تیرے درخشاں و تاباں مقدس نور کے صدقے، اے حی! اے قیوم! میں سائل ہوں۔ اس اسمِ مبارک کے واسطے سے سائل ہوں جن کی تجلیات سے زمین و آسمان روشن کیے۔

اے حی ہر چیز سے قبل زندہ، اور ہر چیز کے بعد باقی رہنے والے! اے

Marfat.com

حیی! اس وقت بھی مالک حیات تھا جب کوئی ذی روح نہ تھا۔ اے حیّی! مُردوں کو جِلانے والے! اے حیی! تیرے سوا کوئی معبود نہیں یا حیی! یا قیوم!

میں التماس کرتی ہوں کہ محمد ﷺ پر اپنی رحمت نازل فرما۔ مجھے عطا کر وہ سب جو میں تیری بارگاہ سے توقع رکھتی ہوں اور وہ بھی جس کا مجھے وہم وگمان بھی نہیں، حلال، طیب اور واسع رزق اور مجھ سے ہر غم دُور کر، مجھے عطا فرما وہ تمام امیدیں جو میں نے تیری ذات سے وابستہ کیں اور بَر لا وہ آرزو جو میں نے چاہی۔ بے شک تُو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

نمازِ ظہر کے بعد کی دعا

اللہ کے نام سے شروع کرتی ہوں جو انتہائی مہربان اور رحیم ہے۔ پاک ہے وہ عزت، رفعت اور بزرگی کا مالک، پاک ہے وہ ربِ جلیل، صاحبِ عظمت و سرفرازی۔ پاک ہے وہ عظیم الشان ازلی ملک کا والی۔ تمام تعریفیں اس معبود کیلئے ہیں، جس کی نعمت اپنے کمال کو پہنچ گئی، عمل اسی کے لئے، رغبت اسی کی جانب اور اطاعت گزاری اسی کے فرمان کی ہے، اللہ کی ستائش ہے کہ اس نے اپنی کتاب کے کسی نکتہ سے مجھے انکاری اور اپنے کسی امر سے حیران نہیں کیا۔ اس کی حمد، کہ اس نے اپنے دین سے نوازا اور اپنے علاوہ کسی کا پرستار نہیں بنایا۔

بارِالٰہا! اپنے قول میں توبہ کرنے والوں کی سی پختگی چاہتی ہوں اور انہی جیسا عمل۔ مجاہدوں جیسی نجات، اور ثواب کی سائل ہوں۔ مجھے اربابِ ایمان سی تصدیق اور توکل عطا فرما۔

الٰہ العالمین! وقت مرگ راحت، حساب میں امن عطا کر، غیب سے جن ظہورات کا انتظار ہے، اور معلوم اوامر میں جن کی خبر ہے۔ ان میں موت کو میرے

Marfat.com

لئے بہترین امر قرار دے موت کے طاری، نازل ہونے اور سکرات کے وقت اور جب جان گردن کی ہنسلی میں پھنسی ہو گلے تک پہنچ جائے۔ جب دنیا سے جا رہی ہوں (اس کٹھن مرحلے میں) پالنے والے مجھے اپنی رحمت سے نواز کہ اس گھڑی میرا نفع اور نقصان، سختی اور نرمی پر کوئی اختیار نہیں۔ اپنی رحمت سے شاد کام، خوشنودی سے بہرہ ور فرما اور کرامتوں کی خوشخبری دے۔

قبل ازیں کہ میرا نفس فوت ہو، روح قبض کی جائے تیری طرف سے مژدہ....(جنت و بخشش) سنا کر ملک الموت روح قبض کرے۔

اے پالنے والے تیرے سوا اور کوئی نہیں۔

(بشارت سے) میرے سینے کو فرحت، نفس کو سرور، آنکھوں کو ٹھنڈک، چہرے کو وجاہت عطا فرما۔ مجھے رنگ پریدہ نہ کرنا۔ میرے دل کو اطمینان اور پورے بدن کو بشارت دینا۔

تیرے بندوں میں جو بھی میری حاضری دے، میرے متعلق سنے اسے چین سے رکھنا۔

پالنے والے! سکراتِ موت سہل، کرب دُور، شدتِ مرگ خفیف کرنا، مجھ سے اس کا رنج والم، حسرت و تاسف دُور کیجئیو! اس کی آزمائش اور بے کلی سے بچائیو! اس کے شر سے محفوظ رکھیو، وہ شر جو اپنے اہل کو مبتلائے درد کرے، اور مجھے بھلائی عطا فرما۔ ایسی بھلائی جو تیری بارگاہ میں ہے۔ اس کے شایانِ شان ہے اور اس کے بعد بھی باقی رہے۔

جب میرا نفس فوت ہو جائے، روح قبض کی جائے تو میری رُوح کو معطر ارواح میں، نفس، صالح نفوس میں، اور جسد پاکیزہ وطیب اجساد میں رکھنا۔

میرے اعمال مقبول اعمال میں قرار دینا۔

Marfat.com

پالنے والے!

جب خطۂ ارض میں سے ایک گوشہ میرے لئے مخصوص ہو، مقام دُور دراز دیا جائے حتیٰ کہ گوشت ریزہ ریزہ ہو جائے، ہڈیاں خاک بن جائیں۔ میں تن تنہا رہ جاؤں۔ میرے لئے کوئی چارہ سازی نہ ہو مجھے شہروں سے الگ تھلگ کرلیا جائے۔ بندے مجھ سے کنارہ کش ہوں تو مجھ پر اپنی رحمتیں نچھاور فرمانا۔ میرے لئے عملِ صالح ظاہر ہوں، وہ سرمایہ جو میں نے آخرت کیلئے فراہم، اپنی زندگی میں کسب کیا، بہم پہنچانا، اپنی رحمتوں سے کام روا کرنا اور اپنے نور سے روشنی دینا اپنی کرامتوں سے قولِ موکدہ میرے دین و دنیا میں حجت بنانا، بے شک تُو ہی ظالموں کو گمراہ کرتا، اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

بارِ الٰہا!

پھر قبر سے اٹھاتے ہوئے اور حساب لیتے ہوئے مجھے بابرکت کرنا۔

جب زمین میرے لئے شق ہو، لوگ گریزاں ہوں نفخۂ روح غالب آئے۔ صیحہ سے بے ہوش ہو جاؤں موت کے بعد اُٹھائی اور حساب کے لئے لائی جاؤں۔

پالنے والے! اپنے نور سے محشور کرنا۔ نورِ رحمت میرے آگے اور دائیں ہو۔ میرے قلب کو نور سے مطمئن فرمانا۔ میرا عذر قبول اور چہرہ نورانی ہو، نور ہی سے میری بات سچی، حجت آشکار فرمانا۔

اپنی رحمتِ خاص سے عروۂ وثقٰی تک پہنچانا۔ جنت کے عالی درجات عطا کر، ان درجاتِ علیا میں اپنے مکرم بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت نصیب کر۔ فضیلت صحبت منتہائے کمال کو پہنچے، عطیۂ رفاقت تمام ہو، نفس کو، اپنے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں میں سے جن پر تو نے اپنی نعمات نازل کیں

Marfat.com

رفیع کر، یہ رفاقت کتنی اچھی ہے!

بارِ الٰہا!

سلامتی نازل فرما، خاتم النبین محمد ﷺ، ان کی اولاد تمام انبیاء، مرسلین، تمام ملائکہ اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی طیب و طاہر اولاد اور ہادیانِ حق پر، آمین یا رب العالمین!

بارِ الٰہا!

محمد ﷺ و آلِ محمد پر اس طرح سلامتی نازل فرما جیسے انہوں نے ہمیں ہدایت بخشی۔

الٰہ العالمین!

ان پر رحمت نازل کر جیسے وہ ہمارے لئے باعثِ رحمت تھے۔

یا اللہ!

ان پر درود و سلام جیسے انہوں نے ہمیں معزز کیا۔ ان پر درود اور سلام جیسے انہوں نے ہمیں فضیلت عطا کی۔ ان پر درود و سلام جیسے انہوں نے ہمیں شرف بخشا۔

بارِ الٰہا! ان پر سلامتی نازل فرما، جیسے انہوں نے ہماری نصرت کی۔

خدایا! ان پر رحمت نازل فرما جیسے انہوں نے ہمیں بابصیرت بنایا۔

بارِ الٰہا! ان پر سلامتی نازل فرما، جیسے انہوں نے ہمیں قعرِ نار سے بچایا۔

خدایا! سرکارِ رسالت ﷺ کا چہرۂ اقدس پر نور بنا۔ ان کی عظمت بڑھا، حجت ظاہر فرما، ان کا نور کامل، میزان گراں بار، دلیل و برہان عظیم کر، ان پر اتنی بارانِ رحمت فرما، کہ وہ راضی ہو جائیں۔

آپ کو وسیلۂ جنت بننے کا منصبِ عالی عطا کر اس مقامِ محمود پر فائز فرما

Marfat.com

جس کا تو نے وعدہ کیا ہے اپنی بارگاہ میں تقرب و منزلت کے لحاظ سے آپ ﷺ کو تمام انبیاء اور مرسلین میں افضل اور ہمارے لئے ذریعۂ نجات بنا۔

آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق دے۔ الٰہ العالمین۔ آپ ﷺ کے ساغر سے ہمیں سیراب کر، ان کے حوض پر اتار، ان کے گروہ میں محشور فرما۔ ان کی ملت پر اٹھا۔

الٰہ العالمین! سائل ہوں کہ حضور ﷺ کے طریق پر چلنے، ان کی سنت اپنانے کی توفیق دے۔

اس راہ پر جس میں کوئی رسوائی نہیں، پچھتانے، چیخنے چلانے والے اور گمراہوں کے طریق پر نہیں۔

اے ذاتِ گرامی جس کے دروازے طلب گاروں پر کھلے ہیں، رجوع کرنے والوں پر اس کے حجاب مرفوع ہیں۔ ذاتِ والا! برے اعمال کی پردہ پوشی کرنے والے زخمی دردمند دلوں کے دارو! مشہدِ قیامت اور گناہوں کے پیش گاہ میں مجھے رسوا نہ کرنا، اپنی عزت اور جلالت کے صدقے مجمع عام میں مجھ سے اعراض نہ کرنا۔ اے حاجت مند، مضطر فقیر کی منتہائے آرزو، شکستہ دلوں کی ڈھارس، میری خطائیں معاف فرما، پوشیدہ گناہوں کی تشہیر نہ کر۔

میرے دل کو خطاؤں کی گرانی سے پاک کر، نزولِ موت کے وقت حسنِ استعداد دے۔

اے اکرم الاکرمین! سائلوں کی آرزوؤں کے مرکز! تُو میرا مولا ہے۔ پس میرے لئے دعا اور انابت کے دروازے کھول، قبولیت اور اجابت کا در مجھ پر بند نہ کر، اپنی رحمتوں کے صدقے آگ سے بچا۔

مجھے جنت کے بالا خانوں میں متمکن فرما۔ عروۂ وثقیٰ سے وابستہ رکھ۔

Marfat.com

سعادت پر میرا خاتمہ کراور سلامتی سے زندہ رکھ۔اے فضل وکمال والے! عزت وجلال کے مالک! حاسدوں اور دشمنوں کو میری فضیحت کا موقع نہ دے۔

سرکش حاکم اور راندۂ درگاہ شیطان کو مجھ پر تسلط نہ کر، اپنی رحمت کے صدقے میں اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے، تمام قوت وقدرت اسی عظیم اور ذیشان ہی کے لئے ہے۔

اللہ! سلامتی نازل فرما! محمد ﷺ وآلِ محمد پر بے پناہ درود وسلام۔

نمازِ عصر کے بعد کی دعا

اللہ کے نام سے شروع کرتی ہوں جو رحمٰن ورحیم ہے۔

پاک ہے وہ جو دلوں کی واردات جانتا ہے۔ ذیشان ہے وہ جو گناہوں کی تعداد کا احصاء کرتا ہے۔

عظیم المرتبت ہے کہ اس پر زمین وآسمان کا کوئی راز مخفی نہیں۔

اس کی حمد وثناء کہ اس نے مجھے اپنی نعمتوں کا انکاری اور فضل ورحمت سے سرگرداں نہیں کیا۔ پس خیر اسی میں ہے وہ اس کے شایان شان ہے۔

اللہ کی تمام ستائش اس حجتِ بالغہ کی بناء پر جو تمام مخلوق پر حاوی ہے، خواہ وہ عصیاں شعار ہو یا اطاعت گزار۔

اگر رحم کرتا ہے، تو اس کا احسان وکرم ہے، اگر سزا دیتا ہے، تو ان اعمال کی جزا ہے، جو انسان سے سرزد ہوئے، اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

خدائے قدوس کی حمد جس کی منزلت عظیم، اساس رفیع، ارکان مستحکم، اقتدار غالب، شان بلند، برہان آشکار ہے۔ رحم کرنے والا منعم ہے۔ اللہ ہی کی سب تعریفیں جو کل مخلوق سے مستور ہے۔ ربانی حقیقت سے دیکھتا، اور وحدانی

Marfat.com

قدرت سے ملاحظہ فرماتا ہے۔

بصری قوتیں اس کا ادراک نہیں کرسکیں، اور بیانات اس کو پا نہیں سکتے۔ منتہائے نظر عظمتِ الٰہی کا اندازہ نہیں کرسکتی۔ قوتِ اعتبار اسے سمجھنے سے قاصر ہے۔ بیشک وہی ملکِ جبار ہے۔

بارِ الٰہا! تو میرا مقام دیکھتا، کلام سنتا، معاملات سے باخبر ہے، اور جو کچھ میرے نفس میں ہے جانتا ہے، میرے امر کی کوئی چیز تجھ سے مخفی نہیں۔

میں اپنی طلب و کوشش میں تیری طرف لپکتی ہوں۔ تجھ سے اپنی حاجات مانگتی، اپنی آرزو کے لئے تیرے حضور گڑگڑاتی ہوں، اپنے فقر، حاجت، ذلت، تنگی، سختی، زاری میں تجھ ہی سے سائل ہوں۔ بے شک تُو بخشش اور مغفرت کرنے والا رب ہے تُو مجھے گناہوں سے سرشار پاتا ہے۔ (اس کے باوجود) میں تیرے سوا اور کسی کو نہیں پاتی، جو میرے گناہ معاف کرے۔

مجھے عذاب دینے سے تُو بے نیاز ہے لیکن میں تیری رحمت کی آرزومند ہوں، حاجت مندی میں تیری بارگاہ میں دستِ سوال دراز کرتی ہوں۔

مجھ سے بے نیازی اور اپنی قدرتوں کے ظہور اور نوازشوں کے نہ روکنے کے صدقے میں میری یہ دُعا قبول فرما۔

اس مجلس میں میری حاضری نواز، انوارِ رحمت سے بہرہ یاب فرما۔

میں نے یہ گزارش تیرے حضور پیش کی، اپنی جناب سے کام روا کر۔

خدایا! جن اُمور کی سختی سے پریشان ہوں، آسان کر، جن چیزوں سے عاجز ہوں، مشکل کشائی فرما۔

بارِ الٰہا! خلائق سے جو میرے لئے ارادۂ بد رکھے وہ برائی انہی پر طاری کر آمین یا ارحم الراحمین۔

Marfat.com

جن چیزوں کی شدت سے خائف ہوں، وہ میرے لئے آسان کر، جن تکلیفوں کے کرب سے ہراساں ہوں سہل کر۔ جس تنگی سے خوفزدہ ہوں دُور فرما، آمین یا ربّ العالمین!

بارِالہا! میری قوت بصارت، سماعت اور تمام اعضاء سے خود بینی، دکھاوا، تکبر، غرور، سرکشی، حسد، ضعف، شک، بزدلی، تنگ حالی سختی، رُسوائی، مکر، فریب اور فتنہ وفساد ناپید کر۔ میرے لئے وہ اوصاف مخصوص فرما جو تیرے نزدیک پسندیدہ اور مستحسن ہوں، اے بہت زیادہ رحم فرمانے والے۔

بارِالہا! محمد ﷺ و آلِ محمد پر اپنی رحمت نازل کر۔ میرے گناہ بخش دے، ستر پوشی کر، گھبراہٹ اور ہراس تسکین میں بدل۔ مصیبت کا مداوا کر، فقر غنا میں بدل۔ حاجت برآری فرما اور لغزش سے چشم پوشی کر پراگندگی سکون میں بدل۔ جن اُمور سے مغموم ہوں۔ میری مدد فرما، ان اُمور میں کفایت کر جو آنکھ سے اوجھل یا پیشِ نظر ہیں۔ یا جن کے بارے میں تجھ سے خائف ہوں۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

بارِالہا! میں نے اپنے کام تیرے سپرد کئے۔ تیرے حصار میں پناہ لیتی ہوں۔

نفس جس چیز کے لئے متہم ہوتا ہے، تجھ سے اس کی سلامتی چاہتی ہوں۔ خوف اور امید میں تجھ سے فریاد کرتی ہوں۔ تُو ہی وہ کریم ہے جو امیدیں منقطع اور دعائیں ناکام و بے مراد نہیں کرتا۔

تیری بارگاہ میں سوال کرتی ہوں اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام، کلیم موسیٰ علیہ السلام، روح عیسیٰ علیہ السلام اور برگزیدہ نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے میں اپنی معزز توجہ مجھ سے نہ ہٹا۔ حتیٰ کہ میری توبہ قبول فرما، میری اشک باری پر رحم کر،

Marfat.com

میری خطائیں معاف فرما۔

اے ارحم الراحمین!

اے احکم الحاکمین!

ظلم کرنے والوں کے خلاف میری فریاد رسی، دشمنوں کے مقابلے میں نصرت کر۔

بارِالٰہا! میرے دین کی اصلاح فرما کہ وہ میرے امر کی پناہ گاہ ہے۔ میری دنیا سنوار، کہ وہ میری جائے زیست ہے۔ میری آخرت بہتر بنا کہ میرا مقام بازگشت ہے۔

میری زندگی ہر بھلائی کی فراوانی کا سامان کرے، میری موت مجھے ہر بُرائی سے راحت دلائے۔

بارِالٰہا!

تُو سب سے زیادہ معاف کرنے والا اور عفو کو پسند کرتا ہے۔ پس میرے گناہ معاف فرما۔

بارِالٰہا!

میرے تاحدِ عمل میری زندگی کو خیر بنا۔ جب میری وفات ہو تو اسے بھی میرے لئے خیر کر۔

تجھ سے غیب و حاضر میں خشیت مانگتی ہوں۔ غصہ اور مسرت میں عدل، غربت اور تونگری میں میانہ روی چاہتی ہوں۔ میں تجھ سے ابدی نعمتیں، کبھی ختم نہ ہونے والی خنکی چشم کی طالب ہوں۔ قضاء میں تیری رضا کی متمنی ہوں۔ لذتِ دیدار کی التجا کرتی ہوں۔

بارِالٰہا!

Marfat.com

رُشد و ہدایت کے اُمور میں تیری رہنمائی چاہتی ہوں۔ مجھے نفسانی برائیوں سے بچا۔

الہ العالمین! میں نے عملِ سوء اور اپنے نفس پر زیادتی کی، پس مجھے بخش دے.... بے شک تیرے سوا کوئی مغفرت کرنے والا نہیں۔

بارِ الہا! عافیتِ مؤجل آزمائش میں صبر، دُنیا سے جاتے ہوئے تیری رحمت مانگتی ہوں۔

الہ العالمین!

میں گواہی دیتی ہوں، تیرے فرشتے، حاملانِ عرش، زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے، سب شاہد ہیں کہ بے شک تُو ہی معبود ہے۔ تیرے سوا اور کوئی الہ نہیں۔ واحد و یکتا، کوئی تیرا ساجھی نہیں، محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں۔ ان پر اور ان کی آل پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ تیری بارگاہ میں سائل ہوں داتا تیری ہی حمد ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ آسمان و زمین کا بنانے والا ہر چیز کے ہونے سے پیشتر بھی کائن، ہر شے کا صانع اور اس وقت بھی مکوّن ہے، جب کوئی چیز باقی نہ ہوگی۔

بارِ الہا!

تیری رحمت سے آس لگائے، تیرے جُود و کرم کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہوں، تُو اپنی رحمت نہ روک۔

میں طالبِ آمرزش ہوں پس مجھ پر عذاب نہ کر۔ میں مغفرت چاہتی ہوں۔ پالنے والے، پس تُو مجھے بخش دے۔ تُو میرے احوال سے آگاہ ہے۔ مجھے تعذیب نہ کر بیشک تو مجھ پر قادر ہے۔ اپنی رحمتوں کے صدقے میں اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

Marfat.com

ربّ العالمین! اے رحمتِ واسعہ کے مالک! رافع ونافع رحمت کے والی!

اپنے گرامی ترین رسول، بندے پر رحمت نازل فرما۔ انھیں سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ مکرم رکھ۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں۔ فضیلتوں سے سرفراز اشرف، معظم، عالی مرتبت مکرم اور کامل ترین وسیلہ ہیں۔ اپنا مبلغ بنانے پر تُو نے ان کی تعریف کی۔ تیری وحی کے امین ہیں۔ بارِالٰہا! جیسے تو نے ان کے ذریعہ گم کردہ راہ کی رہنمائی کی۔ ان کے توسط سے راہِ ہدایت واشگاف کی، اسی طرح ان کی نہج رشد ہمارے لئے سنت، اور روشن دلیلیں ہمارے لئے وسیلۂ عمل بنا۔ ان کے توسط سے تجھ تک میری راہ یابی کامل ہو۔

الٰہی! تیرے ہی لئے حمد وثناء ہے ساتوں آسمانوں ان کی فضاؤں، ساتوں زمینوں اور ان کی تہوں میں، اور جو کچھ زمین و آسمان کے مابین ہے، رب کریم کے عرش کی وسعتوں میں، گناہ بخشنے والے رب کی میزان، ربِ قہار کے کلمات کی روشنائی جنت، دوزخ، سمندروں اور زمین کی نچلی سطحوں میں اور جو کچھ قابلِ دید یا مخفی ہے سب تیری تسبیح وحمد کر رہے ہیں۔

الٰہی! اپنی صلوٰت، برکات، احسان، مغفرت، رحمت، خوشنودی، فضل، سلامتی، ذکر، نور، شرف، نعمت اور خیر نازل فرما۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جیسے تُو نے سلامتی، برکت اور رحمت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کو عطا کی۔ بے شک تو ہی بزرگی، اور محامد کا مالک ہے۔

بارِالٰہا!

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخرت میں وسیلۂ عظمیٰ (شفاعت کا) بنا اور اپنی بارگاہ سے جلیل القدر جزا عطا فرما حتیٰ کہ روزِ قیامت انہیں رفعتوں سے مشرف کرائے ہدایت کے والی!

Marfat.com

بارِالٰہا!

رحمت نازل فرما محمد ﷺ و آلِ محمد ﷺ پر، اور تمام ملائکہ، انبیاء، رسل پر، اور سلام ہو جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، حاملانِ عرش، ملائکہ مقربین، کرامِ کاتبین، کروّبین پر اور تمام ملائکہ پر سلام ہو۔

ہمارے جدِامجد حضرت آدم علیہ السلام، جدۂ محترمہ حضرت حوا علیہا السلام، تمام مرسل نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور پاکبازوں پر سلام۔ سب مرسلوں پر سلام!

تمام حمد و ثناء عالمین کے ربّ کی ہے۔ اس عظیم و برتر کے سوا کوئی قوت و طاقت نہیں۔ میرے لئے اللہ کافی ہے، کتنا اچھا کارساز ہے! اللہ محمد مصطفےٰ ﷺ اور آلِ محمد پر تیری بیشمار رحمتیں نچھاور ہوں۔

نمازِ مغرب کے بعد کی دُعا

اللہ کے نام سے شروع کرتی ہوں۔ جو رحمٰن و رحیم ہے۔

اللہ کی سب تعریفیں کہ حمد سرا اس کی مدح کا احصاء نہیں کر سکتے۔

الہٰ العالمین کی ستائش کہ شمار کرنے والے اس کی نعمتوں کا شمار نہیں کر سکتے۔ اللہ کی حمد کہ کوشش کرنے والے (باوجود سعیِ بلیغ کے) اس کا حق (سپاس گزاری) نہیں ادا کر سکتے۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو ہر چیز سے پہلے، ہر شے کے بعد رہنے والا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی سزاوارِ عبادت نہیں۔ اپنی آیات سے ظاہر اور حقیقت کے لحاظ سے مخفی ہے۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی جِلاتا اور مارتا ہے خدائے قدوس، بزرگ و برتر بخشش کرنے والا ذیشان بقائے دوام کا مالک ہے۔

Marfat.com

سب حمد وثناء اللہ کیلئے کہ عالم اس کے علم کا ادراک نہیں کر سکتے۔ جاہل اپنے کفر وعصیان سے اس کی بردباری کم نہیں کر سکتے۔ مدح گو اس کی مدحت کو نہیں پاسکتے۔ توصیف کرنے والے اس کی صفات بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ مخلوق اس کی شایانِ شان تعریف کرنے سے عاجز ہے۔

اللہ کی سب ستائش جو ملک، ملکوت، عظمت، جبروت، عزت، کبریائی، جلال، بزرگی ہیبت، قوت، احسان، غلبہ، فضل، نوازش، عدل، انصاف خلق، بلندی، رفعت، تمجید، فضیلت، حکمت، غنا، وسعت، کشادگی، انبساط وانقباس، حلم، علم، حجتِ بالغہ، نعمتِ کاملہ بہترین وخوب ترین ثناء، عظیم کرم، دین و دنیا کے ملک، جنت و دوزخ اور ان کے مابین ہر چیز کا مالک بزرگ وبرتر ہے۔

اسی ذاتِ قدس کی مدح جو اسرارِ غیب سے آگاہ اور دلوں کے مخفی راز سے باخبر ہے۔ کوئی چیز اس سے غائب ہوتی ہے، نہ گریز ومفر کر سکتی ہے۔ اللہ کی سب حمد وثناء جو اپنے غلبہ واقتدار میں عظیم، بلندی شان میں عزیز، ملک خدائی میں درستکار، ہیبت میں زبردست، عرش پر چھایا ہوا مخلوق کا دانندہ حال ہے۔ انسان ابھی ارادہ کرتا ہے اور وہ اس کی دستگیری کو پہنچتا ہے۔

سب ثناء اس ذاتِ والا کی جس نے اپنے کلمات سے مضبوط آسمان قائم کیے، زمینوں کے فرش بچھائے۔ بلند وبالا پہاڑوں کی میخیں نصب کیں۔ درختوں کو بار آور کرنے والی ہوائیں چلائیں۔ فضائے آسمان میں بادلوں کو رواں کیا۔ سمندروں کو ان کی حدود میں ٹھہرایا، دل اس کے خوف سے لرزاں ہیں، اربابِ قوت اس کی ربوبیت کے سامنے سر تسلیم خم ہیں۔ تُو کتنی برکتوں والا ہے! اے قطراتِ باران، درختوں کے پتوں کا احصاء کرنے والے! محشر میں مُردہ جسموں کو جلانے والے پاک ہے تُو اے جلالت وتکریم والے! تُو اس مسافر فقیر کی دستگیری کرتا ہے جو

Marfat.com

تیری بارگاہ میں پناہ چاہتا ہوا فریاد کرتا آتا ہے۔ تُو اس بندے کو بھی نوازتا ہے جو تیرے حضور رضاؤں کا خواستگار صبح کے وقت حاضر ہوتا ہے۔ تیری جناب میں جھکتا، تیرے حضور گڑگڑاتا ہے۔ اس کی یہ صورتِ حال تجھ سے پوشیدہ نہیں۔

اے پالنے والے! میری دُعا حرماں نصیب نہ کر۔ جو آرزو تیری ذات سے وابستہ کئے ہوں ناکام نہ کر۔ اے ذاتِ اقدس جو ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ ازلی وابدی ہے ہر نفس جو کسبِ اعمال کرتا ہے اسکا نگران ہے۔

اے ذاتِ برتر! جو ایامِ روزگار منصرف کرتا ہے مہینوں کو گھماتا، سالوں کو گردش میں لاتا ہے، ایسا دائم وقائم کہ وقت جس کی آزمائش نہیں کرسکتا، گردشِ دوراں جس پر اثر انداز نہیں ہوتی۔

اے وہ ذاتِ گرامی! جس کا ہر روز نئی شان سے جلوہ گر ہوتا ہے۔ اسی کے پاس کمزور، طاقتور، شہزور ہر ایک کا رزق تیار ہے۔ مخلوق کے درمیان رزق تقسیم کرتا ہے۔ دانہ اور چڑیا کے درمیان حدِ اعتدال قائم رکھتا ہے۔ بارالہا جب لوگوں پر جگہ تنگ ہو جائے تو تنگی مقام سے تیری پناہ چاہتی ہوں۔

بارِ الٰہا! روزِ قیامت جب مجرموں کیلئے طویل ہو اسے اتنا مختصر کرنا جیسے دو نمازوں کا درمیانی وقفہ۔

بارِ الٰہا! جب سورج کھوپڑیوں کے اتنا قریب ہو کہ ہمارے سروں اور اس کے درمیان چند ہاتھوں کا فاصلہ رہ جائے، اس کی گرمی دس سال کی تمازت سے زائد ہو۔ اس وقت ہمارے سروں پر ابرِ رحمت سایہ فگن کر ہمارے لئے منبر و کرسی نصب فرما۔ ہم ان پر متمکن ہوں اور لوگ اپنے اپنے مقام کو پالیں۔

آمین رب العالمین!

بارِ الٰہا! ان نوازشوں کے توسط سے سوال کرتی ہوں کہ مجھے بخش، میری

Marfat.com

لغزشوں سے صَرفِ نظر کر، میرے بدن کو سکون، دین میں سلامتی، ارزانی فرما۔ میں تجھ سے مانگتی ہوں، اور مجھے قبولیت کا پختہ یقین ہے مشکلات میں میری اعانت فرما، میں تجھے پکارتی ہوں اور جانتی ہوں کہ تُو میری پکار سنتا ہے۔ پس میری دُعا قبول فرما۔ امیدیں منقطع، دعائیں ناکام اور ثناء رد نہ کر، میں تیری خوشنودی کی حاجت مند، مغفرت کی آرزومند ہوں۔ مجھے اپنی رحمتوں سے مایوس نہ کر، میں تجھے پکارتی ہوں، تیرے عتاب سے گریز نہیں ہوسکتا، تُو ہی عافیت میں رکھ، عفو کا احسان فرما۔ حالتِ اسلام میں موت دے اور صالحین سے ملحق فرما۔

پالنے والے! مجھ سے اپنا فضل نہ روک، احسان کرنے والے! مجھے ذلت وخواری سے نفس کے حوالے نہ کر۔

اے نوازنے والے! پالنے والے! پیاروں کے فراق میں اضطراب، قبر کی تنہائیوں اور سختی، میزانِ قیامت میں بے بسی اور غربت، اپنے حضور حساب لیتے ہوئے میری کم مائیگی اور بے بضاعتی کے عالم میں مجھ پر رحم فرما۔

اے پالنے والے! آتشِ جہنم سے تیری پناہ چاہتی ہوں۔ پس تُو مجھے محفوظ رکھ۔ آگ کے عذاب سے بچنے کیلئے تیرے سامنے گڑگڑاتی ہوں۔ پس تُو ہی بچا۔ ہر کرب کی حالت میں تیری عافیت چاہتی ہوں۔ پس تُو رحم فرما۔ نادانستہ جو کچھ بھی مجھ سے سرزد ہوا، اس کے لئے طالبِ مغفرت ہوں۔ پس تُو بخش دے۔ پالنے والے تیرے حضور حاجت برآری کے لئے آئی ہوں۔ پس تُو مایوس نہ کر۔ اے کریم! بخشش واحسان کرنے والے! چشم پوشی کرنے والے میرے آقا! بے حساب عطا کرنے والے رحیم! اپنے حضور گڑگڑانے والوں میں میری دُعا قبول فرما۔ منتجبین میں میری گریہ وزاری پر رحم فرما۔

دُنیا سے جاتے ہوئے اپنے دیدار کا سرور عطا کر، امیدوں کے منتہائے

Marfat.com

عظیم! مردوں میں میری ستر پوشی کر، قبر کی تنہائیوں کے خوف میں عطوفت فرما۔ تُو ہی میری آرزوؤں کا مرکز، طلبِ حاجات کا مقصود ہے۔ توضیح سوال میں میرے ارادوں سے آگاہ ہے۔

اے حاجتوں کو بَر لانے والے! میری حاجت پوری کر، میں تجھ ہی پر بھروسہ کرتی ہوں، تُو ہی استعانت اور مقصد برآری کرنے والا ہے۔

گناہوں سے بچ کر تیری بارگاہ میں حاضر ہوئی ہوں قبول فرما۔ تیرے عدل کی بجائے مغفرت کی ملتجی ہوں۔ پس مدد کر، تیرے دبدبے سے دامنِ عفو میں پناہ لیتی ہوں، سرفراز فرما۔ سرزنش وعتاب کی بجائے طلب گارِ رحمت ہوں، پس تُو مجھے نجات دے۔

فزعِ اکبر سے مامون کر، عرش کے زیرِ سایہ رکھ، رحمت کے دوہرے حصے عطا فرما۔ دُنیا میں سلامتی کے ساتھ نجات دے، ظلمات سے نور کی طرف لے جا، روزِ قیامت میرا چہرہ پُرنور بنا، حساب آسان کر، مخفیات میں تشہیر نہ کر اور آزمائشوں میں ثابت قدم رکھ۔

بارِالٰہا!

حضرت یوسف علیہ السلام کو جس طرح برائی اور بدفعلی سے منصرف کیا، ایسے ہی مجھے برائیوں سے بچا۔ جس کی مجھ میں ہمت نہیں، اس کا زیرِ بار نہ کر، سلامتی کے گھر کی جانب ہدایت کر، قرآن سے منفعت، مستحکم قول سے ثبات دے اور راندۂ درگاہ شیطان سے محفوظ رکھ۔ اپنی قوت، طاقت، جبروت کے صدقے میری حفاظت فرما، علم، حلم، رحمت واسعہ کے واسطے جہنم سے بچا۔ جنتِ فردوس میں ساکن فرما۔ اپنے دیدار سے بہرہ ور فرما۔ اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے ملحق کر۔

شیاطین، اس کے کارندوں اور ہر صاحبِ شر کے شر سے محفوظ رکھنا۔

Marfat.com

بارِ الٰہا!

میرے دُشمن، ستم رساں اگر جوش وخروش سے آئیں تو ان کی بہادری بزدلی میں بدل، ان کی جمعیت پراگندہ، اسلحہ کند کر۔ ان کے جانوروں کی کونچیں کٹ جائیں۔ ان پر سخت آندھیاں اور گرج ہمیشہ کے لئے ٹوٹ پڑے حتیٰ کہ واصلِ نار ہو جائیں۔ ان کے سرداروں کو ان کے مساکن سے گرا دے۔

آمین یا ربّ العالمین!

اے اللہ! محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما۔ ایسی رحمت کہ جسے اوّلین نکوکاروں کے ساتھ اور سیّد المتقین، خاتم النبین، خیر کے قائد، رحمتوں کے سرچشمہ مشاہدہ فرمائیں۔

بارِ الٰہا!

بیتِ محترم، مشعرِ حرام رکن، مقام، حلال و حرام کے مالک! روحِ محمد ﷺ کو ہماری طرف سے درود وسلام پہنچا۔

یارسول اللہ ﷺ! آپ پر سلام ہو، اے اللہ کے امین آپ پر سلام ہو۔ یا محمد بن عبداللہ آپ پر سلام ہو۔ اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ پس وہ ایسے ہی ہیں، جیسے ان کی تعریف کی گئی۔ مؤمنین پر مہربان، اور رحم کرنے والے۔

بارِ الٰہا! حضور ﷺ کو عطا فرما وہ بہترین عطا جس کی تیری بارگاہ میں آرزو کی جاتی ہے وہ بہترین التماس جو میں کرتی ہوں، اور قیامت تک کی جانے والی حاجات میں سے افضل سوال جو تجھ سے کیا جائے۔ آمین رَبّ العالمین!

نمازِ عشاء کے بعد کی دُعا

اللہ کے نام سے شروع کرتی ہوں، جو رحمٰن و رحیم ہے۔

Marfat.com

پاک ہے وہ جس کی عظمت کے سامنے ہر چیز سرفگن ہے۔ پاک ہے وہ جس کی عزت کے سامنے ہر چیز خوار و زبوں ہے۔ پاک ہے وہ جس کے فرمان اور تسلط سے ہر چیز فروتن ہے۔ پاک ہے وہ جس کے لئے مشکل اُمور ہیچ ہیں۔ اللہ کی سب ستائش جو اپنے ذکر کرنے والے کو نہیں بھلاتا۔ اللہ کی ہر ثناء جو اپنے پکارنے والے کو ناکام نہیں کرتا۔ اللہ کی ہر حمد اپنے توکل کرنے والے کا کارساز ہے۔ اللہ کی سب تعریف جو آسمان کو بلند، زمین کو پھیلانے والا، سمندروں کو محصور کرنے والا، پہاڑوں کو تہ بہ تہ بچھانے والا، حیوانوں کو زندگی اور درختوں کو وجود دینے والا، زمین کے مخفی چشمے واشگاف کرنے والا، مہمات کا مدبّر، بادلوں کو روانی دینے والا، گرمی، سردی ظاہر کرنے والا، وہ ذات جس کی نعمت (ہدایت) سے صالحات کی تکمیل ہوئی۔ اس کی شکرگزاری زیادتی نعمت واجب کرتی ہے۔ اس کے فرمان سے آسمان قائم ہوا۔ اس کے دبدبے سے پہاڑ ساکن اور حیوان وسیع بیابانوں میں اور پرندے آشیانوں میں جاگزیں ہیں۔

اللہ کی سب تعریف جو درجات بلند، آیات نازل، برکات وسیع، اور پردہ پوشی کرنے والا خوبیاں قبول، لغزشیں نظرانداز، درد و کرب دُور کرنے والا، برکتیں نازل اور دعائیں برلانے والا مُردوں کو زندہ کرنے والا۔ زمین اور آسمان کی ہر مخلوق کا معبود ہے۔

ہر سپاس گزاری، ذکر، شکر، صبر، نماز، زکوٰۃ، قیام، عبادت، سعادت، برکت، رحمت، نعمت، کرامت، ادائیگی فرض، سختی، نرمی، تکلیف، خوشی، مصیبت، آزمائش، عسرت، عافیت، فقر و غنا، ہر حال، ہر گھڑی، وقت، زمان، ٹھکانہ، مقام اور منزل کے لئے اس کے تعریف و ستائش ہے۔

پالنے والے!

Marfat.com

تیری بارگاہ میں پناہ لیتی ہوں۔ پس تُو پناہ دے تیرے حضور گڑگڑاتی ہوں تُو سن، تیری مدد مانگتی ہوں، تُو اعانت فرما۔

تیرے حضور فریادی ہوں۔ تُو فریاد رسی کر۔ تجھے پکارتی ہوں میری پکار سُن۔ مغفرت چاہتی ہوں۔ پس میرے گناہ بخش، تیری نصرت چاہتی ہوں پس میری نصرت فرما۔ تجھ سے طالبِ ہدایت ہوں۔ پس مجھے راہِ ہدایت پر گامزن کر۔ تجھ پر بھروسہ کرتی ہوں۔ پس کفایت کر، تیرے حضور التجائیں لاتی ہوں، بَر لا۔ تیری ذات سے متمسک ہوں پس تحفظ فرما۔ تجھ پر توکل کرتی ہوں کارسازی فرما۔

بارِ الٰہا! اپنے بندوں کو، جوارِ رحمت، پناہ گاہ، حریمِ خاص، صیانت، حفاظت، حرمت، امن، سایۂ عاطفت، کرم گستری میں رکھ۔ میری پوری حفاظت کر، اپنی حفاظت صیانت، حراست، عاطفت، میرے آگے پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر، نیچے، گردونواح میں کر۔ حتیٰ کہ مخلوقات میں سے کوئی مجھے نقصان، ایذا نہ پہنچا سکے۔

اس توسط سے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تُو احسان کرنے والا، زمین و آسمان بنانے والا۔ ذوالجلال، صاحبِ تکریم ہے۔ یا الٰہ العالمین!

حاسدوں کے حسد، سرکشوں کی سرکشی، چالبازوں کی چالبازی، فریب کاروں کی فریب دہی، حیلہ سازوں کے حیلے، دھوکہ بازوں کے دھوکے، ظالموں کے ظلم، ستم شعاروں کے ستم، شقی انسانوں کی شقاوت، بغض کرنے والوں کی ناراضی، شدّت پسندوں کے تیور، حملہ آوروں کے حملے، گردن سے دبوچنے والوں کی گرفت، غاصبوں کے غصب، رشک کرنے والوں کے رشک، بدگوؤں کی بدگوئی چغل خوروں کی برائی، جادوگروں کے سحر، سرکشوں اور شیطانوں کی شیطنت، سلاطین کے جور اور عالمین کے مکروہات سے مجھے بچا۔

Marfat.com

بارِالٰہا!

اس سربستہ، پاک، طیب اسم کے توسط سے سائل ہوں، جس سے زمین و آسمان قائم ہیں۔ جن کے انوار سے اندھیرے چھٹ گئے۔ ملائکہ اسی کے لئے تسبیح گو ہیں۔ دل اس کی ہیبت سے ترساں اور گردنیں اس کے لئے خم ہیں۔ اسی سے مُردوں کو جلاتا ہے۔ مجھے بخش دے، وہ تمام گناہ جو میں نے رات کے اندھیروں، دن کی روشنی، دیدہ و دانستہ یا نادانستہ، خفیہ یا ظاہراً کئے ہیں، معاف فرما، اور مجھے ہدایت کا یقین نور، علم، فہم عطا کر حتیٰ کہ تیرے قرآنی احکام پر قائم رہوں۔ تیرے حرام کردہ کو حرام، حلال کو حلال سمجھوں، فرائض ادا کروں، تیرے نبی محمد ﷺ کی سنت پر قائم رہوں۔

بارِالٰہا! مجھ اس صالح کے ساتھ ملا جو دُنیا سے تشریف لے گئے۔ مجھے اس صالح کے ساتھ رکھ جو باقی ہے۔ میرے عمل کو احسن عمل پر ختم کر بے شک تُو ہی غفور و رحیم ہے۔

بارِالٰہا! جب میری زندگی فنا، مدتِ حیات تمام ہو، تیری بارگاہ میں میری حضوری لازم ہو، میں سوال کرتی ہوں اے لطف وکرم والے جنت میں میری قرارگاہ واجب فرما، اسی کی تمنا اوّلون نے کی اور متاخرین کرتے ہیں۔

الٰہ العالمین! میری مدحت اور پکار قبول فرما۔ میری کمزوری، عجزِ نفس کے اقرار و اعتراف اور مصیبت پر رحم کر، پکارنے والوں میں میری صدا، آہ وزاری کرنے والوں میں میرا خضوع وخشوع، اپنے خاکروں میں میری مدح، حمد سراؤں میں میری تسبیح بھی قبول کر۔ بے شک تُو ہی مضطروں کی سننے والا، فریادیوں کا فریاد رس، غمزدوں کا سہارا، شکستہ دلوں کی ڈھارس، مؤمنین کا نگہبان گناہ گاروں سے چشم پوشی کرنے والا ہے۔ اللہ کی رحمتیں ہوں بشیر و نذیر، سراج منیر اور تمام ملائکہ، اور

Marfat.com

انبیاء علیہم السلام پر۔

بارِ الٰہا!

اپنی مدحت سکھانے والے، آسمانوں کے خالق، دلوں کے پہاڑ شقی اور سعید فطرت پر بنانے والے سلام کی عظمتیں، برکتوں کے عطیے، درود کی رافت، رحمت کی فضیلتیں محمد ﷺ پر نازل فرما۔ حضور تیرے بندے رسول وحی کے امین، حجتوں پر قائم ہیں۔ حضور حرم کو پاک کرنے والے تیرا امر ظاہر، اور آیات آشکار کرنے والے، اور تیرے لئے اپنی نذر پوری کرنے والے ہیں۔

یا اللہ! حضور ﷺ کو فضائل کی تمام تر فضیلت، فخر و مناقبت میں کلی منقبت ارزانی فرما، بہترین حال، اور خوب ترین منزلت عطا کر کہ میں نے محمد ﷺ کو تیرے لئے تبلیغ دین میں مستعد، آزمائشوں کی ناگواریوں میں صابر، تیرے دشمن کا دشمن، تیرے محبّ کا دوست دار دیکھا۔ جس سے تُو نے کراہت کی، اس سے گریزاں، جسے تُو نے پسند کیا اس کا طلب گار پایا۔ حضور ﷺ کو جزا کے فضائل، عنایت و عطا کے خصائص عطا فرما۔ اپنی عنایت سے ان کا امر روشن کر۔ ان تمام بزرگوں میں سے جو تیری مقرر کردہ حدود پر قائم اور حرمِ مقدس کو پاک کرنے والے تھے۔ حضور ﷺ کے درجات بلند کر حتیٰ کہ کوئی خوبی، اچھائی، رحمت و کرامت سے کوئی چیز ایسی باقی نہ رہے، جن سے محمد موصوف و سرفراز، اور مخصوص نہ ہوں، بہترین نوازش کر اور حضور ﷺ کو مقاماتِ علیا تک پہنچا۔ آمین رب العالمین!

یا الٰہ العالمین! اپنے دین، نفس اور تمام نعمتوں کے لئے میں نے تیرے حضور دعا کی، پس مجھے اپنے دامنِ عافیت، حفاظت، عزت اور صیانت میں رکھنا کہ تیرا جوارِ مکرم، ثناء جلیل، اسماء مقدس ہیں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ رنج اور

Marfat.com

راحت، سختی و نرمی میں تُو ہی میرے لئے کافی ہے۔ تُو ہی بہترین کارساز ہے۔
پروردگار تجھ ہی پر ہم توکل اور اعتماد کرتے ہیں۔ تیری ہی طرف ہمیں لَوٹنا ہے۔

ہمارے رَبّ!

کافروں کو ہمارے لئے فتنہ نہ بنا، ہمارے رَبّ، ہماری مغفرت کر، بے شک تُو ہی عزیز و حکیم ہے۔ ہمارے رَبّ ہمیں عذابِ جہنم سے بچا۔ بے شک اس کا عذاب دردناک ہے، اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ اور مقام ہے۔

پالنے والے!

ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر۔ بے شک تُو ہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

پروردگار! بے شک ہم ایمان لائے، ہمارے گناہ بخش، ہماری بُرائیاں دُور کر ہمیں نیکوکاروں کے ساتھ رکھ۔

یا رَبّ!

ہمیں عطا فرما وہ جس کا تو نے اپنے رسولوں سے وعدہ کیا۔ روزِ قیامت ہمیں محزون نہ رکھ۔ بیشک تُو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

پروردگار!

ہم سے بھول یا خطا سرزد ہو تو ہمیں ماخوذ نہ کر، ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کے زیرِ بار ہم سے پہلے لوگ کئے گئے، نہ ہی ایسا بار جس کی ہم میں طاقت نہیں، ہمارے گناہ معاف کر۔ ہماری مغفرت کر، ہم پر رحم فرما۔ بے شک تُو ہی ہمارا مولیٰ ہے۔ کافروں کے مقابلے میں ہماری نصرت کر۔ پالنے والے، ہمیں دنیا و آخرت میں حسنات عطا فرما، اپنی رحمت کے صدقے میں عذابِ نار سے بچا۔

ہمارے سیّد و سردار محمد ﷺ اور ان کی طیب اولاد پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔

Marfat.com

حیاتِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

ولادت سے نزولِ قربِ قیامت تک

مصنف کامران اعظم سوہدروی

اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ سے پہلے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ تھی۔ ان کی تعلیمات وہی تھیں جن کا پرچار ان سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کرتے رہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات مبارکہ پر غور کیا جائے تو وہ روحانی زندگی کے داعی نظر آتے تھے، ان کی تمام تر مساعی جمیلہ کا مقصد دُنیا میں امن کا قیام تھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام دنیا تک پہنچانے کے لئے اپنا تن من دھن لگا دیا لیکن اس عہد کے حکام ان کی راہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالتے رہے حتیٰ کہ انہیں شہید کرنے کا منصوبہ بنا لیا گیا۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھا لیا اور ان کے قتل کے درپے لوگ دھوکہ میں پڑ گئے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اب ایک مخصوص وقت پر دوبارہ اس دُنیا میں ظاہر ہوں گے اور اس دور میں فتنہ و فساد مچانے والوں پر فتح یاب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس برگزیدہ بندے کی حیات مبارکہ کے بارے میں اُردو زبان میں بہت کم ایسا مواد موجود ہے جسے مستند سمجھا جا سکتا ہے۔ کامران اعظم سوہدروی نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے زیرِ نظر کتاب تصنیف کی ہے۔ اس میں پوری جامعیت سے بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حسب ونسب کیا تھا؟ اور کن حالات میں مبعوث ہوئے؟ ان میں اوصاف کیا تھے؟ ان پر نازل ہونے والی اناجیل اور ان کی تعلیمات کیا تھیں؟ ان کی معجزات کا پوری تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے لئے کہاں کہاں کا سفر کیا؟ کون تھے جنہوں نے ان کا ساتھ دیا؟ اور پھر کن اسباب کی بنیاد پر لوگ ان کی جان کے دشمن بن گئے؟ اور پھر وہ کیسے آسمان پر اٹھا لئے گئے؟ ان سارے ابواب کو پوری تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ کتاب میں آخری باب میں ان حالات کا ذکر بھی موجود ہے جن کے دوران سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ظہور فرمائیں گے۔ زیرِ نظر کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں روایات کی صحت کو مدِ نظر رکھا گیا البتہ دوسرے نقطہ ہائے نظر کو شامل ضرور کیا گیا ہے۔ موجودہ حالات میں کتاب تینوں مذاہب کے ماننے والوں کیلئے نہایت دلچسپی کی حامل ہوگی۔ کتاب کی پروڈکشن دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ایک نسبتاً چھوٹے شہر میں اس قدر عمدہ صلاحیتوں کے حامل لوگ بھی موجود ہیں۔ "بک کارنر شوروم" اس کیلئے لائقِ تحسین قرار پاتا ہے۔ (سنڈے ایکسپریس، 31 اکتوبر 2010ء)

بُک کارنر شوروم بالمقابل اقبال لائبریری بُک سٹریٹ جہلم پاکستان

Marfat.com

جانشین پیغمبر ﷺ، پیکر صدق و وفا، عاشق رسول ﷺ

رفیق غار و مزار، خلیفۃ المسلمین، خلیفہ اوّل، امیر المومنین

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پہلا شایانِ شان تذکرہ

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آسمان خلافت کے ایک ایسے درخشاں ستارے تھے کہ جو کچھ عرصہ چمک کر اپنی تابندگی کی شعاعیں ابد تک چھوڑ گئے۔ انہوں نے اس قلیل عرصے میں واقعات کا ایسا رُخ بدلا اور وقت کے ریگ زار پر اپنے نقشِ پا کچھ اس انداز سے چھوڑ گئے کہ قیامت تک آنے والے لوگ ان سے اپنی ہدایت کا راستہ تلاش کرتے رہیں گے۔ آپ کی زندگی کے انہی واقعات، حیات و تعلیمات کو مصر کے نامور مصنف محمد حسین ہیکل نے نہایت احسن طریقے سے اِس کتاب میں جمع کیا ہے۔

مصنف: محمد حسین ہیکل

مترجم: انجم سلطان شہباز

ناشران

بک کارنر شوروم بالمقابل اقبال لائبریری

بک سٹریٹ جہلم پاکستان

Marfat.com

''اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر جاری فرما دیا ہے'' (فرمانِ نبوی ﷺ)

حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

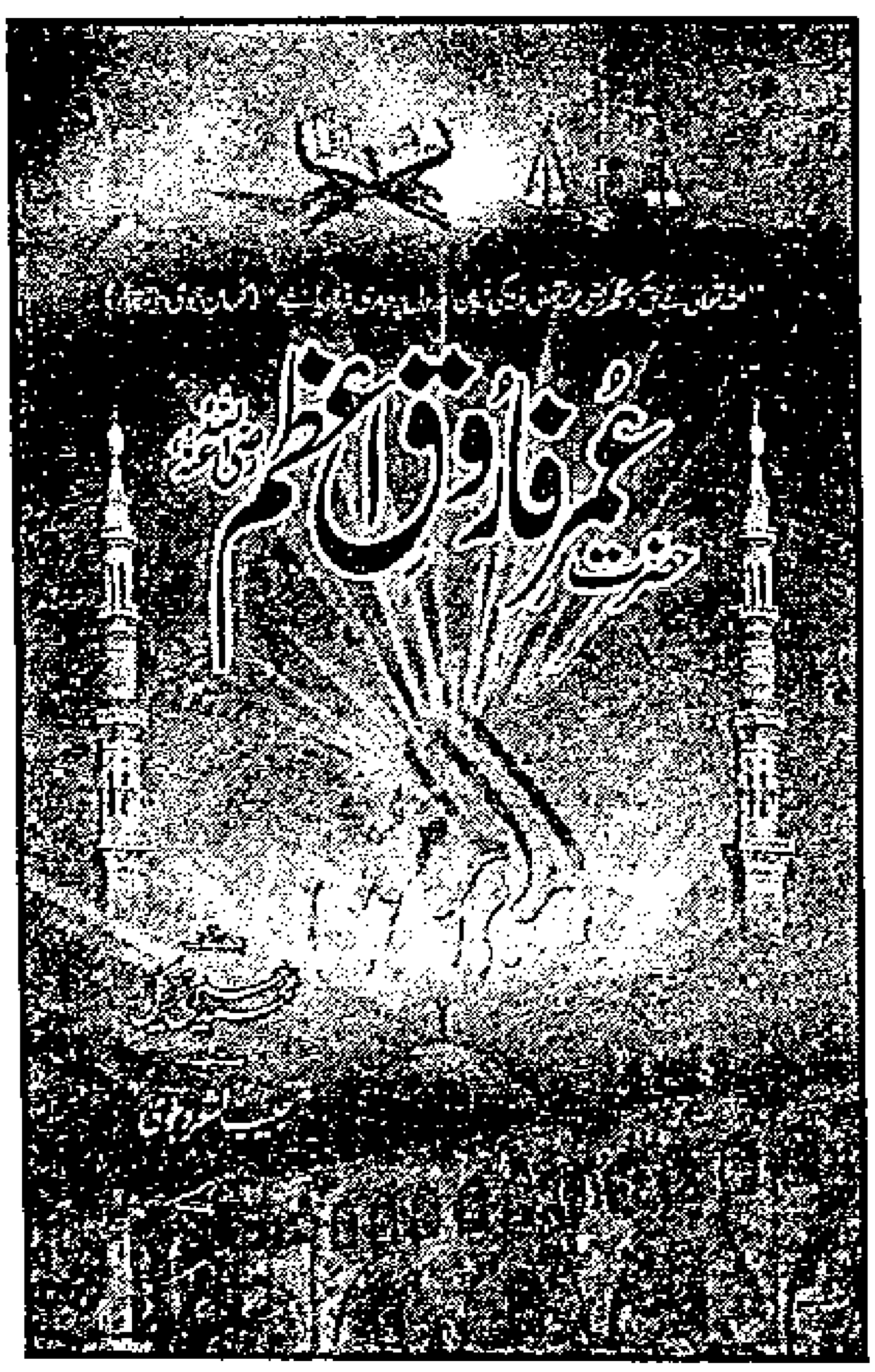

خلافتِ راشدہ کے دوسرے ستون حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور کارناموں پر بے مثال کتاب جو عام مسلمانوں کیلئے بھی مشعل راہ ہے اور اربابِ حکومت و سیاست کیلئے بھی!

مصنّف: محمد حسین ہیکل

مترجم: حبیب اشعر دہلوی

نایاب تاریخی تصاویر کے ساتھ

776 صفحات پر مشتمل، آفسٹ پیپر، خوبصورت سرورق، اعلیٰ مجلد اور نایاب تاریخی تصاویر کے ساتھ چھپ کر تیار ہے

☆ ''یہ کتاب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور کارناموں کی چہرہ کشائی میں بے نظیر ہے۔'' (روزنامہ جنگ)

☆ ''یہ کتاب مصنف کی بالغ نظری کا نمونہ اور نہایت فاضلانہ ہے۔'' (ماہنامہ معارف، اعظم گڑھ)

☆ ''یہ کتاب تاریخ اسلام کی قابل صد ستائش خدمت ہے۔'' (مولانا غلام رسول مہر)

☆ ''یوں تو تاریخ اسلام بے شمار راہنماؤں اور بے مثل شخصیات سے بھری پڑی ہے مگر خلفائے راشدین کے کارناموں سے یکسر قاصر ہے۔ یہ شاہکار تصنیف خلیفۂ ثانی سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے کردار اور کارناموں پر مشتمل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلامی سلطنت کی حدود بائیس لاکھ مربع میل تک پھیلی ہوئی تھی۔ حتیٰ کہ غیر مسلم دانشور یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ ''اگر ایک عمر اور پیدا ہو جاتا تو دنیا میں کوئی کافر باقی نہ رہتا۔'' اللہ ربّ العزت سے دعا ہے کہ اس کتاب کو ہم سب کیلئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ (ناشر)

بُک کارنر شوروم

بالمقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ، جہلم پاکستان

Ph: +92 (0544) 614977 - 0321-5440882

Email: showroom@bookcorner.com.pk - Web: www.bookcorner.com.pk

Marfat.com

خلیفہ ثالث داماد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاتب وحی ناشر قرآن

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

مصنف

محمد حسین ہیکل

مترجم

پروفیسر حکیم مرزا صفدر بیگ

392 صفحات پر مشتمل، اعلیٰ کاغذ، نفیس طباعت، خوبصورت سرورق، مضبوط بائنڈنگ اور نایاب تاریخی کلرڈ تصاویر کے ساتھ
قیمت -/380 روپے صرف

ناشران

بک کارنر شوروم
بالمقابل اقبال لائبریری
بک سٹریٹ جہلم پاکستان

فون نمبر 0544-614977, 621953 موبائل 0323-5777931

Marfat.com

اُردو زبان میں اپنے موضوع پر سب سے بڑا انسائیکلوپیڈیا

جس میں پہلی دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال کو موضوعات کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے

اعلیٰ کاغذ، نفیس طباعت، خوبصورت سرورق اور مضبوط بائنڈنگ میں چھپ کر تیار ہے

اقوالِ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا انسائیکلوپیڈیا

مرتب
محمد مغفور الحق

ترتیب و تدوین
حافظ ناصر محمود

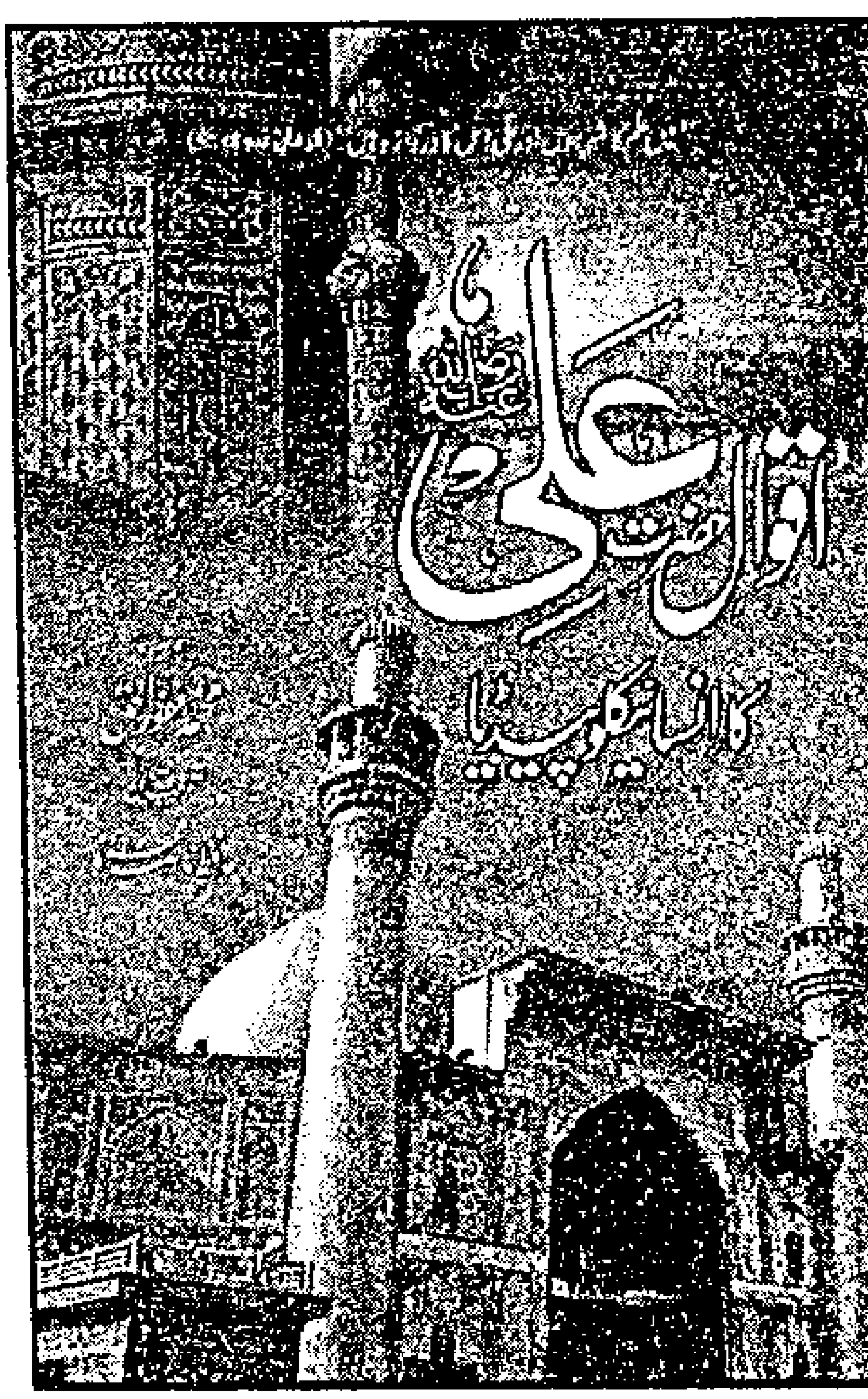

آفسٹ پیپر، قیمت:-/480 روپے

آرٹ پیپر، ڈیلکس کوالٹی، قیمت:-/999 روپے

بک کارنر شوروم بالمقابل اقبال لائبریری بک سٹریٹ جہلم پاکستان

فون نمبر 0544-614977, 621953 موبائل 0323-5777931

Marfat.com

"فاطمہ! تم جنتی عورتوں کی سردار ہو!" (فرمانِ نبوی ﷺ)

سیرۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

Marfat.com